

تجیلوں میں جو اس کم بین تمیر عیشِ الہم نہیں کہے

ستم کا شکوہ تو کیا کر سینگے مجال شکر کرم نہیں کہے

دیوبند

تجلی

نامہ

BAZAR. X
(C. RLY.)

Editor: Amir Ullsmani
N AMERICA

ایڈٹر

تجلی

Annual
per copy 5

GASH

ف پرچہ
آٹھ آنے

سالانہ
روپے

آٹھو سال پہلے
اکی ایک عذرخواہی کا بیان ہوا تھا رہت
فرماتے ہوئے تو اسکی میالت
و تجھات اور اطاعت کی کیا تھے
اسی میلتی تھے، تو اس میں ہے۔

اطلاق علمیہ

ترجمہ اردو

کائنات از دنیا

اس کتاب میں

سات شوایے قصص و اطلاع فرمکر جیں جس میں ہر راکیک ذکار دت یا حاضر جو ابی یا نجفتیں ہیں یا افسوس کا ملزام یا ایسے کسی کا کہنا مم محفل و فراست کا مائیدا
ہے۔ یہ کتاب تین حصے میں بڑا پیش کیا گی جن میں محفل و فراست کے فضائل و مناقب اور فرم و ذکار، کی طلاقات کے علاوہ، انبیاء، صحابہ، علماء و مشائخ، فقیران
و ادبا، عباد و زریاد، روسراء و غیرہ، خودم و خواص غرض سبی و متعلق و پرچہ قصص ہیں۔ باہشاپرس، وزیریون، شیروں حتیٰ کہ جی پا یون ٹک کی ذکار دئکھ کے حالات
و دعیہ، اندامیں بیان کے لئے ہیں۔ اصل کتاب عربی میں تھی اور شعبارات نہایت دلچسپی تھیں۔ قابل تحریر حضرت مولانا امتنیاب احمد صاحب
استاذ العلوم بروجنہ تے بڑی منصب و جانشناختی سے اس ادنی کتاب کو نصف اردو بولی بسا پہنچانے یا لیکھنے سے منع ادا نہیں کیکے۔ بات کو سمجھنے کے لئے
عربی محاudemوں کی توضیح اور تاریخی و اتفاقات کی تجزیہ، ای دراحت کے طلاوہ جہاں اختصار کے باعث طلب سمجھا۔ مشکل تھا جاں عربی میں تھا۔ معاویہ اُنہیں
حکایتوں میں کوئی خاص بندگی نہ اچھا ہوا تھا تو ہنسیں اسکے طرف اشارہ کر دیا گیا۔ دیکھو و نہیرو غرض افادت کے کسی پہلو کو تشنیدنیں چھوڑ دیا گیا۔ حضرت مولانا
قاری محمد طیب صاحب ستم وار الحدم وہ بندھے اس کا پہنچ لفظ تحریر فرمایا ہے۔ ہم ناظرین سے اس کتاب کے طالع کی پرہنڈے رہیں کرتے ہیں۔
ضخامت، سیچائی، سوتی صفحات۔ قیمت۔ وجہ سے خشتا اگر دوپٹ صرف پانچ روپے رہے۔

هر قسم کی عرض فارسی اند کتب نہ فاصلے پانے
قرآن مجید حاملیت سری و مترجم ارزشان ملے کا پست } مکتبہِ تحریک دیوبند ضلع سہارنپور ریوپنی

ہر انگریزی ہینے کے پہلے ہفتے میں
شائع ہوتا ہے

سالانہ قیمت چھپوئے۔ فی پرچہ آٹا آنے
غیر مالک سے سالانہ قیمت ۵ اشناک تک پوش آرڈر



فہرست مضمایں بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء

نمبر	عنوان	صفحہ	مجموع	صاحب مصنفوں
۱	اعجازِ عکن	۲	۲	عامر عثمانی
۲	تجھی کی طاہر	۳	۳	"
۳	تفہیسم الحدیث	۲۱	۲۱	"
۴	دعوت اقامت دین کے حلاف فتنہ و عظیم	۲۴	۲۴	مولانا ابو محمد امام الدین
۵	کیا ہم مسلمان ہیں؟	۳۷	۳۷	شمس نوری عثمانی
۶	مسجد سے بخانے تک	۳۸	۳۸	طاء بن العربی
۷	کھرب کھوٹ	۵۰	۵۰	عامر عثمانی
۸	باب الصوت	۵۸	۵۸	یحیی عظیم زیری

اگر اس دائرے میں سرخ نشان ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس پر آپ کی خریداری ختم ہے، یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت تھیں یا وی پی کی اجازت دیں الگ اتنا وہ خریداری بواری نہ رکھنی ہوتی بھی اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلًا پرچہ وی پی سے بھیجا جائیگا جیسے وصول کرنا آپ کا اخلاقی ورق ہوگا۔ وی پی چھپے باٹھنے پیسے کا ہوگا، منی آرڈر بھیج کر آپ وی پی خرچ سے بچ جائیں گے۔

پاکستانی حصہ اُت: ہمارے پاکستان پر پرچندہ صحکر و میدانی آرڈر ہمیں بھیجیں رہا جاری ہو جائے گا۔

ترسل زر اور خط و کتابت کا پتہ

پاکستان کا پتہ، سجن اشیخ سیم اللہ صاحب

مدیر

عامر عثمانی

دفتر تحریکی دیوبند ضلع سہارانپور (بی. پی.)

فاضل دیوبند محلہ ۵۷ بی۔ ۵۳ ناظم آباد کراچی پاکستان

اعتراف میخن

گلہر جھاتے و فانما جو حرم کو اہل حرم سے ہے
محیٰ تسلیک میں سایں کروں تو کہے صدم بھی ہری ہری

اور اس کی مندرجہ ایسے لیے لوگوں کو لے کے بٹھایا جو یا تو نظر کے
بندے تھے اور دنیا مانا ہی ان کا مقصد و اصلی تھا۔ یا کم عقل
تھے اور بھی نہیں سکتے تھے کہ جن اعمال و اشغال کی قسم وہ مردیوں نے
کئے رہے ہیں وہ کہ تاریخ کی طرف سے جانے والے ہیں اور جن
راہ ہوں کو انہوں نے یادی النظر میں شادا بستقیم بھجو رکھا ہے
وہ آخر کار شرک و بدعت کی کہن اندھیری اور یوں میں بھوکریں
کھلاتی ہیں۔ بدعتیں نکالیں اگیں اور وہ رفتہ رفتہ شرک تکتے
جیسیں پڑھوں میں جھوک تھی، شرم و جانے کے کھو پر دے تھے پھر
یہ بھی اُسطھے اور شیطان نے ایسا صور پھونکا کہ جن بدعتات و
معاصی کا نام لینے سے مسلمان کو پسینہ جھوٹ جانا تھا وہی مرشدین
کو کام نے کھلم کھلے معمول پہاڑتے اور آج یہ عالم ہے کہ نام
نہاد صوفیاء، فقراء، شیخوں اور مرشدین بدعت کو حصہ ہی
نہیں شرکتی جلی تک کوڑتکی کی چوڑت اپنی تعلیمات میں شامل کئے
ہوئے ہیں اور انھیں میں اسلام کہتے ہوئے ان کی زبان میں
ذرا لکھتے نہیں ہوتی۔ اُمیتِ سلسلہ کی اکثریت افضلہ تعالیٰ دین
بیزار نہیں ہے، بلکہ جاں ضرور ہے۔ اس کا حاذیہ دن داری
اسے ہر اُس آستانے پر پہنچ لے جانا ہے جہاں اس کی سلطی ہیں
نظرؤں کو دین کی پرچھائیں لظراتی ہے۔ جہالت کے باعث وہ
یہ سمجھتے ہے بالکل قابلِ انتہی ہے کہ جن سیاہ دھیلوں کو اس نے
شجروں کا مقدوس سایہ بھاٹے ہے وہ درہ میں شرک و بدعت کے
نیا پاں دار ہیں اور شیطان انھیں سزا باش دکھارا رہا ہے۔ اسی نئے
دکانداروں کی دکانداری بھی ہے۔ شرک و بدعت کو اسلام ہی کا

اسلام یا شرک جلی | حیدر آباد دکن کے ایک مرشد صاحب
کے کچھ کتاب پر بچہ ہمارے سامنے ہیں مارشال
بیت کبھی ایک مقدس شغل ہوا کرتا تھا جس کی افادت کی کوئی حد
نہیں تھی، جس کے ذریعہ معاشرے میں نکارالتدبیر کے چرچے حرم رہا
کرتے تھے، میکل شیطان اسے کیسے گوارہ کر لیتا۔ لوگوں کی کم عقلی
اور نفاذیت دونوں ہی کا سہارا ملے کر اس نے کید و مکر کے تبر
چلے پر چڑھاتے اور پھر وہ تماہی چالی کرالامان والمحفظ رفت
رفت اس کا راقبوں کا دہ جلی رکا کر۔

خاچنا خوب بت ریج وہی خوب ہوا
اج ہر وہ شخص مرشد ہے جو ایک خاص طرح کی وضع قطع
بنائکروں کو راہ ہدایت ملائے کا دعویٰ کرے جلی بخدا ہے
مرشد وہ دیانتی ہو جائیں تکی میں بھی بھائے وہ اسلام کی بجائے
شرکِ سنت کے عوض بدعت اور اخلاقی حسنے کی جگہ لھوا ر
زندگی کی تعلیم دیتا ہو۔ حدیہ ہے یہ وضع قطع اسلامی ہوئی بھی
مزدوری نہیں رہی ہے۔ جلی، ہی نہیں پڑھے لکھوں۔ اچھے
خالی پڑھے لکھوں تکیں لکھیں ہی ایسے متصوفین کیلئے عقیدت
پائی جاتی ہے جن کی وضع قطع کھلم کھلا د وضع قطع اسلام کے منانی
اوہ بیت کا فراز کے معین مطابق ہوئی ہے۔

گذشتہ حدیوں میں پڑھے بڑے مرشدگزرے ہیں انکی
زندگی اسلامی تعلیمات کا آئینہ تھی۔ وہ توحید و سنت کی دعوت
دینے تھے۔ ان کے طریقوں میں شرک اور توہین پرستی کا شاہنشہ
تک نہیں تھا۔ پھر ایسے ارشاد و بیت کے پاکیزہ کام کرنا کا

صلوٰۃ غوثیہ کا عنوان کیونکر جتنا اور اُس ذہن کی تکیں کیسے ہوتی جو ایک بڑے خدا کے ساتھ کچھ چھوٹے خداوں کا بھی دللواد ہے۔ بعد نماز عراق کی مت۔ جیسا کہمی کی مت نہیں ورن کی مت گیرہ قدم پر حضرت عبد القادر میں الدین کو پکارنا سمجھا گی اور پھر وعائی۔

یا عبد اللہ العلیٰ بادن لئے اللہ کے بندے ہیری مدیجہ اللہ ویا شیخ الشعین افتق اللہ اجازتست اولے الفرد و اصلدین فضیل صاحب حوالجی۔ جن کے سچے ہیری حاجات پر انہیں
+ + + میری مد فرمائی۔

اس ہیں بادن اللہ کے الفاظ سے شرک میں کھنپی ہانے کی سی کی گئی ہے۔ لیکن اپنی نظر اس پیاپی سے دھوکا نہیں ہا سکتے۔ یہ وہی ذہن ہے جو قرآنی قصص ہات کے طبق تھوڑوں کے خداوں اور فرضی دیوبی دیوتاؤں کو تقرب الی اللہ کا کیبلہ بنایا کرتا تھا اور اس ذہن کو بھی یہ اعتبار نہیں آیا کہ اللہ جل جلالہ اپنے ہر بندے کی ضروریات و حاجات کا براہ راست علم رکھتا ہے اور براہ راست ہر طرح کی نصرت و احانت پر قادر ہے اُسے حضرت علیؓ کو بھی ”توجہ“ کے زیر عنوان مدد کے لئے پکارا گیا ہے۔

صلی اللہ علیک یا مولی یا مولی یا مولی۔

شادِ دل دل سوار وقت مدارست

اے حیدر نامدار وقت مدارست

لکھار برائے مسلمان جمع شدہ

یک ضریت ذو الفقار وقت مدارست

مشہور ہے کہ شاہ واحد علی کے نامے میں جو شکن کے چڑھائے کی جبرائی تو محل کے بعض من جلوں نے کہا تھا۔ تالیں بجاو موسے بھاگ جاتیں گے۔ بھوم کفار کے خلاف آج حضرت علیؓ کو پکارنا اس سے بھوم مفہوم کریں ہیں اور معنوی گذگی نہیں زیادہ ہے۔ تالیاں بھاگ رہ گائیں تو اُجھی ضرورت تھی ایک ان کی حماقت متعذر نہیں ہو سکتی تھی۔ حضرت علیؓ کو پکارنی کی حماقت تو سوری بھی ہے اور کھلم کھلا شرک امیز بھی۔
آگے دو ایک نظرے تو ایسے ہیں کہ پرائے تھیڑوں کے اسچ

کے نام پر فروغِ حامل ہوتا ہے اور وہ سب کچھ مانے آتے ہے جو ہر لحاظ سے ناپاک ہونے کے باوجود آج تصوف کا جزو و خاب بلکہ طریقہ افخار بنا ہوا ہے۔ الہ اشاہم اللہ۔

اس تمہید کے بعد ہم حیدر آباد کے مرشد مختتم جناب محمد عبد القدر صاحب صدیقی قادری کے کتابوں سے کچھ بطور نمونہ مانئے لاتے ہیں۔ جیاں تک مرشد موصوف اور ان کے لیے عقیدت مندوں کا لعل ہے اُہم جانستہ ہیں کہ ان پر ہماری معرفت ہات کا گرنہ ہوں گی۔ وہ ہماری ہر بات کو پائے استغفار سے ٹھکرایں گے اور زبان گھوٹنے کی ضرورت پیش آہی گئی تو وہابی، دیوبندی، مگراہ وغیرہ کے ترشیتی شاگرد خطاہات ہو جو دیوبیں۔ انھیں دہرا دیا جائے تو پھر قرآن و حدیث اور عقل و نقل کی کشمکش طبق پر کام دھرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

پھر بھی جو لوگ ابھی تک مرشد موصوف کی زلق عقیدت کے پیچ و حتم میں گرفتار نہیں ہوئے ہیں ان کے لئے ہماری بائیں مزروع مقدمہ ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے وہ اپنے جہل و نادانی کے باعث ”فریب“ رشد ہمکاری کے لئے پرتوں ہے ہوں اور ہماری تنبیہ انھیں چونکا دے۔ اسی افادیت کے پیش نظر ہم جست پچھے شرکیات و پیشووات کی لشاندیجی کرتے ہیں۔

ایک کتاب پچھے سر اس رب صدیقی ”اس نام کو پڑھ کر اکثر لوگ خونک جاتیں گے۔ چونکنا ہی چاہئے۔ روز مرہ میں فقط ”راتب“ جس فہروم میں استعمال ہوتا ہے اس کا تصویر ہی اس نام کو سچھکل غیر بنا دیتا ہے۔ یہ گواہ اپنے رکھنے والے کے ذوق و جذاب کا آئینہ ہے۔

ابد ادنی صفحات میں حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اور اداء و عبیر دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد ”صلوٰۃ الغوثیہ“ کے زیر عنوان عربی میں فرمایا گیا ہے کہ جو کسی مرحوم سخت بھیں درپیش ہو تو بعد صلوٰۃ عذرًا یا سحر کے وقت وہ رکعنیں پڑھو۔ الحمد للہ لکنی ابھی بات ہے کہ سخت مراضی میں تاریخ پڑھکر اللہ کے سامنے گرفتگو ہیا جاتے۔ لیکن کہاں۔ اللہ سے مدد چاہئے اور اسی کی طرف رجوع ہونے کا سبق دیا جاتا تو

یافت پا تھک دو فریشون کے تقریری چکلہ باد آ جاتے ہیں۔
”دہائی“ کے عنوان سے۔

یاشان عزت یا شفاء اللہ یا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم بہ حال ان سے زیادہ بڑے تھے
سبحانی عبد القادر جیلانی کی یا محبوب
سبحانی مدد جاتے لوہا پانی۔ ص ۲۳
”سیفی“ کے عنوان سے۔

”یاسلطان مسید احمد کبیر رفاعی“
عاشق اللہ معاشو ق اللہ ہب جاتے تن من
کی صفائی۔

یہ سب کیا ہے۔ معیار و اسلوب کے نامیانہ سے
قطع نظر اس میں غیر اللہ سے جو مبالغہ ہے اگر وہ بھی شرک نہیں
تو سمجھنا چاہیے کہ دنیا میں شرک کا وجود نہیں۔ یقین سمجھو شرک
کرنے والوں کے سرہنگ نہیں تکل آتے۔ نہ شرک کا تعفن
سالانہ مشرکین عرب تک محدود ہے۔ آج بھی یہ لعنت اپنی
لوری چوٹانایوں کے ساتھ موجود ہے۔ ہاں یہ اقلاب ضرور
آئیا ہے کہ پہلے شرک ہی کے نام پر ہوتا تھا اور اب ایسا لمب
کہ نام پر ہوتا ہے۔ پہلے شرک سالانے سے بعد ایک قوم موا
کحتے تھے اور آخر کے شرک نہ صرف مسلمان ہوتے ہیں بلکہ
وسع طبقہ مونین ہیں اخہیں روشن و بہارت کی سندھی میں
رہتی ہے۔

خبرت ہے، اس کا سچے میں جتنے بھی اور ادا دعا میں
شاہ عبد القادر جیلانی کے دینے کئے ہیں ان میں تو اللہ کے
سو ان کسی سے مدد مارنی کی ہے ز کسی کی دہائی ہے نہ کسی کی خیر
میں استغاثہ ہے۔ بھی کچھ اللہ ہی کی شان میں کامیاب ہے اور اللہ
ہی کو طلب و سوال کا مر جمع بنایا گیا ہے۔ الْعَزِيز
صاحب نجاح شاہ عبد القادرؒ کے ایسے ہی محب و متفق تھے
تو انہیں سوچنا چاہیئے تھا کہ جب شاہ صاحب جسے اپنے کسی پیشہ
کو کھوٹا خدا نہیں بنایا تو کتنی شکلیف ان کی روح کو ہو گی جب
انھیں معلوم ہو گا کہ ان کے عاشقین خود انہیں کو کھوٹا خدا
بناتے ہوئے ہیں۔ شاہ عبد القادر بہت بڑے تھے۔ ہم انہیں

جو تمیوں کی خاک بھی منیر مل لینے کے قابل بھتھتے ہیں، لیکن
خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم بہ حال ان سے زیادہ بڑے تھے
جب محمد عربی ہی کو خدا تعالیٰ میں شرک سمجھنا شرک بھیر انکی
اور کا کیا ذکر ہے۔ پھر ہوں بھی سوچئے کہ کسی مر جنم بزرگ کو
بد کے لئے پکارنا، اس کی دہائی دینا، اس کے نامیں نمازیں
تکالنا اگر داقتی کوئی اچھا کام ہوتا تو کیا شاہ عبد القادر جیسا مر
موم اس سے غافل رہتا ہوتا۔ آخر کیا ان سے پہلے بڑے بڑے
شیوخ و علماء، عباد و زاروں اگر تباہیں اور صحابہ نہیں گذسے
کوہہ ان میں سے کسی کے دسل کا وہی طریقہ اختیار کرنے جو آپ
خود ان کے توسل کا اختیار کر رہے ہیں۔ دھخلتیے تو انہوں نے
بھی کہیں کسی درد، کسی دعا، کسی وظیفہ میں حسن البصری، حضرت
علیؑ یا کسی اور بزرگ سے اسی طرح مدد چاہیا ہو جس طرح آپ ان
سے چاہ رہتے ہیں۔ اسی طرح اس کے نام کے وظیفے ایجاد کو ہوں
جس طرح آپ ان کے نام کے کر رہے ہیں۔ اسی طرح صلوٰۃ صلوات
صلوٰۃ فاروقی، صلوٰۃ علیوی کوئی صلوٰۃ اختراع کی ہو، جس طرح
آپ نے ”صلوٰۃ غوثیہ“ نکالی ہے۔ اگر نہیں اولین دنہیں تو ثابت
ہو اکہ یہ سب کچھ ان کے نزدیک بھی پندرہہ نہیں تھا۔ یہ سب
کچھ بعد کے بعثت پسندیدہ ہوں کی ایجادیں ہیں۔ خدا جانے تو وجود
باری کا وہ صور کیا ہے جس میں او لیا اللہ سے غائبانہ استہداء
کا کھلا مشرکان طریق کا رجھی جھوپ نہیں ڈالتا بادن اللہ ہمیں
الفاظ سے یہ سمجھ لیتا کہ ہم نے شاہزادہ شرک کو حتم کر دیا ہے اُخود
فریبی ہے۔ کفار عرب جو نہیں خداوں کو مانتے تھے اُنکے بائیے
میں بھی ان کا صور یہ نہیں تھا کہ بڑے خدا کی مرضی کے خلاف
بھی وہ سب کچھ کر سکتے ہیں بلکہ وہ بھتھتے تھے کہ بڑے خدا نے
خود ہی اپنے اُذن سے چھوٹے خداوں میں اختیارات فرمادیے
ہیں اور چھوٹے خداوں کی کم سے کم یہ تشریف تو ہے ہی کہ وہ
بڑے خدا سے مفارشیں کر کے چڑھائے کام کر دیں۔ خدا کے
تعدد کا عقده ہی اتنا خلاف عقل و فیاس ہے کہ بڑے بڑے
مشرکین بھی اسے تاویل و توجیہ ہی کی آڑ میں لیتے رہے ہیں۔
تشییع کے قائلین ہی کو دیکھ دیجئے، ایک ناقابلِ قوم اور دور
از کار سطح کا سہارا یا کروہ با جود تشییع کے توجیہی کا دعویٰ

کرنے ہیں اور ظاہر ہے کہ لامائی ملک اگر لائق تھیم مان لی
جسے تو دنیا کا کوئی شرک نہیں رہ سکتا۔ خدا کے کوئی
کسی کو بھی غائبانہ بکار نہ اور امداد کا ایں بھجنے توجہ کے نام
میں نقب لگانے کے مراد ہے۔ خشنعتاً دیلوں کے کتنے
بھی پر دے آپ اس نقب پر ڈال دیں، لیکن شرک وید
کی ان زبردی میواں کو اندر داخل ہونے سے نہیں روک سکتے
جو بال سے باریک رنج میں بھی جس جاتی ہیں اور جسکی امداد
پر میطان ہر وقت متعدد ہتھی ہے۔ نبوت در کار ہو تو کسی بھی
”مزارِ شریف“ پر جا کر دیکھ لجھے۔ آنکھیں ہوں گی توہساڑ
جیسے بوت صاف نظر آجاتیں گے اور آنکھیں ہی نہ ہوں تو
ہسالی بھی دکھاتی نہیں دی سکتا۔

ایک لکھا بھر ہے ”نظامِ عمل فقرار“ اس میں فہرست
مضمون کے قرار ہی بعد اور او ضروری کے عنوان سے چند
وظائف دیئے گئے ہیں۔ ان میں یا اشیع عبد القادر
مشیخ احمد کا وہ نام نہاد وظیفہ بھی ہے جس کی قیامت و
شناخت پر اہل علم حقيقة کا اتفاق رہا ہے۔ خدا جانے
بعض صوفیاء کو ایسی چیزوں پر صدقی حد تک صراحتیوں
ہوتا ہے، جن کا شرک اور مشابہہ شرک ہونا دو اور دو
چار کی طرح ظاہر ہے۔ یہ دلیل اکابر ذہنیت کے ساتھ
پڑھا جائے کہ اس پیکار کو شاہ عبد القادر براہ راست من
رسی ہیں تو اس کے بعد تین شرک ہونے میں کوئی کلام نہیں۔
دلوں کا حال جان لینا اور غائبانہ تناظر کوں لینا تنہ اخدا
ہی کا وصف ہے۔ بھی دنی اور عارضی طور پر خدا سے کسی
بنے کو جزو اور صفت اُسی غیرے کو ازدیقے تو الگ بات
ہے، در نہ دانہاً کسی کو یہ صلاحیت نہیں عطا کی گی۔

اس سے داخل ہوتا ہے۔
آخر اور ادا و ظاللف کی کیا کمی ہے کہ اس کو یہہ و
وخت ناک وظیفے کو چھوڑنا بعض صوفیاء پر گراں ہے۔
مانا وہ ذاتی طور پر بدی ذہن رکھتے ہوں گے جو شرک کو
پس نہیں کرتا، لیکن ان کے تمام متولین کے بارے میں فرم
یہ اطمینان نہیں کیا جاسکتا۔

آج گلطف ابواب ہیں۔ بیعت و ارادت۔ توبہ۔ آقو۔
قرب فراغت و نوافل۔ ابتلاء۔ خطرات۔ دفع خطرات۔ چلم
کشی۔ تصویر صحیح۔ توجہ۔ غنا۔ لطافت وغیرہ۔ ان ابواب
کے تحت جو کچھ ہے وہ زیادہ تر پریدہ و قبور ہے۔ صدلفی
صاحبہ بنی اپنی اپنی اپنی باتیں دل نہیں اور مدل برائے
میں کمی ہیں۔ لیکن ایک بخششک یہ ہے کہ موصوف کو جلد جلد
شعر استعمال کرنے کا بہت شوق ہے۔ یہ شوق بُرانہ تھا
بُشت طبلہ مذاق سیم اشہرت تم کا ساختہ دتا۔ موصوف خود
بھی شاعر ہیں اور بہت عربی بنا یتھی قسم کی تھی تھی جنکی بندی سے
زیادہ نہیں ہے۔ اچھے خاص سمجھہ مھماں کو دریان
جب عالمیانہ قسم کی تک بندی آجائی ہے تو سارا تماٹر براہ
ہو کے رہ جاتا ہے۔ چند گھنٹے ملاحظہ ہوں۔ یہ سب موصوف
ہی کے اشعار ہیں۔

دیکھ کر دیتا ہے در سچھے نہ اسے
غیرے جو کرنے آزاد لازم اُسکی محبت ہے
ہاتھیں نکھلے ہاتھ دتو جبکہ سمجھہ ہمڑ کا ہے کا
لال گورے ہیں بندیا شے نظر صیبگری ہیں یار کی آنکھیں
بالوں سے کیا ہوتا ہے عمل سے ساری عزت ہے
عمل ہمکیوں نکر قیمت یار عمل کے ساتھ عنايت ہے
ہدکوں سے اور نیکسے ہے کون تو دہرستان بالکل
جن بندیاں دیکھنے ہیں ہے پروا اس روادے کو پھاتا پوں
میں پیش اور ہو گئی سیئنسے تیرے لگے کا بار بھلا
غیرے مجھ کو کام نہیں میں اور یار بھلا
دوسری بخشک یہ ہے کصد لیقی صاحب اپنے زعم علم و
مروفت میں عین بشرے بشرے امداد و صلحاء کی تقلیل ہو کر زیر نہیں

صلوٰۃ خوشیہ کا عنوان کیوں نکر جتنا اور اُس ذہن کی تکمیل کیسے ہوتی جو ایک بڑے خدا کے ساتھ کچھ جھوٹے خداوں کا بھی دلواہ ہے۔ بعد نماز عراق کی محنت۔ جسی بارے کی سمت نہیں واقع کی محنت گیارہ قدم پل کر ہر قدم پر حضرت عبدالقدوس علیہ الرحمٰن کو پکارنا سمجھا یا کیا اور پھر دعا آئی:-

یا عبید اللہ اغتنی باذن لہ اللہ کے بندے میری مدحیجے
اللہ ویا شیخ انقطین اغتنی اللہ کی اجازت سے اور اپنے ارض و
واملد دنی فی قضاہ واجھی۔ جن کے شیخ میری ماجات پر انہیں
+ + + میری مدح فرمائی۔

اس میں باذن افتادہ کے الفاظ سے شرکِ جمل کو خفی شانے کی سعی کی گئی ہے۔ لیکن الی نظر اس لیسا پوچھی سے دھوکا نہیں ہوا سکتے۔ یہ وہی ذہن ہے جو فرآئی تصریحات کے مطابق تھوڑوں کے خداوں اور فرضی دیوبیتوں کو تقریب الی اللہ کا کوئی
بنایا کرتا تھا اور اس ذہن کو کبھی یہ اعتبار نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے
اپنے ہر منسے کی ضروریات و ماجات کا برآہ و است علم رکھتا ہے اور برآہ راست ہی پر طرح کی نصرت و احانت پر قادر ہے
آگے حضرت علیؓ کو کبھی "توجه" کے زیر عنوان مدد کے لئے پکارا گیا ہے۔

صلوٰۃ اللہ علیک یا مولیٰ یا مولیٰ یا مولیٰ
شادِ الدلیل حوار وقت مدد است
اے حیدر نامدار وقت مدد است
کفت ارباب مسلمان جمع شدہ
یک ضریبِ ذوالقدر وقت مدد است

شہر ہے کہ شاہ واحد علی کے ننانے میں جب کہن کے
چڑھ آئے کی جنر آئی تو محل کے بعض من چلوں نے کہا تھا۔ تالیاں
بجاو مورے جھاگ جائیں گے۔ ہجوم کفار کے خلاف آج حضرت
علیؓ کو پکارنا اس سے کوئم ضمکہ خیز نہیں اور معنوی گذگی نہیں
زیادہ ہے۔ تالیاں، ہجوم کیا یوں اجنبی ضرورت تھے، لیکن ان کی
حکمت تعددی نہیں ہو سکتی تھی۔ حضرت علیؓ کو پکار سکی حکمت
تو تعددی بھی ہے اور کھلمند شرک آئیں بھی۔

آسکے دو ایک فقرے تو ایسے ہیں کہ پرانے غیر مروکے ایش

کے نام پر فروعِ حامل ہوتا ہے اور وہ سب کچھ مانتے آتے ہے جو ہر لحاظ سے ناپاک ہونے کے باوجود آج صورت کا جزو عالم بلکہ طریقہ انتشار بنتا ہوا ہے۔ الا ما شاء اللہ۔

اس تہہید کے بعد حمید حیدر آباد کے مرشدِ محترم جناب محمد عبد القدر صاحب صدیقی قادری کے لئے بخوبی سے کچھ بطور نمونہ سائنسے لائتے ہیں۔ جہاں تک مرشدِ صورت اور ان کے لئے عقیدتِ مدنوں کا تعلق ہے، ہم جانتے ہیں کہ ان پر ہماری معروضات کا رگر نہ پوسیں گی۔ وہ ہماری ہر بات کو پائے استغفار سے ٹھکرایں گے اور زبانِ حوصلہ کی ضرورت پیش آئی گئی تو دہلی، دیوبندی، گمراہ وغیرہ کے ترشیتِ ترشیت سے خطابات ہو جو حدیبیں، انجین، دہرا دیا جائے تو پھر قرآن و حدیث اور عقل و نقل کی کشمکش طبق پر کان دھرنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

پھر بھی جو لوگ ابھی تک مرشدِ صورت کی زلفِ عقیدت کے پیچ و خم میں اگر قدار نہیں ہوتے ہیں ان کے لئے ہماری ہاں ضرور مفید ہو سکتی ہیں۔ ممکن ہے وہ اپنے جمل و نادانی کے باعث "فریبِ رشد" کا نسک کئے پر قول میں ہوں اور ہماری تندیخیں چونکا دے۔ اسی فادیت کے پیش نظرِ ہم جستہ کچھ شرکیات و میتوں کی تشنیدی کرتے ہیں۔

ایک کتاب پر یہ سر ایک صدیقی "اس نام کو پڑھ کر اکثر لوگ خونک جائیں گے۔ چونکنا ہی چاہئے۔ روزمرہ میں لفظ "رات" جس فہروم میں استعمال ہوتا ہے اس کا تصور ہی اسلام کو سوچ کر خیز نہیں دیتا ہے۔ یہ گویا پہنچتے وائے کے ذوق و جذب کا آئینہ ہے۔

ابتدائی صفحات میں حضرت شاہ عبدالقدوس جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اور ادعا دریے گئے ہیں۔ اس کے بعد "صلوٰۃ الغوثیہ" کے زیر عنوان عربی میں فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی
مرحلہِ سخت کھیں درمیش ہو تو بعدِ صلوٰۃ الغوثیہ یا سحر کے وقت دو رکعتیں پڑھو۔ الحمد للہ تکنی ابھی بات ہے کہ سختِ مرحلہ میڈاں پڑھ کر اللہ کے سامنے گاؤ گاؤ را یا جلتے۔ لیکن کہاں۔ اللہ سے مدد چاہئے اور اسی کی طرف رجوع ہونے کا سبق دیا جاتا تھا

مقام رسالت حصہ سطر ۵۸ و ۹ میں ہے:-
”لیکن محمد بن نے دین کی صلحت کے تحت راوی نقی کی بھیت کو جائز ٹھیرا۔“

الفرقان اس پر اصلاح دریا ہے:-
”لیکن محمد بن نے دین کی صلحت کے تحت راویوں کی فیبیت کو کاری تواب سمجھ کر اختیار کیا۔“

”مقام رسالت“ حصہ سطر ۹ اس طرح ہے:-
”اس نزاع میں ایک طرف قریش تھے اور دوسری طرف طرف المصارف۔ حضور کے زمانے میں یہی قابل ذکر اور زور و اثر نہ کھنے والے تھے۔ ہر چند اسلام نے انکو جاری تھبیت سے پاک کر دیا تھا۔“
الفرقان اس میں اضافہ کرتا ہے:-

”اس نزاع میں ایک طرف قریش تھے دوسری طرف المصارف۔ حضور کے زمانے میں یہی دُدگروہ سیاسی نزد و اثر کے لحاظ سے نایاب تھے اور آپ کے بعد خلافت کا مطابر لیکر اٹھ سکتے تھے۔ اسلام نے ان کو جاہلی تھبیت سے پاک کر دیا تھا۔“

مقام رسالت حصہ سطر ۷ میں ہے:-
”جذب حضور کی وفات کے معا بعد میقیق بنی سامدہ میں المصارف اور دہباجری کے درمیان اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔“

الفرقان اس کے بعد تقریباً مسلسل تھے تین سطر و نکا اضافہ کرتا ہے:-

”ہمیں فی الوقت اس سے بعث نہیں کہ حدت دا ضاف کے اس باریک عمل کا مفاد کیا ہے۔ دکھنا صرف یہ چاہتے ہیں کہ جس الفرقان کے ظانش پر ہر اور ہماری دعوت کی عنوان سے ایمان و عمل کے رفع الشان دعوے چھپے جائتے ہیں اور مدیر مسؤول اور مرتب کا زہر دوسرع اتنا حساس اور باریکیں ہے کہ مولانا مودودی کی طرف سے کسی علی بخوبی کا نہ ہو، مہر نہ شیر ہی ایکوں نے اندازہ کر لیا کہ ”حکمت علی“ کے نظریہ کی آڑ میں مولانا موسیٰ صروف ضرور کوئی قیامت اٹھانیوں سے ہیں،“

نظر آگئے اور اسے بھی چھوڑ دیتے کہ اپنے آخری فقرے سے واخخوں نے اسی وضع اتفاقی اور حسن اخلاق کا ایسا مظاہرہ کیا ہے جس پر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ نقل کروہ فقروں سے الک قاری کیا تھے گا۔ یہی ناکہ مولانا اصلاحی کامضيون ہوئے توں نقل کیا گیا ہے اور بعض اجزاء کو استغای غرض پسندیدہ سمجھتے ہوئے بھی جاتی تیرنے نقل کر دیا گیا ہے۔

اب آئیے دیکھیں حقیقت کیا ہے اور قدم قدم پر نہ پڑو تھوڑی کامنظاہرہ کرنے والے امانت و دیانت کی سی منزیل ہیں۔ اول یہ کہ مولانا اصلاحی نے بغلی عنوانات چن رہی دیتے تھے۔ الفرقان نے ان میں حتی الواسع اضافہ کیا۔ اس اضافہ میں وہ گہرا عناد صاف طور پر عیا ہے جو دین کے نام پر مولانا مودودی کے لئے پروردہ سن کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) مولانا مودودی کی شدت پندری (۲) حیرت انگستہ تبدیلی (۳) فلسفہ حکمت علی کی ایجاد (۴) تاطف سرگیریاں ۔۔۔
(۵) اصلی نزاع (۶) بہت بڑا مخالف (۷) لفظی تائیر (۸) پر ویزیت سے ہم آئیں (۹) اصول حکمت علی کے روح فسانیاں (۱۰) یہ برمی کیوں ۔۔۔

یہ سب الفرقان ہی کے قائم کردہ عنوانات ہیں۔ ان کی معنوی جیتنے سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ نقل کے نام پر ان اضافوں کا کیا جواز تھا۔

وہ تم یہ کہ متعدد غمارتوں پر لائیں سمجھنے دی گئی ہیں جن کا مقصود ان غمارتوں کو نایاب کرنا ہے۔ یہ لائیں مولانا اصلاحی نے بھی سمجھی ہیں۔ نقل میں اس اضافے کا جواز تقوے کی کسی ایسی ہی طبع را اعراف سے نکل آئے تو نکل کئے جیسی ادراة الفرقان اور مولانا اصلاحی ”حکمت علی“ کی فرمانے پر نکلے ہوئے ہیں، لیکن بے کم و کاست دیانت و امانت تو اس کی نقل نہیں ہونی چاہئے۔

سو ستم یہ کہ بعض مقامات پر الفاظ اور فقرے طے ہامیتے ہیں اور کسی طبع کی کوئی علمات ایسی نہیں دی گئی جس سے معلوم ہو کہ یہاں ادارہ الفرقان نے مولانا اصلاحی کو حملہ دی ہے۔ مثلاً:-

میغوص، ریا کار اور بہر فت اعتراف رہے ہوں، لیکن اب آئی
لگاہ میں عظمت و تقدیم کے اُس بن مقام پر فائز ہیں جس کا
تذکرہ بڑے شوق وال تھا ب کے ساتھ اسی صفحون میں انھوں نے
کیا ہے۔ وہ بے شک اس درجہ میں ہیں کہ مولانا اصلاحی کو صلاح
دے سکیں اور اصلاحی صاحب اسے باعث تو ہیں نہ تھیں۔

قیاس کے اس صریح تعلق پر کا وہ دلچسپ دیکھ سکتے
ہیں کہ مقام رسالت سے اصلاحی صاحب کا مضمون نقش کرتے
ہوئے ابتداءً حروف دیا گیا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ مولانا متفقہ
نعتیں کا اس سے کچھ تعلق نہیں اور عین الرحمن صاحب ہی صب
پچھ کر رہے ہیں۔ تب الگ مولانا مودودی نے بقول مولانا اصلاحی
”اپنے ہر وار کا ہدف مولانا مفتخر نعمانی صاحب ہی کا حرم یہ ہے،
تو پچھ جاتیں کیا اور فی الحقيقة مولانا مودودی کا حرم یہ ہے،
کہ بیٹی کے نامہ میں باپ کو درصلیا ہے۔ بلکہ یہ ہے اس حقیقت
پر مضمون کے ذریعہ پر دل الائیا تھا اور دل الاجارہ ایکلے
وہ خوب دیکھ اور سمجھ رہے ہیں۔ آخر وہ بھی تو مولانا مفتخر نعمانی
کے دیرینہ فیض ہی ہیں۔ وہ بھی توجہ نہیں ہیں کہ زہد و رحم کی بادی
آدمی کی فطرت نہیں بلکہ کرتے۔

بہر حال ہم جاننا چاہتے ہیں کہ خیانت نقش کے باہم سیں
صاحب الفرقان کا کیا عذر ہے؟

خوشخبری

توقع ہے کہ اگلا پرچہ ”ڈاک نمبر“ کی نویت کا ہم گا خوشخبری
کا عنوان اس اطلاع کو اس لئے دیا گی جندا ہو گے جب ہے انھی
صفحات میں ناظرین سے استفہاب کیا تھا تو زصرف یہ کہ شیر
حضرات نے ڈاک نمبر کی تحریر کو نہایت خوشی سے لیں گے کہ تھا
بلکہ یہ بھی ان کی تحریروں سے ظاہر ہوا تھا ”تجالی کی ڈاک“ کو
نہایت ذوق و شوق سے طریصا جاتا ہے۔ اپنے اکثر لوگوں کے ضرور
جاہتے ہیں کہ ملائی صاحب کو بہر حال پے داخل کیا جائے تو
ہم کو مشتمل کریں گے کہ وہ بھی اپنے خاص رنگ میں چند قسم
بھی رسم فرمائیں

اسی کے صفحات میں دیانت نقش کا یہ حیرتناک ظاہرہ کیا
گیا ہے۔ لفظی تبدیلیاں سچھ اور بھی ہیں جس نے اخیں اس نے
ہمیں لی کر ان کا بار بجارتے کتاب پر ڈال دیا جا سکتا ہے
ویسے جو کرنے پڑتے ان کے باشے میں بھی خوف ہو کر ہمیں
کتاب ہی کے شوق تصنیف کا غمہ نہ کردا رہ جاتے۔
خیراں کی خاص تکنیک بر اس سے روشنی پڑی مولانا
اصلاحی نے لکھا تھا:-

”مولانا کے مضمون کا یہ سلو بھی نہایت افسوس رک
جھکر“ الفرقان“ میں تقدیر تو لکھی ہے عین الرحمن صبا
نے، لیکن مولانا مودودی صاحب نے اپنا سارا
غیظ و غضب نکالا ہے مولانا محمد مفتخر نعمانی صبا
پر۔ عدل و انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولانا
تم اورم اپنے زیر بھت مضمون میں اپنا خستہ اسی پر
نکالتے جس نے تمہید لکھی اور اپنے نام سے چھاپی
ہے، لیکن اس مضمون کا ہر مطالعہ کرنے والا آسانی
سے سمجھ سکتا ہے کہ مولانا مودودی صاحب نے
”طفل مکتب“ کی صحت کے سوال پر ہر وار کا بہت مولانا
محمد مفتخر نعمانی صاحب ہی کو سنا یا ہے۔ حالانکہ زیر بھت
مضمون کی مدد کن ان کا قصور، اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
کہ وہ تقدیر، تکارکے والد ماجد ہیں پس مضمون کی تحریرہ
تسوییہ سے ان کو کوئی دوسرا دلائل میں نظر نہیں آتا۔ ہے۔
وہ جائیں صرف بیٹے کے لگانہ میں دھرنے لے گئیں۔
اگر قرآنی اور تفہیمات کوئی جائز ہے تو خود کیجیے کہ الفرقان

بیرون ہے تکلفی سے مولانا اصلاحی کے مضمون کی نوک پلک درست
کی گئی ہے اور کسی معدہ لی یا وضاحتی نوٹس کے بغیر من مانے الفاظ
اور حلیل پڑھتے گئے ہیں کیا اس کی جرأت اُن عین الرحمن صاحب
کو ہو سکتی ہے جو حمل اور شہرت دونوں اعتبار سے مولانا اصلاحی کے
آگے طفیل مکتب ہی ہیں؟

قیاس کرتا ہے کہ نہیں۔ اصلاح و ترقی کا چیل یقیناً
اُن مولانا مفتخر نعمانی ہی کا ہونا چاہتے ہے جو مولانا اصلاحی۔ کے بھی
بندگ ہیں، جو پہلے چلے ہے مولانا اصلاحی کے نزدیک لکھنے کی

بچی کی داکھ

نہیں۔ ورنہ مسلمانوں ہونا چاہئے تھا کہ جو شرک نہاد ہو گئے اُسے آئندہ دیا جائے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہاں اُسی معنوی نجاست کا ذکر ہے جو شرکیں کے قلعوں و اڈیاں میں ہوا کرتی ہے۔ طوائف کا دار نہوتا تو ہم دیسوں شہروں تفاسیر کے حوالوں سے بتاتے کہ تحقیقی و مفترین اسی پر تعقیل ہیں اور اس آیت کے مشترکین کے طعام دیغیرہ کی حرمت کسی نے نہیں لکھا۔ لیکن اس کی ضرورت نہیں۔ تھوڑی خور و نکر کے بھی نجاست ظاہری اور نجاست معنوی کا فرق تھا اسکتا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ شرک و کفار سے نفرت رکھنا تو
اسلام اکاظرہ امیار ہے، لیکن خو مشرکین و کفار سے نفرت
اسلام نہیں سکھائی۔ نہ یہ تایا کہ شرک و کفر کی عزمی بسی
ان کے جسموں کو بھی نیاپاک کر دیتی ہے۔ چنانچہ ان کی پہلی
بھوتی اشیاء کا استعمال تو در کنار ہم تو ان کے تجویٹے پانی
میں بھی حرمت کی کوئی دلیل ناطق نہیں پاتے۔ وہ انسان
میں اور ان کی تیاری بھوتی کوئی غذا اُٹھنی اجزائی آمیزش سے
نیاپاک ہو سکتی ہے جن کی آمیزش خود ہماری تیار کردہ غذاؤں
کو نیاپاک کر دیتی ہے۔

الغسلم نے گوشت کی کوتی چیز رکھا تھی جسے تو اس کو کھانا
تو حرام ہے، لیکن کفر ذمہ بھی صلت کے لئے غیر اللہ کے نام سے
اجتناب کی شرط اور طریقہ ذبح کا تعین شریعت کی طرف سے
منصوص ہے لیکن گوشت کے علاوہ یہی ہوئی والیں ترکاریاں
مٹھائیاں، پوریاں وغیرہ وان کی تیاری ہوئی پڑا کراہت ہے۔
بعض لوگ ہتھیں کہ کھانے پینے کی چیزوں میں گو برلن تا
اہل ہندو دین عالم ہے۔ نیز شریفاب کے بعد وہ استحمار تو کرتے
نہیں، بلکہ یاد سے عضو ناصل کو حبیوتے ہیں اس لئے ان کی

سوال ۱: از تحدی علیٰ ندارنہ ارکانِ غیر مسلموں کے تعلقات
یہ بات کسی پر پوچھی ہے نہیں ہے کہ قسمِ منہ سے ہے لیکن مسلمان
مددوں کی دو کاروں سے کھانے پینے کی چیزیں خرید کر استعمال
کرتے ہے اور اب تو کچھ کہنا ہی نہیں۔ جہاں تک شک اور
تباہ مختصر چیزوں کا تعلق ہے ان جیں کوئی حرج نہیں معلوم ہوتا۔
لیکن مٹھائی، پوری پوری اور اسی نوع کی دلگشاہی اشیاء کے بلکے
سی دل طہن ہمیں سے جیسی اگرچہ کانگریسی نہیں ہوں اور
عالمی ہمیں ہوں، لیکن عقلی طور پر یہ کھانا تھا کہ من جو شہنشاہ انسان
غیر مسلمین کی تاریخ وہ خود فی اشیاء میں کوئی قیامت نہ ہوئی
چاہئے، مگر حال ہی میں لے کر پیر طریقت سے دریافت کیا تو انھوں نے
فریایا۔ اصل نہیں کی چیزوں میں احتساب ضروری ہے اور قرآن
کی آیت انہماً امثہل کوں بخش تلاوت فرمائی۔ میں ظاہر ہے
ان کے سامنے کی الیں سکتا ہے۔ اگر من اس سب سعیں تو آپ سے مسلسل
پیر روشی ڈالیں اور غیر مسلمین کے ساتھ سماجی تعلقات کی احیت
پر عملی کو فصیل پیش فرمادیں۔ بحالاتِ موجودہ اس کی ضرورت و
اہمیت صحیح بیان نہیں۔

امروز ہے کہ پیر صاحب نے آیت قرآنی طبیک محل میں استعمال نہیں فرماتی۔ قرآن مجید اٹھا کر دیکھئے پوری آیت یوں ہے:-

لے دیا جائے والوں اسکوں پرید
ہیں۔ یہ اس سال کے بعد سید حرام
پاس نہ پہنچنے یا نہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ یہاں جسمانی و مادی نجاست کا ذکر

دوستی، اخلاق امیر سلوک، ان کی عبادت کو جانا، ان کے غیر مذہبی علم و شادی میں مشرک ہونا اور ان سے چھوٹ چھات نہ کرنا صرف جائز ہی نہیں، بلکہ بعض حالتوں میں خشن و محدود اور بعض حالتوں میں واجب و لازم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا سوہ ہمارے سامنے ہے کہ مشرک و کفر سے شدید تفرقہ رکھنے کے باوجود کفار و مشرکین سے انہوں نے ہمیشہ ہی حسن سلوک کا معلم کیا، انسانیت برتنی وقت پڑنے پر ان کی بیرونی کے بھی فرائض انجام دیتے، ان کا باعترض خریف قدم بھی کیا، ان کے بیاروں کو بھی پاچھا، ان کے پدا یا بھی قبول کئے، وغیرہ وغیرہ۔ اسلام بھی نصیحتاً اگر صحابہ و تابعین کروانا نیت کا طراز اختیار کر کے غیر مسلمین کو اچھوتہ بنا لیتے غیر مسلمین کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے ضروری ہی یہ ہے کہ قول اور عمل دونوں طرح اخیان اسلامی اخلاق کی وحدت، روا داری، انسانیت دوستی، معقدیت، انصاف پسندی، دلسویں دلداری اور کمال شرافت پر مبنی کیا جائے۔ یہی قرون اولے کے مسلمان کرتے تھے جس کے نتیجے میں اسلام آنہ صی اور طوفان کی طرح پھیلنا پڑا۔

یہ جواب یہی اور اصولی پہلوؤں سے ہوا۔ ایک اور پہلوی ہی ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ سماں تک ملک میں یہ بات پہلے ہی سے دیکھنے میں آتی ہے کہ غیر مسلموں کی دکانوں سے سو اسلفِ شریعت نے میں مسلمان ہتھیں فراغت ہیں، غیر مسلم مسلمانوں سے خریدنے میں اس کے عذر، عذر، عذر بھی فراغت نہیں۔ اس کی نیادی وجہ چھوٹ چھات کا وہ نظر ہے ہے جو ایں نہ ہوں میں اسکے لئے اگر پرانی کی طرح حام ہے۔ جو لوگ عالمی ذہن کے باڈاؤ اور راستے مارنے کے تھاڑھ سے چھوٹ چھات کی شان میں آتھ اگرست نظر آتے ہیں ان میں سے بھی اکثر عمل اچھوت چھات کے نوجوانیں گرفتار ہیں اور ہر اصرافِ زبانی ہی زبانی ہے۔

سمندر ناز پر ایک اور تازیانہ یہ کہ اس چھوٹ چھات میں اب گھناؤنی نہیں کی فرق پرستی بھی شامل ہو گئی ہے جو اپنے ارادہ اثبات کی محضلاج نہیں، حوم تودر کار خود حکومت کا چال ہرگز

پکائی ہوئی چیزوں کیسے جائز ہو سکتی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ پہلی باتِ حضنِ افواہ کے درجے کی ہے۔ ہم نے متعدد ذمہ دار ہنردوں سے تحقیق کی وہ کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہمارا بھی یہی خال ہے کہ یہ باتِ حضنِ افسوس ہے۔ یا ہنردوں کے کسی خاص ھڑکانے کے طرزِ عمل کو فلسط طور پر قاعدہ کلیہ بنایا گیا ہے۔

دوسری باتِ امرِ القمع ہے۔ یہ کے باوجود مفہوم طلب نہیں۔ ہے۔ اول تو مذکورہ عمل کے بعد، باقاعدہ ہونے کی بھی نوبت آتی ہے، ملکیں اگر زیبھی آتے تو مسٹر ڈگرسے باقاعدہ میں ایسی ناپاکی نہیں سزا دیتی کہ جو اس کی مدد سے چھوڑ ہوئی پکائی جائے وہ ناپاک ہو جاتے۔ دویکہ یہ کہ اس طرح کے مستحبہ امور کوچھ ہنردوں ہی سے تھوڑے نہیں بیٹھا دیں، باور جوں، خانہ اموں، حلوائیوں وغیرہ میں آپ کتنا لیے گئوا سکتے ہیں جس کی طباعت و نفاست پر واقع کیا جائے۔ تحقیق کرنے کے تو ان میں کوئی فائبِ اکثریت ایسی ملے گئی ہے پشاور کے بعض اسنجار کا خیال بھی نہ آتا ہو گا۔ تو کیا ان کی بھی دکانیں کا بانی کیا کریں گے؟

یاد رکھئے اسلام میں خواہ کا تجسس اور تو ہم خبر و ری نہیں قرار دیا گی۔ اگر اپ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہو جائے کہ فلاں غیر مسلم اپنی پکائی ہوئی چیزوں میں گوریا کوئی اور نہیں تھے ڈالتا ہے تو بے ذکر آپ کے لئے ان چیزوں کا کھانا حرام ہے۔ اور ایسا نہ ہو بلکہ طبعاً غیر مسلمین کی چیزوں کھانا پسند نہ کریں تب بھی شریعت آپ کو کھانے پر محروم نہیں کرتی، لیکن حضن میں دلیل شہید اور یوگمانی کے ثابت حلال کو حرام بنا لینا القوی کی کوئی قسم ہو تو ہو، عام شریعت اس کا حکم نہیں دیتی۔

حضرت کو غیر مسلمین کی دکانوں کی چیزوں کھانا جائز ہیں ان کے سیاوق سے پانی پینا بھی جائز ہے اور جب تک کسی بھی کاش کا ثبوت نہ ہو ان کی اور مسلمانوں کی چیزوں میں حلستِ حرمت کا پچھہ نہ رکھیں۔ دیگر سماجی امور کی بات یہ ہے کہ غیر مسلمین سے شریفانہ

سوال ۷:- از محمد احمد حیدر آباد کن مختلف

آج تاریخ و روزی الحجہ بعد غازی فخر ایک مولوی صاحب نے
مسجد میں وعظ فرمایا جس میں خصالِ حج اسوسہ ابرہیمی اور توحید
وغیرہ کے لحاظ سے بہت الحجی اچھی باتیں بیان فرمائیں لیکن مندرجہ
ذیں ایسی باتیں بھی دراں وعظ میں ذکر ہوتیں ہیں جن سے متعلق دل پری
طرح نظر نہ ہو سکا۔ برادر کرم تھلیٰ کی آئندہ اشاعت میں ان امور
پر رد شدی ڈالی جاتے۔ میں بے چین ہوں کہ صحیح صورت حال سے
ذاقیت حصل ہو۔

۱- اللہ تعالیٰ سائے گناہوں کو معاف فرماسکتا ہے۔ مگر
حقوق العباد معاف نہیں فرماتا۔ اس بات سے رسول اکرم
جن کو اپنی امت پر غیر عموی شفقت ہے، بہت فکر مدد ہوئے اور
بازگاہ ایزدی میں اس عزم سے سعدہ ریز ہوئے کہ جب تک امت
کی حقوق العباد سے مغلوق کوتا ہیں کی معاافی حاصل نہ کر لیں سرحدوں
سے نہ اٹھائیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ جو حاجی خانہ
کعبہ کا غلاف تمام کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اسکے حقوق العباد
بھی معاف ہو جائیں گے۔ کیا یہ روایت اور یہ سلسلہ درست ہے؟

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات ہزار آسمانوں اور سماہنہ زمیں
زیتون کی ساری مخلوقات کے مظہروں میں علوم نہیں اس ارشاد
سے مولوی صاحب کی مراد کیا تھی۔ برادر کرم آپ صاحب فرمائیں۔

۳- شیخنا حضرت عبدالقدوس حیلیانی نے ملکے علماء را ارجمند
صلحتم کی قریبیت سے حاصل فرمائے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟

۴- حضرت شیخ عبد القادر حیلیانی کے بعض اعمال ایسے تھے کہ
جن میں ان کا درجہ صحابہ کرام سے افضل تھا۔ کیا یہ درست ہے؟

۵- قربانی مرحومین کی جایب سے بھی کی جا سکتی ہے اور طبقے
برکات حاصل ہوتے ہیں اُس شخص کو جو رسول اکرم کی جانب سے
بھی قربانی دے، کیونکہ رسول اکرم صلحتم نے اپنی آنے والی ایمت

کی طرف سے ۱۰۰ ادنٹوں کی قربانی دی ہے۔ کیا یہ تھی ہے؟

۶- قربانی اُس پر فرض ہے جو صاحب نصباب ہو، لیکن صبا-

ب نصباب نہ ہونے کے باوجود اگر کوئی قربانی کرے تو اُس کے ثواب

کا کوئی ملکا نہیں؟

۷- خوش اخلاق کے اتو اشراف کی ذکر گئیں ادا کرے

سیاسی، سماجی، تعلیمی کاروباری اور ملازمتی شعبوں میں مسلمانوں
کو چھوٹ بنا دینے کی خاطر جہاں تک ممکن ہو سکتا ہے قانون کی
آنکھوں میں دھول جھوٹکی ہے اور اس کا یہ طرز عمل فام فرقہ
پرستوں کے لئے شہ کا کام دے رہا ہے۔ تجویز صاف ہے کہ اُنکی
سے پہلے اگر تو میں سے دو چار ایں ہنودہ مسلمان حلوانیوں کی دو کالاں
یا مسلمان ہنودوں میں بھولے سے نظر آئے تھے تو اس تو میں ایک
دو ہمی نظر نہیں آسکتے۔ اس طرز عمل میں چھوٹ چھات کا عقیدہ
اور فرقہ پرستی کا داعیہ دونوں ہی علی فرقہ مراتب کا رفرایہ میں۔

تبہ مسلمانوں کی طرف سے اس کا جواب کیا ہو؟
اس کا خواصیورت اور ظاہر فریب حل تو وہ ہے جسے قوم پرستی
کی نمائش کرنے والے خوشامدی ذہن کے لوگ ان لفظوں میں بیان
کرتے ہیں کہ ایں ہنودوں کے اس طرز عمل کے جواب میں مسلمانوں کو میں
از بیش فراخ دلی اور وسیع النظری کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ انہوں
کے دلوں میں ان کی رداد اور یہ ملک کے لحاظ میں احسان احتراق ہیں
گرویدہ بنائے۔

لیکن بعض خواب و خیال کی باتیں ہیں۔ اس کا نام بوداواری
درستاخ دلی نہیں بلکہ جسی وہ تجھی ہے۔ اس سے بھی وہ تجھے
برآؤ نہیں ہو سکتا جس کی توقع دلائی جا رہی ہے مسلمانوں کو چاہیے
کہ کاروباری تعاون میں اپنے اُن مذہبی صاحبوں کو ترجیح دیں
جن کی عیشت و معاش کا دائرہ غیر مسلمین کے غیر قومی اور فرقہ وار آٹھ
سلوک نے شنگ کر کے دکھدیا ہے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ سارے
ہندوستانی ایک قوم ہیں لیکن عمل کے اس طبق پر یہ دعویٰ کہیں بھی
شرمندہ وجود نہیں۔ اگر مسلمان حلوانی سے ملکی خریدنا اور مسلمان
ہوں سے چاہے ہتنا مل ہنود کے لئے باعث شنگ ہے اور اس طبق
فرزدق پرستی سے فرمیت کے خوش رنگ دعوے پر حرف نہیں آتا تو
مسلمانوں کو بھی حقائق کی طرف سے بالکل ہی غافل نہ ہونا چاہیے
وہ اگر اس خیال سے مسلمان کی دکان بُرخ کریں گے کہ اس دکان کے
وجہ کا دار و مدار میں مسلمانوں ہی پڑے اور غیر مسلم اس کے پاس بھٹکنا
بھی گوارا نہیں کرتے تو یہ خیال قوم پرستی کے منافی نہیں ہو گا بلکہ
اس کی قبیلی جریت، احسان اور انصاف کے الفاظ سے
کی جاتے گی۔

اس سے حجج مقبول کا اواب ملتا ہے۔

جوابات:-

۱۔ حجج کو متاثر کرنے کے لئے واعظین کا رطب دیاں بیان کرنا اور الفاظ و استعفیں مبالغہ و تزیین سے کام لینا اپنے سے شیوه رہا ہے۔ کم واعظ ایسے ہوئے ہیں جو خوب صفت سے لگ کاریوں سے بچ سکے ہوں۔

ہم نہیں حلوم کہ یہ روایت کس کتاب میں ہے اور اسکی یقینیت ہے۔ ہماری تمام علمی معلومات کا خلاصہ یہ ہے کہ حقوق العباد کی معافی کا کوئی اعلان کتاب و سنت میں نہیں ہے۔ نہ کسی بھی درجے میں اس کی ایسی دلائی گئی ہے۔ اس کے بخلاف تکرارہ تاگی کے ساتھ یہ امور اخراج کیا گیا ہے کہ حقوق اللہ تو اللہ تعالیٰ از راهِ احسان معاف بھی کر سکتے ہیں، مگر حقوق العباد بہرگز معاف نہیں کریں گے۔ ان کی معاف صرف اُسی صورت ہیں ہو سکتی ہے کہ خود ہی لوگ جن کے حقوق نلفت کئے گئے ہیں قیامت کے دن اُنھیں معاف کر دیں۔

عقل بھی واضح ہے کہ ایک شہنشاہ الگرسی فرم کے ایسے قصوروں کو معاف کر دے جن کا عمل خود اسی کی ذات ہے ہو۔ مشوارہ فرود رباری آداب کا لاملا خطا لحاظ نہ کر کا ہو ماشہ کے کسی حکم کی تعییں ہیں کو تابی کر گیا ہو تو اس عفو و درگذر کو شاہ کے حجج و کامِ حشم پوشی اور دریادی پر محول کیا جائے گا۔ میکن یہ شاہ الگرسی ایسے فردوں کو معاف کر دے جس نے رعایا ہی سکے کی اور فردیا افراد کی حق تکمیل کی ہو تو عقل و نقل دونوں اعماق سے اسے شاہ کی نالصحتی سے عبر کیا جائے گا اور یہ عفو و درگذر یعنی ان افراد کے حق میں علم ہو گا جن کے حقوق مارتے گئے ہیں۔

تو کیا ایک ماہوش آدمی اللہ تعالیٰ کو ظالم اور غیر منصف باور کر سکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ غائزِ کعبہ کا اعلانِ تمام کر آدمی ہزار برس بھی روتا رہے اور صین سبی تہوی میں سوال بھی عباد کرے لیکن ان زیاراتیوں کا حساب اس سے ضرور پہنچا جاوے اللہ کے بندوں پر ہی ہیں۔ ہاں یہ مکن۔ ہے کہ اس طرح کی زیاراتیوں پر آدمی دل سے نہ مہم ہو اور جس حد تک مکن ہوان کی تلافی کی جائے کہ ماوراء جن پر زادتی کی گئی ہے ان سے معافی چاہئے اور وہ

زندہ نہ ہوں تو اندھے سامنے لگ گڑا اسے تو شاید عفو کی صورت نکل آئے۔ پھر بھی اس کی شکل لا زماں یہی بونگی کہ شرکے دن مظلوم ہی اسے معاف کروں گے تب اللہ تعالیٰ حرم فرائے گا، ورنہ عادل شہنشاہ کبھی نہیں تو سکتا کہ مظلوم تو ظالم کی سزا کا مطالبه کر رہے ہوں اور وہ ظالموں کو عفو و مغفرت سے بلوز نہ کرے۔

۲۔ ہم خود نہیں سمجھتے اس ارشادِ گرامی کا کیا معنو ہے مجھے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اہل زہد و تقویٰ اپنے اپنے ذوق اذکار و اعلوٰت کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و مناقب بیان کرنے میں چاہے کوئی طرزِ کلام اختیار کریں، تم تو صرف انہی حدود میں رہنے والے ہیں جو کتاب و سنت کی ستدن اور قالی اطمینان نصوص سے صراحت قائم کر دیں۔ ہم ایسے تھامنے کوئی بھی نہیں جن کی الشرع کئے آسمان سے فرشتے بلانے پڑیں۔

۳۔ شاہ عبدالقدار جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے معتقدین نے جیسے جیسے جیسے فحاشہ و حرج یہ صینیف کئے ہیں ان کی داد کوئی عن شناس ہی دے سکتا ہے۔ ہم صرف سچائی ہیں کہ وہ اللہ کے ایک اطاعت لگدار بنتے اور دین و شریعت کی راہ کے لائق فخر شہنشاہ رہے۔ سارے علموں انہیوں نے قبریوں سے حاصل کئے تھے اس کی سب نہیں نہیں نہ کتاب و سنت سے ایسے کسی طرقِ تعلیم و تعلم کا پتا چلتا ہے۔ جو اس کامِ عجی ہے ہمی ثبوت دے۔

۴۔ یہ بہت نازک سوال ہے۔ اعمال کی ایک تو ظاہری شکل و مقدار ہے اور ایک ان کی عن اللہ حقوق و بیعت کا معاملہ ہے۔ شاہ عبدالقدار ہی نہیں اہست ہیں بے شمار لوگ ایسے ہوئے ہیں جن کے اعمالِ حسنہ اور عبادات و ریاضت کی ظاہری مقدار و تعداد کتنے ہی صحابہ کے اعمال و عبادات سے زائد ہو گئی۔ لیکن اہتمت کا منفہ عقد ہے کہ اس مقدار و تعداد کی زیادتی سے کوئی بھی غیر صحابی کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ صحابہ کرام کا سب سے بڑا طرہ امتیاز، جس میں کسی بھی غیر صحابی کی نظر کت ممکن نہیں ہے کہ اُنھیں کائنات کو سب سے بڑے انسان کا فیضِ محبت حاصل ہوا ہے۔ اُن سچت کا کون نہ کر پہنچا۔ پھر ایسے وجود و مسعود کی صحبت جس کے ہر ہر موسمے تین میں جذب و اشر کی جگلیاں رکھدی گئی ہوں۔ جسکی

یہ شے ہو تاہم کہ شرعاً تو ہر شخص کو خدا سی کے اپنے اعمال کی جزا و مزالتی ہے پھر مرحومین کو کسی کے اعمال سے کیا فائدہ پہنچ گا۔ اسی شبہ کے تحت وہ ایصالِ ثواب کی افادت میں یقین ہیں رکھتے۔ لیکن ہم اسے درست نہیں سمجھتے۔ بے شمار دلائل سے ثابت ہے کہ دین میں ایصالِ ثواب کا ایک مقام ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کی حکمت و مصلحت ہیں ایک سے زیادہ رائیں ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی عکمت ایشارہ ہے کہ ردی اور دوسروں کی خیریت ہی میں شفقت آٹھا نے کی تغییر و تعلیم ہے۔ یہ اللہ ہی کو ہر مسلم میں ہے کہ کس کا ایصالِ ثواب کار آمد ہو گا اور کس کا کار آمد ہو گا۔ یہ تو خلا ہر ہی ہے کہ فرض کی مجھے کوئی شخص رسول اللہ کی جانب سے تربیت کرتا ہے تو یہ عمل حضورؐ کی محبت کا انتہا ہے اور چونکہ روایات سے اس کا ثبوت ہے اس لئے بعثت بھی ہیں ہر مسلم کو حضورؐ کی محبت مند محبت بلا قبہ بجا سے خود ایک عبادتی سلسلہ ہے جس کی برکات کا کوئی حساب نہیں۔

۶۔ اس میں پوچھئے کی کیا باشد ہے۔ بات صاف ہے۔

۷۔ جن روایتوں میں تھوڑے سے عمل پر بہت بڑے اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہیں تھیں تھیں متفقین مباحثت جائیج پر طبع کے قبول نہیں کرتے۔ ہمارا مسلم کیوں ہے کہ اگر معنوی سے عمل پر بڑے جملہ طور پر بڑے زیادہ اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہو تو اسے روکنے کی وجہ سے روایت مسلمان دینی کے خلاف نہ چلو تو اسے روکنے کی وجہ سے روایت مسلمان دینی کرنے کوئی چاہئے، لیکن اگر معنوں کی وجہ سے اسے مسلسل ہے۔ اسی بشارت کو بھی بیجھے۔ اشرافِ محض نمازی ہے اسکے مقابلہ میں صحیح ایک نہیں بالشان فرضیہ پھر مقبولؐ کی قدر لگا کر کوئی سرکھی نہیں چھوڑتی گئی۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو اسکا مطلب یہ ہے کہ نوؤذ باللہ خود ضرور ہی دین و شریعت کی سلسلہ افتادار کو اس لطف سے رہے ہیں۔

۸۔ کہنے والا یوں کہے کہ دونوں اشراف کا ثواب تیس ملے ہے تو ہم جپ رہیں گے، لیکن جب وہ کسی اس۔۔۔ سے زیادہ ۱۰۰ اور ہم بالشان عبادت کی لفظیں کرے، کا یعنی صحیح مقبولؐ پر بھی اشراف کو طبعاً عادت کا تو ہم شرور دین سے کہ زبان کو لگا مدد و سلم نے تباہ و تبوہ کی فرمائی کی تھی۔

۹۔ ہر نظر ایمان و یقین کا دری یا سے بیکران رہی ہو کر جس پر طبی سیراب کر گئی۔ الایہ کر کی ہیں میرانی کی صلاحیت ہی نہ ہوہے دوسرے طریقہ ایمان کا یہ ہے کہ وہ اس وقت ایمان لاسے ہیں جب نام دنیا کے مقابلہ میں اللہ کا رسول تنہ ہاتھا۔ جب اسلام لانا آج کے مقابلہ میں ایک لاکھ گناہ مہمت طلب اور ممبر آزاد تھا جب اسلام قبول کرنے کا مطلب عزت، مال، املاک اور جان تک کو دا تو پر لگادینے کے مراد تھے۔ بھر انہوں نے اللہ کی راہ میں وہ وہ فرمائیں دیں کہ ان کا تصور بھی مکمل ہے۔

۱۰۔ میرا طریقہ ایمان کی وجہ ایمان کے خود اللہ نے قرآن میں تصریح کیا ہے کہ خود اللہ نے قرآن میں تصریح جگہ ان کے بیان یا فتنہ اور تقبیل بارگاہ ہرنے کی تو یقین فرمائی۔ یعنی ایمان ایسا ہے جس کے میں نظر امرت نے مستند علماء و صلحاء اور عتکرین یقین رکھتے ہیں کہ صحابی کا صرفنا ایک سجدہ غیر صحابی کے ہزار سو جو بھاری اور صحابی کا صدقہ فیکیا ہوا ایک سارے جو غیر صحابی کے صدقہ کے ہوئے ہزار سو تھوڑوں سے طریقہ قائمی ہے۔ کسی غیر صحابی کا کوئی عمل ایسا نہیں ہو سکتا جس کے باسے ہیں یہ دعویٰ کی جائے کہ عند اللہ اس کا امر تبریزی صحابی سے پڑھ گیا۔ ۱۔ عمال چاری اپنی مہرزاں فکر و نظر میں نہیں تلتے ان کے لئے وہی ترازو دستعمال کرنی ہو گی جس میں بعض دفعہ ایک ایک لکھے اور ایک ایک عمل صلح کا وزن کروڑوں کلائر اور انباروں اعمال حصہ سے پڑھ جاتا ہے۔

۱۱۔ مطلب یہ کہ جو لوگوں کو اپنے مدد و صیہن کی تعریف ہیں مبالغہ کئے بغیر کھانا بھی خصم نہیں ہوتا وہ جو چاہے کہے جائیں جس پر ہے کسی غیر صحابی کو صحابہ کرام کی لاحدی و در غیر ملکی طبیعتی ہی جسارت ہے۔ شاہ عبد القادر جیلانی یا دیگر مشائخ و صلحاء کی توصیف کے اور بھی خوشگوار اسلوب ہو سکتے ہیں۔ یعنی کیا اخنووی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم جمعین کو انکو مٹھا دکھایا جائے۔

۱۲۔ یہ تھیک ہے۔ حقیقت المذاع میں حضور جعلی اللہ علیہ وسلم نے تباہ و تبوہ کی فرمائی کی تھی۔

۱۳۔ مرحومین سے لئے کوئی نکار خیر انجام اور نہیں من بعض لوگوں کو

ہیں یہ نام خاص ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کی محبت اور عبادت
میں پوشش و حواس کھو چکے ہیں۔

شریعت کے احکام اپنے بوس کے لئے ہیں۔ جو شخص واقعہ پوش
کھو چکا ہے وہ کہیں کا بھی تکلف نہیں لیکن اس سے یہ سمجھ لیجئے
کہ اُجھ کل جو بالعموم مجدد و بیت کی آڑیں فس پرستی کی جاتی ہے اسکا
بھی کوئی جوانسہ ہے۔ جو شخص معاولات دنیا میں تو از خود رفتہ ہوئے
شریعت کی تعیین نہ کرنے میں مجدد و بیت کی آڑیں وہ جعل ساز ہے
مجدوب نہیں۔

ماضی میں کون کون مجدوب ہوا ہے اور جدوب کی کیفیت
کیسی ہوتی ہے یہ تم نہ تاسکیں کے۔ اس کا جواب کسی اہل اللہ کے
لئے تو سہ لیکن تین میں اس سے کوئی رجیبی نہیں۔

(۲) ”حرام“ اور ”ناجائز“ معناً ایک ہی ہیں۔ محل استعمال ہیں
کہیں کہیں لطیف فرق ہوتا ہے جسے پرانہ بھی سمجھ سکتے ہیں۔ فاتح
خوانی، مجلس سیلاہ النبی اور سماع جیسے امور کو برداہ راست حرام
یا ناجائز نہیں کہا جا سکتا بلکہ ”بدعت“ سے تفسیر کرتے ہیں اور پھر
اس تصریکے واسطے سے ان کی قباحت ثابت کی جاتی ہے۔

(۳) یہ سوال تحصیل حاصل ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں اور یہی بھی
کہ مبینہ عالم دین کی مظہر و حرکات واضح شرعی قباحت اپنے اندر
رکھتی ہیں۔ ایسے مرشدین نجف دکاندار ہیں جو لوگوں کے ہمراستے
انکی نصانیت کا خراج و صمول کر رہے ہیں۔ ان کی دنیا الگ ہے۔
ہم جیسوں کے فتوے اں کا بال بھی جینا نہیں کر سکتے۔

(۴) نہیں کہنا چاہتے۔ ویسے ساختہ منہج سے مکمل جملے تو
کھر جھی پہنچ ہے۔

سوال: از راحت حسین خاں۔ گورنچور۔ **تفسیر**
زمبر و شعر کے تخلی میں ”خطبات دارین“ تصریح
کرتے ہوئے آپ نے کتاب کے مصنف کی پیش کردہ ایک تصریح
تعجب سرا غرض کیا ہے وہ مجھے درست نہیں معلوم ہوتا۔ اگر
سامنے کا دریافت کرہ ”نکلیوس“ خود ہیں وغیرہ سے نظر
آجائیں تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ قرآنی الفاظ ہوں والی
القیوم اور ہو الفقادر الْمُقْدَر س جیسے الفاظ کی تفسیر میں
اس سے کام لینا غلط فتنہ اور دیا جائے۔ آخر آیت۔

ہیں متعدد فرائض و احتجاج سے بھی زیادہ اجرہ قواب کی بشارت
صرافت آئی ہے۔ مثلاً جہاد کی راہ میں ایک قدم اٹھانا یا سکین
مضطرب کو کھانا حکلنا وغیرہ تو اس سے ہمارے سلک کی تردید نہیں
ہوتی۔ کوئی اعمالی ہے اور کوئی ناخیری ہے۔ اسکا صحیح فصلہ
اللہ اور رسول ہی کے ماتحت ہے۔ راہ جہاد میں قدم اٹھانا یا سکین
کا پیٹ بھرنے کو اگر حضور نے نہ راہ نکار دیوں۔ سے زیادہ افضل فرمایا
تھا اس سے ثابت ہوا کہ یہ اعمال فی الحقيقة ہی نیز معولی ہیں لیکن
جن امور کا نفل پہنچا اٹھ کر دیا جاؤ اور اپنی بھی نوع کے فرائض سے
افضل مہجاں میں عقل کے بھی خلاف ہے اور بقول کے بھی بقول خاتر
بے شک نہایت باعثت روایت ہے، لیکن مخصوص فرائض کے مقابلہ
میں اس کی خصیت روپے میں جاری آئنے سے زیادہ نہیں۔ واللہ
تعالیٰ اعلم و عذر اتم۔

سوال:

(۱) مجدد و بیک لطفی اور مرادی یعنی کیا ہیں؟ کیا مجدوب کو
شریعت مخالف ہے؟ متفقہ میں کوئی سیلاہ مجدد و بیک ہی
ان پر کس قسم کی تفسیر طاری رہتی تھی اور اس زمانے میں بھی کوئی
حقیقی مجدد ہے؟

(۲) حرام اور ناجائز میں کیا فرق ہے۔ مثلاً کیا یوں کہا جاسکتا
ہے کہ ناجائز خوانی، مجلس سیلاہ النبی اور سماع وغیرہ ناجائز ہیں؟
کیا حلال اور حرام کے ہم معنی الفاظ ناجائز و ناجائز ہیں؟

(۳) یہاں کے ایک شہر عالم دین اپنی سالگرہ مناتے ہیں۔ مرت
میں تحضیل سماع منعقد ہوتی ہے۔ مردوں سے زیادہ تعف اور
عورتیں آئی ہیں۔ عربی بن مھلوٹوں کے ہارالا کر رہنے ہیں۔ انکے
باٹھ پیر بگال اور پیٹانی چرستے ہیں پیٹ میں گردون ڈالتے ہیں
اور عالم و مرشد صاحب پیر سے روپے بھی دار کروان کوئی نہیں
ہیں۔ ان سب افعال کے متعلق خدا اور اس کے رسول کا کیا حکم
ہے؟ صحایر کرہ کا کیا طریقہ تھا لیکن بیان کیجئے۔

(۴) کسی کے نام کے ساتھ ”قبلہ و کعبہ“ کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟
جوابات علی الترتیب حاضر ہیں۔

(۱) مجدد و بیک ہیں اس شخص کو جس پر کوئی ایک بندہ اس
بُری طرح طاری ہو کہ بقول وغیرہ سمعطل میگرہ جاتیں۔ مصلح

اللہ نور السیموں والدرض کی تفسیر میں دھوپ کو اللہ کے نور کا پرتو کہا جاتے تو کیا اسے آپ اصلت روکر دینے کر دھوپ آنکھوں سے نظر آتی ہے اس لئے نور ابھی کے پرتو سے اس کی تغیر درست نہیں؟

جواب: - ہمارے تصریح کو پھر ایک بار غور سے پڑھئے۔ ہم نے اشارہ ہنا یہ چاہیے کہ الحجۃ القیوم اور القادر المقدس وغیرہ اللہ جل شانہ کے اسلئے صفت ہیں۔ ان کا مصداق سامنے کے دریافت کردہ کسی جو ہری عظیم کو قرار دینے کی کوشش کرنا نہ صرف بے داشتی ہے بلکہ شان باری تعالیٰ میں گستاخی اور جسارت ہے تفصیل اس اشائے کی یہ ہے کہ کیوب ہو یا نکلیوس یا اور کوئی ایسی عنصر پر بہ اللہ کی خلائق اس میں شامل ہیں اور کمزور انسان کے لئے ان میں چاہیے کسی ہی بابے پناہ قوت دشمنت ہوں لیکن اللہ قادر و توانا کی نسبت سے یہ اتنے ہی تھی وہ حیثیت ہیں جیسے سات سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خطبات دارین کے صفت نہ یہ کہ کر کے نکلیوس ہمیشہ سے موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے کا مجاز اور کنائے کو تعمیر کے دائرے سے نکال کر خطرناک اشتباه و التباس کی صورت میں پہنچا دیا ہے۔ خدا کے واحد ابھی تہاونہ وہ ذات ہے جس پر ان الفاظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شے کوئی ای تمیز یا اختصار اسی نہیں جو ان افظوں کا مصداق بن سکے۔ پھر یہ بھی طے ہے کہ خدا کے ذوالجلال انسانی حواس کی دسترس سے باہر ہے۔ اس کا کوئی جزو یا جسم سے مری نہیں ہو سکتا۔ کیا کس سامنے کے آلات اسے چشم سے دکھاسکیں۔ سامنے کی ترک تازیوں سے مروع ہو کر ترآئی آیات کو اپنے فکر و تاویل کا سختہ مشق بتا ساخت ناممود ہے۔

اللہ نور السیموں والدرض کی تفسیر میں دھوپ کیا ہم ہر اس مادی اور سرنی شے کو رد کر دیں گے جس کے متعلق آپ یہ کہیں کریں گے اور تمیل نہیں بلکہ حقیقت اس آیت کی تغیر و تغیر ہے۔ اس آیت کا واحد مطلب یہ ہے کہ

جس طرح روح سے ہی جانداروں کے ڈھلنے کا قائم ہیں اور اخیں زندہ کہا جا سکتا ہے اسی طرح یہ کائنات خدا کے واحد بھی کے وجود مسعود سے قائم و زندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی آیات میں ایسا ہی طرز بیان اختیار فرماتے ہیں جو انسانوں کو لئے قابل فهم ہو۔ انسان جانتا ہے کہ جب گھٹا لوپ ظلمت چھائی ہوئی ہوئی ہے تو ہر چیز اس طرح چھپ جاتی ہے جیسے عدم ہو گئی۔ عدم ایک ایسی تھی شے ہے کہ کسی نسبت اور هر فی شے کے سہما کئے ہیں اس کا کچھ تصویر رکھتے ہیں ظلمت اگرچہ جو ہری اعتبار سے مثبت ہے نہیں لیکن ہماری نظر چونکہ اور روشنی سے آشنا ہے اس لئے جب روشنی غالب ہو جاتی ہے تو ظلمت ہماری آنکھوں کو ایک ثابت اور مردی ہی جز علموں ہوتی ہے۔ "عدم" کا تصویر چھائے لئے "ظلمت" ہی کی شکل میں ممکن ہے۔ جب ایسا ہم اندھیرا چھا جائے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ چھائی دے تو ہم اسے حواس اور ذہن قلب "عدم" کا ایک جسم ہے جو ہم سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں اسی حقیقت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے کائنات کے وجود کی جذبیتی اور اپنے وجود کی عظمت و ممتازات ظاہر زمانے کے لئے خود کو نور ارشاد فرمایا۔ جو نہ ہے وہی فی الحقیقت زندگی اور روح ہے، یعنی کوئی نور نہیں ہوتا تو ہولناک ظلمت کی شکل میں "عدم" اُدمی کو گھیر لیتا ہے۔

دھوپ اور چاندنی جیسی چیزوں سے اس آیت میں آئے ہوئے لفظ "نور" کا جو ٹرکانادر اصل طبعی اور ظاہر پرستی اذناز فکر ہے، بلکہ ہمیں فربخور دیگی کہتے۔ اس کا سب سے بڑا اور واضح ثبوت یہ ہے کہ کائنات کے جن حصوں میں ہوڑے یا بہت عصے کے لئے مل تاریکی چھا جاتی ہے وہاں بھی جلو جو دن قا نہیں ہو جاتیں، بلکہ علی حال موجودتی ہیں۔ پر دلیل ہے اس بات کی کہ ان تاریکی میں جبکہ ہوئی چیزوں کے ساتھ بھی اللہ کے نور کا ہی رشتہ قائم رہتا ہے جو روشنی میں جلگھاتی ہوئی چیزوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کا نور ہیں جبکہ اپنی کار فرمائی سے فارغ ہیں ہو جاتا، ورنہ ظلمت کی پیٹ میں آئی ہوئی ہر شے بعد وہ ہم کے رہ جاتی۔

وجود شیر اور بکری اللہ کے آگے یکساں بے لب اور بے قوت ہیں۔
گویا ظاہری فرق و اقیانس سے مغلوق کی نسبت الی اخلاقی میں شتمہ
برابر فرق نہیں آتا۔ ایسا ہی روشن اور غیر روشن چیزوں کا
معاملہ ہے جس لفڑی ان سے زین کے طبقات تاریک پیدا ہجئے
اسی سے اجرام فلکی اور برق و آتش نے ٹھور پایا۔ اللہ کا اتنا
وجود نہ اول اللہ کا اچھے ہے نہ تائی اللہ کر کا۔ اور اگر کوئی وحی اپنے
کے یحییہ مفہوم میں جائز ہے ہی کرنا چاہئے تو بھروسہوں ہی
کا جائز ثابت ہو گا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ روشن چیزیں تو معروضہ
معلوم معنی میں اللہ کے نور کا پرتو ہوں اور دیگر اشیاء خارج از
پرتو قرار دی جائیں۔

خوب سمجھ لیجئے۔ دھوپ کو اللہ کے نور کا پرتو کہنا ایک
غالص مجازی اندان ہے جو حسن طیعت اور زیب بخشن کے لئے تو
چل سکتے ہیں لیکن حقائق کی عطیوں بحث میں اس سے استدال
نہیں کیا جا سکتا۔ بڑا دھوکا دراصل انسانی ذہن کی ایک خاص
گزروی دیتی ہے۔ وہ بہ کہا سے تخت الشعور میں یہ بات ٹھیکی
ہوئی ہے کہ ہر شے کی تخلیق کسی مادے سے ہی سے پہلوی ہے۔ مادہ
پاہے غصہ ہی ہو یا عطیوں یا ایسیں اور انتہر کی قسم سے بہرحال
ہماسے ذہن کی گہرائیوں میں ہر چیز کے وجود کے ساتھ پھر اسی دیواری
عناصر اور فرعونوں کا التصور بیٹھا ہوا ہے جس کے بغیر کوئی چیز وجود
ہی نہیں پاسٹی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ ہم خدا پرست
ہوئے کے باوجود عدم محض سے نوع بروع اشیاء کی سہادت
کا ہلکا سا بھی تصور نہیں رکھتے۔ اسی لئے ہم نے سورج کو جگھاتے
ہوئے دیکھا تو گمان کرنے لگے کہ ہونہ ہوا اللہ کے نور سے اسے
ربط خاص ہے۔ ضرور یہ اس کے نور ہی کا پرتو ہے بلکہ
بادی انتظاریں توڑا ایمان افروز اور خدا پرستاز ہے، بلکہ
نقاب اُنٹے کے دیکھنے تو اس کے پچھے وہی ذہن ملائے ہے جس کا
ہمنہ ابھی ذکر کیا۔ یہ ذہن اس بات کو خوشی سے نبول نہیں
کر رہا کہ کائنات کی پیدائش سے قبل جب عدم ہی عدم طاری
تھا اور سینکار تاریکی سے سوچھی بھی نہ تھا اس وقت سورج
جسی تابناک شے ہلکی ترکیب غصہ ہی اور بغیر کسی جو ہری اصل
کے یوں ہی بس ہم کوئی نہ سے پیدا ہو گئی۔ وہ جانتا ہے کہ اس کی

اس سے ثابت ہوا کہ اس میں "نور" کا لفظ رشی کی یاد
دلانے کے لئے نہیں آیا بلکہ نفس و جود، قوت کا فرما زندگی اور
روح جسی تھیقوں کا تصویر دلانے کے لئے آیا ہے۔ دھوپ ہو یا
چاندی، اگ ہو یا سکھی اللہ کی مخلوق ہیں جو لوگ مخلفت ہیں
نہیں یعنی ابھی خالق ہی کے وجود اور قدرت دکار سازی کی رہیں
مانتے ہے۔ صرف اس ذہنی مشاہدہ و مشارکت کے باعث
جو ہمارے مدد دہنے کے لئے نور اور رشی کے درمیان پائی جاتی
ہے نہ تکہ تم دھوپ کو کنایۃ اللہ کے نور کا پرتو کہہ سکتے ہیں
لیکن اگر کوئی اسی اصرار کو سائنسی درود بست کے ساتھ ایک حقیقت
نفس الامری تابت کرنا چاہئے تو ہم اسے رد کر دیں گے۔ "پرتو"
کا کوئی بھی مفہوم ایسا نہیں ہو یا خداوندی اور دھوپ میں یہاں
ہی طبعی رشتہ جوڑ سے جیسا طبع میں حضرات جوڑ دیا کرتے ہیں۔
جس طرح اللہ نے نہیں کے لاطر میں چھپے ہوئے سراپا ظلت
طبقات پیدا فرمائے ہیں جس طرح پتھر کے تاریک سینے میں کیڑے
کو زندگی دی ہے جس طرح انسان، جیوان، بادات و جمادات اور
سمدروں وغیرہ کو جامائہ خلفت سے نوازائے ٹھیک اسی طرح
چاند سورج اور آگ کی بھی تھیں کی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ چاند سورج
سورج اور آگ صیبی روشن چیزوں سے اس کی قدرت و قوت اور
ذات و الاصفات کو اس طرح کی کوئی خاص نسبت ہے۔ صیبی نہیں کے
تاریک طقوں اور سکندروں کے اُس تہذیب میں رہتے کہ ذردوں کے
نہ ہو جیلوں کی گہرائیوں میں قرنوں سے ظلت کی چادر اور ٹھے
پڑھے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ بغیر روشن چیزوں تو اس نے رشی سے
محروم ہوں کہ اللہ کے وجود کا کوئی جزان میں شامل نہیں ہے اور
چاند سورج وغیرہ اس نے روشن ہوں کہ اللہ کے وجود کا کوئی جز
ان میں اسی طرح شامل ہے جس طرح ماں میں عناصر اور صنوات
میں خامیاں شامل ہوتی ہیں۔ نہیں، ہرچیز ہر مخلوق "ہر زرہ"
چلہے وہ تاریک پریاروں، خلفت اور وجود کے پہلو سو داہت
یاری تعالیٰ کے ساتھ یکساں اور طبعاً مساوی نسبت رکھتا ہے۔
یہ بات اسی ہی ہے جیسے ہم یوں کہیں کہ ایک طاقت وغیرہ بھی اللہ
کے مقابلہ میں اتنا ہی گزور ہے جتنا بکری کا بچہ۔ ظاہر ہے
ایک دوسرے کے مقابلہ میں طاقت کا نمایاں فرق رکھنے کے

پیدا کرنے میں ایسا کوئی صباطلہ ضرور کار فرما بکال نے تو ماڈہ پرست ماز قدر امیر طبقی زاویہ نظر کی تسلیم کر سکے۔ اندر خدا کے نور ہی کو جو کی حیثیت دینا عقائد دینیہ کی رو سے ممکن نہیں ہے تو کم سے کم خدا اور سورج کے درمیان یا خدا کے نور اور دھوپ کے ماہین علت و حلول یا سبب کے انداز کا کوئی ربط غیر و نکالا جاتے۔ چنانچہ اس نے ”پرتو“ کا لفظ مخصوصہ لیا۔ کوئی اگر پوچھے کہ ”پرتو“ کے کیا معنی لیتے ہو سادہ اور قابلِ فهم لفاظ میں بناؤ تو وہ کنایت و استعارے ہی کاتانا ہانا بھیلا تا پھل جائے گا۔ اور جس حمزہ پر اپنے ضبط سا اعزاز حاصل کر دیں گے اسی کو قلابازی مکمل اکچھا اور سبھم تاویلوں سے آزادت کرے گا۔ گویا وہ ہمارے کے لئے کسی طرح آمادہ نہیں ہے کہ سوچ جیسا روش حرم عدم کی بے کن نظمت سے اس فحالتِ حلم رہی ہی کے اثر سے پیدا ہو گیا اور خدا نے اپنے نور کو خصوصیت کے ماتحت اس کی تیاری میں تھام نہیں فرمایا۔ کیا ذہن ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کی بے شکر روایت کو قرآن و حدیث میں وارد کر دے افظُ نور سے ضبوط کرنا چاہا ہے اور ”المَّاجْدُ كُوْنَ الْكَوْنَ“ کے مصداق اُخْنَی لوگوں کو مطعون کیا ہے جو قرآن و حدیث کے لفاظ کو اپنی اہماد کا نامع بنانا نہیں چاہتے۔

باتھیل گئی مگر ہم نے قہد اچھیانی ہے۔ گذشتہ چنانہ میں ہمارے پاس متعدد سوالات ایسے ہی ائمہ جن کا جوڑا اسی شکر سے ہلکا ہے۔ اب یہ سوال سامنے آیا تو معاشر معلوم ہوا کہ جزا ایسا یہ ہے جو نہ کوہہ تمام سوالات سے عہدہ برآ کر دے تاکہ ہر سوال اللہ جگہ نہیں۔

ہمیں اُنچے ہے کہ دیوبندی طبقے کے ہم متعدد حضرات ہم پرست ظاہر ہیں اور غیر حقیقت پسند پوسٹ جائیں ہیں۔ ان لوگوں سے زیر بحثِ سلسلہ میں تم ہمارا اتنا ہی کہیں ہے کہ اللہ کے بندروں اپنا علم فہم الگرہ نہیں ہے تو کم سے کم دیوبندی بزرگوں ہی کے افاضات و فرمودات سے روشنی حاصل کرو۔ خبر ہے تھیں مکرم الامت مولانا اشرف علی نے اس آیتِ اللہ فور اسلاموات والارض کے تحت کیا فرمایا ہے وہ سن بادر کان کھول کر سن لو۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت ہے۔

”نور سے مراد و جو دہے اور وجد سے مراد موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہے صلواتِ الدار حن کا۔“ دارالافتادی صفحہ ۲۷ کیا پھر مجھی تم دھوپ میں اللہ کا سایہ ڈھونڈنے رکھ گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے علی الختم شہریت کی طرح سے ہٹانے کے لئے قرآن ہی کے لفظ ”نور“ کا حکومنا بناوے گے ۹ افسوس خدا افسوس۔

محترم سائل جناب راحمہمین صاحب کو جھیل طرح سمجھ لینا چاہئے کہ سائنسی مکشفات بالکل سائنسی تھیں وطن تک کو قدم آئی آیات اور تعلیمات اسلامیہ سے برخلاف جو دینے کی وبا ذہنی مروعہ بیت کے نتیجے میں بھیلی ہے۔ اس دیا کے شکار رکھتے ہیں کہ ہم نے سائنس کے فلاں اعلانِ اسلام کی پہنچی تصدیق ناکر بڑا نیز بار احالا کہ سائنس کے سیکڑوں نظریتے آئے دن قلابازی کھاتے رہتے ہیں اور علی سائنس ہجر کارنامے میں کرتی ہے وہ بھی چاہئے حفاظتی نامہ ہی ہوں مگر اسلام اور قرآن کو ایک پیٹھ پھنسنے کا لئے خواہ خواہ حسیط لانا تو ہم انگریز ہے۔ اسے کسی مغربی مفکر سے یہ بحث ہو کر سائنس اور اسلام میں تضاد ہے کہ نہیں تو بے شک ہمیں پُر زور طریقے پر ثابت کرنا چاہئے کہ ان میں تضاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دونوں کے اپنے اپنے دائرة کا رہیں اور یہ آدمی کے اپنے اختیار میں ہے کہ کسی مرحلہ پر ان دونوں کو ایک ہی شاہراہ پر ہو الدے یا مختلف سکونتوں میں جلا کر دو دی جو درکرنا حاجتے جوچی سائنس اور اسلام اسی طرح شبانہ بشانہ جل سکتے ہیں جس طرح دود و سوت چلتے ہیں پسٹ بکریوں میں دقلب تصورات سے پاک ہو جائیں اور اسی طرح کھنم گھٹا بھی ہر سکتے ہیں جس طرح دود میں لڑتے ہیں برش طبلہ ذہن و فلبس پر شیطان سوار مہو جائے۔

سوال ۱۰۔ از حمارا متعلی۔ ہمنا باد۔ بھوپور و قرأت

ایک قاری صاحب کا ہنہا ہے کہ تجوید کا سیکھنا فرض ہیں ہے۔ قرآن مجید جو بذریعہ تحریل علیہ اسلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ حکم تجوید کے منطق خدا۔ اگر کوئی شخص تجوید سے واقف نہ ہو کا تو ترک فرض ہیں کے سبب سے وہ گناہ کار جو کا اگر کوئی امام قاری نہیں ہے اور وہ امامت نہیں تو قاری ہی ہی

ہم مزید کلام کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

عس، نیاز افاضہ تھم دغورہ متعلق یہ سیدھے سادگوارالت
کرنے والے ناظرین بھلی کافائی دیکھیں ان چیزوں پر ہم نے کافی لکھا
ہے۔ فائیں سطتو پر دعویٰ کیا ہے؟ کتاب مرگا کر پڑھیں۔ ایک یہ
سے سوالوں کا رد روز جواب چھاپنا مناسب ہے۔

صراغ راہ کا اسلامی قانون نمبر

یقین کردہ الاراء بخشم ٹوپی گیا تھا اور تمام فرائیں پوری نہ
کی جاسکتی تھیں۔ اب چھر نہایت کوشش سے کچھ لشکھ دھیا کئے
ہیں۔ شائقوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تکمیل ہر دو جلد آٹھ روپے۔
(کوئی جلد الگ نہیں ملے گی)

عظیم تاریخ اسلام | از اکبر شاہ بخیر آبادی
تین تھیم جلدوں میں ملے ہے مشہور
زمانہ تاریخ تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ پاکستان میں عمرہ کا غذ
اور روش طباعت و کتابت کے ساتھ تھی ہے۔ ہم نے بیکھر چند
سیٹ صحن کئے ہیں۔ قیمت فی سیٹ مکمل محلہ جھیلیں روسے۔

حیات و حیدر الزمان | احادیث کے نامور منجم علام
و حیدر الزمان کے علمی اعلیٰ کاراناٹو
کا منفصل ذکر ہے۔ جیسا کہ اہل علم کے تذکروں میں ہوتا ہے جنما
ہبہ کچھ قسمی معلومات بھی ہم رشتہ ہیں۔ اہل ذوق کے لئے کافی
دھیپ چیز ہے۔ قیمت چار روپے۔

شامہ نامہ اسلام | بعد اجملی مولانا عامر عثمانی کی نشر تو
چند اہل اللہ و جد ایگز اور معیاری ہی مسوس فرمائیں گے۔ سروکنیز
صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر قیام خلافت کا مرحلہ کس طرح
پیش آیا۔ اس کی تفصیل میں مولانا موصوف نے شاعر از حس کے
ساتھ اپنے استدلائی ذوق کو بھی ہم کتاب رکھا ہے۔ جملہ تین ہے۔

مکتبہ سجھلی دیوبنی ردو۔ پی۔

نماز قطعاً نہیں ہو سکتی؟
الجوادیہ۔ اس زمانے کے نئوں میں ایک بڑا فتنہ
غلو اور شدت بھی ہے۔ جسے دیکھنے اس مرض میں مبتلا نظر آتا ہے
سب جانتے ہیں کہ قرأتِ حق تجویز ہے شک ایک محمدہ چیز ہے،
جو امام تجوید پر قادر ہے اور پھر نسابل برستے وہ گناہ کار بھی ہو گا۔
مسجدوں میں ایسے ہی ائمہ رکھنے چاہیں جو قرآن کو دلکش آواز
اور محبت محتاج کے ساتھ پڑھ سکیں۔ لیکن مبالغہ نہیں اور کسی جی
طبعیں اس تحدیل اور تھنڈی بات کو پسند نہیں کریں وہ حوش
اور جذبے کی آنچ پر اسے خوب کھد باد دیا ہی ضروری سمجھتی ہیں
ذرا ان قاریِ صاحب تے پوچھتے آپ فرض عین کی تعریف
بھی جلتے ہیں۔

دریں میں کوئی ایسی چیز فرض عین نہیں ہے اور نہیں ہو سکتی جو
قرآن یا احادیث صحیح تاثر میں صراحت دتا ہے کہ ساتھ فرض قرار
نہیں گئی ہے۔ قاری صاحب کو اول تو اس دعوے کا ثبوت پیش
کرتا چاہے کہ حضرت جیریٹ نے علم تجوید کی تمام مرودی شروع تجوید
کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن بیش کیا اور پھر آپ نے
بھی تجوید ہی کے ساتھ اسے دہرا لیا۔ اس کے بعد اچھیں یہ دھکانا
چاہئے کہ قرآن کی فلاں آیت یا حضور کے فلاں فرمودے ہیں تجوید
کو فرض عین میں قرار دیا گیا ہے۔

معلوم نہیں چاروں انہ اور بے شمار فقہاء سلف کو کیا
ہو گیا تھا جنمون نے یہ بات کیں نہیں کہی کہ امام اصطلاحی معنوں میں
قاری نہیں ہے تو نماز ہی کو صبر کر لو۔ اس کے برعکس تما مخفی
و فقہاء اس پتختن ہیں کہ اصطلاحی قرأت کے انحرافی اور تجویدی ایکیا
کا لکھا ظاہر کیے ہوئے ہی شماز ہو جاتی ہے۔

جونوگ اپنے غدد و فکر و نظر ہی کے دائرے میں رہ کر سوچنے
اور کہنے کے عادی ہوں وہ کیا بھیں گے کہ اس طرح کے فتوے دھننا
اس مالکیہ نہ ہے کہ حق میں اس قدر مضمک نہیں ہے جو نماز کو صرف قاریوں
ہی پر نہیں ہر فاص و عام پر فرض کرتا ہے۔

تختصر ہے کہ قاریِ صاحب کا عویی بے دلیل ہے۔ ہم
تعلیٰ ہی میں ایک بارہ مسکلہ تفصیل سے گفتار کر چکے ہیں۔ اب
قاری صاحب ہی مدعا کی حیثیت میں بارہ لیل سے چھپدہ برآ ہوں تو

تُقْسِيمُ الْحَدِيثِ

آغاز سخاری کی تفہیم (کتاب الحج)

بَشِّرْهُمْ عَلَى أَمْرِهِ حَمَّاً فِي هَرَقْلٍ بِرَجْلِ أَسْرَسِنْ وَهَلَاقْ غَسَانَ بِعَجْدَرْ عَنْ حَبْرَرْ سَوْلِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَسْتَخِبَرَهُ بِهِ رَقْلُ قَالَ أَذْهَبُوهُ إِنَّا نَظَرْنَا
إِلَيْهِ قَمَدَ تَوْرَهُمْ أَنَّهُمْ مُخْتَسِنُونَ وَسَأَلَهُمْ عَنِ الْعَرَبِ قَالُوا هُمْ يَخْتَسِنُونَ فَقَالَ هَرَقْلُ هَذَا هُمْ هَذَا
الْأُمَّةُ قَدْ نَظَرْنَاهُمْ كَمْ كَتَبْ هَرَقْلُ إِنِّي صَاحِبُ اللَّهِ تَرْفُعَةَ وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي الْعِلْمِ وَسَأَسْهُرُ عَنْ
إِلَيْهِ حِصْمَصَ فَلَمْ يَرْمِ مِحْمَصَ مِنْ جَثْنِي أَنَّمَا كَتَبَهُ مِنْ صَاحِبِهِ بِوَافْنِ سَرَائِي هَرَقْلُ فَلَمْ يَلْعَلِهِ خَرَادِجَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشَرَّهُ سَعْيَ فَأَذْنَى هَرَقْلُ فَلَمْ يُعْنِطْهُمْ أَعْرَزَهُمْ فَلَمْ يَحْمِصْ أَمْرَيَا قَنْيَا بِهَا فَعَيْقَتْ
شَمَّا طَلَمْ فَقَالَ - يَا مَعْتَزَرَ الرَّزْمِ هَلْكَلْ فَلَمْ يَرْمِ فِي الْعَلَادِجِ وَأَنْ يَتَبَعَّدَ مُلْكَكُمْ فَنَبَّأَ بِعَوْاهِنَّا
الْأَنَّى - نَحَّاصُنْ حَيْصَنْ حَمَرَ الْوَحْشِ إِنِّي الْأَبُولَبْ فَوَجَدُوهَا قَدْ خَلَقْتَهُمْ مَلَكَاتِي أَنَّهُمْ
نَفَرُ تَصَمْرَ دَأْسَ مِنَ الْوَنَمَانِ قَالَ سَدْوَهَمْ عَلَى وَقَالَ إِنِّي قُلْتُ مَقَاتِي أَنَّهُمْ أَحْتَدِرُ بِعَاشَدَهُمْ
عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ سَرَّتْ نَيْجَنْ دَلَاقَ الْمَارَدَ رَصَوْهُ اغْنَهُمْ - فَكَانَ دَلِيقَ آخْرَ شَانِ هَرَقْلُ - قَالَ الْوَعْبَدِيَّ
سَرَّى إِنَّهُمْ بَنِي لَيْسَانَ وَلَيْسَنْ وَمَعْمَرَعَنِ الْأَهْرِيَّ -

ترجمہ:- ذکر یہ تھا کہ ہر قل نے بڑی یہ خوم پر معلوم کیا تھا کہ اس کا ملک گئی اسی قوم سے نکست کھلنے والا ہے جو ختنہ کرتی
ہے مصاہجوں نے کہا کہ صرف یہود ختنہ کرتے ہیں، لہذا یہاڑی تکروں میں جتنے ہو دی ہیں سب کو تہذیب کرو یا جائیے،
پس یہ لوگ انھی باتوں میں لگے ہوئے سمجھ کر تھا کہ ہر قل کے ضھور ایک ایسا آدمی لایا گیا جسے غسان کے فرماندا
نے بھجوایا تھا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال بیان کرتا تھا۔ جب ہر قل اس سے حالات پرچھ جکا تو پہنچا صاحبو
سے کہا کہ جاؤ دیکھو یہ شخص ختنہ کرتے ہوئے ہے یا نہیں۔ مصاہجوں نے جائزہ لیکر بتایا کہ یہ ختنہ کرتے ہوئے ہے ہر قل
نے اس سے اپلی عربی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہاں وہ لوگ ختنہ کرتے ہیں۔ ہر قل بول اٹھا۔

"بَھِيْ بَحْصَ دَمَرَادَ حَمَرَ عَرَبِيَّ، جَوْظَاهِرُهُ مُوَانِيَّ اَسْ اَمْرَتْ كَابَادْ شَاهِيَّ ہے!"

بھر اس نے اپنے ایک ستمد کو جو روزہ الکبریٰ میں تھا خط لکھا۔ یہ ستمد اسی حسما عالم تھا خط لکھنے کے بعد وہ حفص رو ان
ہووا۔ ابھی حفص ہی میں تھا کہ اسی ستمد کا ایک خط آگیا، جو رسول اللہ کی بخشش اور بلند نسلطہ کے بارے میں ہر قل ہی کی رائے
کے طبق تھا۔ ستمد کا بھی فیصلہ یہی تھا کہ وہ نبی ہیں۔

آخر ہر قل نے رومی سرداروں کو اپنے محلیں جو حفص ہی میں تھا ملایا، بھروسہ رو انے بن دکنے کا حکم جاری کیا چنانچہ
اس کی تعیین ہوئی۔ پھر وہ اور پرسے جھانکا اور پولا۔

"اَهَمْ رَوْمَ! الْكَرْتُمْ اَبْنِي بَحْلَانِي اَوْدَ بَدَابَتْ چَاهِيَّتْ ہو کر تَمَهَارِيَّ حَكْمَوْحَ قَامِمَ نَبِيَّ تَوَسِّ نَبِيَّ سَعْيَتْ

کروت۔ پیشتر سامنے جگی گدھوں کی طرف پہنچ گر پایا کہ وہ تو بن ہیں۔ ہر قل نے ان کی نفرت کو جو کس
کیا اور ان کے ایمان لانے سے بایوس ہو گیا تو فوراً ہمی باس کا لجخ بدلتے ہوئے کہنے لگا:-

"ذرا سودا روں کو پھر میرے سامنے لاو۔ اسے جو کچھ ابھی ہیں نے کہوا وہ تو یہ آزمائے کے لئے تھا کم اپنے دین پر
کتنی مضبوطی سے تاکم ہو۔ سو آزمایا۔"

پیشتر سب سے شاہ کو سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے۔ بس یہ تھا آخری حال ہر قل کا۔ ابو عرب الشندزی ہماکر روایت
کیا اس کو صاحب بن کیسان اور یونس اور عمر بن زہری سے۔

خط لکھاں اب بھی اسلام قبول کریں۔

دو لوں صورتیں ملکن ہیں۔ ہر قل کا خط حضور کے اس سے
خط سے پہنچ کا بھی ہو سکتا ہے اور بعد کا بھی۔ ہمارے نزدیک
فالب احتمال یہ ہے کہ بعد کا ہو گا ایک انگریز پہنچ کا ہو تو تاریخ سے
ہر حال فصل ان طور پر تارت ہے کہ ہر قل کا معنا ضغاط اسرقت
لک ایمان نہیں لایا تھا۔ اگر بعد کا مانا جائے تو تاریخ بتاتی ہے کہ
اس وقت وہ ایمان لاقچکا تھا۔

ضغاط کے پاس ہر قل نے خط «حیثیت کے ذریعہ بھیجا تھا۔
آج رمل اور سوانی جہاز کے زمانے میں چوڑا سے روتہ الکرمی اٹی
جانا کوئی اہم بات نہیں، میکن اُس وقت کا خیال کچھ جب سائل
سفر کچھ بھی نہ ہے۔

ضغاط پر خط دیکھتے ہی اور حالات معلوم ہوتے ہی پول اک
میں تصدیق کرتا ہوں یہ سچا نبی ہے۔ پھر حیثیت سے کہا۔
بھی سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ میں ایمان لارہا ہوں
لیکن لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑ دیں گے۔ پس میرا ہلا اور آخری
سلام بھی ہے۔

اس کے بعد وہ باہر نکلا اور لوگوں سے کہا کہ جس نبی کا
انتشار تھا اور جس کی بشارتیں کتب سا قریں تھیں وہاں گیا۔ میں
اس پر ایمان لاتا ہوں اور صراحت پس تو ہر کرتا ہوں۔

دین سے اخراج تو ایک غیر احمد شخص کا بھی اُس دن الوکی
نگو اور لگز تسلیم، کبجا ضغاط حصیتے قدر ادمی اور مذہبی پیشواؤ کا
اخراج۔ لوگ مستعمل ہو گئے اور اسے قتل کر دا۔ بلکہ مناسب
الفاظ یہ ہیں کہ اخیں شہید کر دیا۔

ان سب بالوں کی خبر قصیر کو بھی ملی۔ تو شاید اسی طریقے

تفہیم۔ جس ملک۔ عسان کا یہاں ذکر ہے وہ حضرت بن ابی
شمر، خدا۔ جس آدمی کے لئے جانے کا ذکر ہے اس کے متعلق علم
نہیں، کون تھا۔ بعض نے کہ ارشادِ حیثیت کی پڑیں بعض دیات
سے پتا چلتا ہے کہ غالباً عادی بن حاتم تھے۔ جو پہلے نصرانی سے پھر
اسلا ملے آئے۔

الی صاحبِ بعلہ برومیۃ۔ جس عتمد کو ہر قل نے خط لکھا اس کا نام
ضغاط بعلہ بتایا جاتا ہے۔ وہ ایک مذہبی پیشواؤ اور بڑا عالم ہادی کو
پوپ کہتے۔ اسی لئے ہر قل نے عالم ہونے کے باوجود اس سے
استصواب مناسب خیال کیا۔

ہر قل نے جو پوپ کو یہ خط لکھا تو کب لکھا؟ حدیث کاظم اہر
سے تو یہ علم ہوتا ہے کہ جب سینہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضور
کا خط دکھایا اور یہ سب قصہ میں آیا جس کی تفصیل گذر جی ہے
تو اس کے مشتعل ہی ہر قل نے یہ خط لکھا۔ ایسا ملکن ضرور ہے
لیکن دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے ذکورہ خط کے بعد بھی ایک اور خط قصیر کو لکھا تھا جبکہ
اپ تجوہ کو روان ہوئے اور یہ ہزار کا شکر چڑار اپ کے ہمراہ
تھا۔ تجوہ شام کی سرحد ہے۔ اس عصر کی اقدام اور تجوہ پر اسے
کا باعث یہ دھاکہ حضور مسلم کو معلوم ہوا تھا کہ عظیم صدر یعنی ملکہ شان
لگر پر چڑھائی کرنے والا ہے اور قصیر و میں تو جس بھی اس کے
ساتھ ہیں۔ لہذا حری جملت کے پیش نظر اپ ہی نے میں قدی
مناسب خیال فرمائی اور عظیم الشان شکر کی سوتے شام روایت ہے۔
لیکن ہر قل قصیر و میں چند دل سے اپ کی تصدیق ہی کرتا
تھا اور جتنا تھا لکھا آپ بھی ہیں۔ اس لئے آپ کے خلاف فوج کی
کی جرأت نہ کر سکا اور تجوہ نہ آیا۔ اس وقت حضور نے پھر اسے

وہ ایمان نہیں لا یا کہ جو اجنبی صفات اپنے دیہی سربراہی ہو گا
آدمی پھالا کہ تھا۔ یہ اندازہ کرنے کے لئے کہ میرے اسلام پسندی
کے انہار پر لوگوں کا کیا راستہ عمل ہو گا؟ ایسی ترکیب کی کجوان سے
ما تھے تردد ہونے پڑیں مسراووں کو محل کی راہداریوں وغیرہ میں
جمع کیا ہو گا اور خود روازے بند کر کے اندر رہ۔ پھر اپنے
چھانک کر قفر بر کی۔ اگر دھکتا کہ اس معین کا رد عمل تخت ہمیں ہے
تو ایمان سے آتا مگر ان کا رد دیکھا تو نورِ ایام پلٹ دی کہیں
تو تمہارا استھان لے رہا تھا۔

دستحرق۔۔۔ یہاں پڑے عمل کے معنی میں آیا ہے۔ وہی پڑے
گاؤں کو بھی دسکرتے ہیں۔ گرجا اور اپنے مکان پر بھائی مکا
اطلاقی ہوتا ہے، جس میں ہبود لعوب کے سامان جمع ہوں اُ مثل
کلب ھسر۔

حمراء الحش دگر خر جنگلی گدوں کا تشبیہ بھی یہاں نادری
ہے۔ اس کی معنویت یہ ہے، وہ تانی نہیں کھینچے گے جوں سیدھے
سائبے الپیلا (شمیری) گدوں سے واقع ہے۔ میں رارے بے چاروں
میں خونخواری اور حمار حانہ بہر بیت کہاں۔ منوں بوجھلاد دو
سر بھکاریں گے جنگلی گدھا ہڑ اشٹا اور بہت پرستے والا ہوتا
ہے۔ حماقت اُنی اور جنگلی گدوں ہی میر قدر پشتکر ہے۔۔۔
اپنی روم کا گدھاپن نہیں تو کیا تھا کہ اپنے خیرخواہ فناہ کی قات
اندیشا ز بات پر آئینیں پڑھا دوئے۔ وہ تو در دن از رے
بند تھے ورنہ شاید قیصر کو زبان ہلان بھی نصیب نہ ہوتا۔

~~~~~

حص ملک شام کا ایک بڑا ضلع اور باروں شہر ہے  
انگریزی میں اسے ایسا د  
نہیں کہے جیں میں اتنی تفصیل کافی تھی، لیکن اس امام سیہی ساخت  
ہیں مسلمانوں کا وہ بے نظر کر دار مادا آگاہ جو حرب و غرب اور  
سیاست و حکومت کی عالمی تاریخ کے ایک ایک صفحے کو جسیخ  
کرتا ہے۔ یعنی تو وہ شہر خاچا جہاں مسلمانوں کے خاور ایمان و  
الصفات نے ایک نیا سور اعلیٰ و علیکی کیا تھا۔ آئیتے اپنے تابانک  
ماضی کی اس بادگاری کہانی کو بھی تازہ کریں۔

سیدنا اللہ خداوندین دینی و رضی اللہ عنہی حصہ کوہہ اسلامی

فتح کر دیا تھا۔ اسی معزکر میں ہنہا حضرت شریعت حمیدی  
نے ساتھ سورجیت موادوں کو تقویت کیا تھا۔  
خیر، روحی و مذہن اور جسمی وغیرہ سے شکست پنکست کھا کر  
انطاکیہ پہنچے اور قصر کی بارگاہ میں واویں مجاہتی کہ یا سلطان  
مائے تھے۔ عرب نے سارے شام کو کھوئا۔ لہذا کہیں پہنچ  
نہیں کوئی سہارہ نہیں۔

قیصر نے چنان اہل الرائے کو جمع کر کے سوال کیا۔  
”آخر کیا بات ہے کہ عرب تم سے ساز و سامان، تعداد  
اور زور و قوت میں ہر طرح گھم ہیں پھر بھی تم ان کے سلسلے نہیں  
ٹک پاتے؟“

سامعین کے مشرشم سے مجھک گئے۔ انھی میں ایک  
تجھر بکار بولڑھا بھی تھا، صاف گوئی سے کہنے لگا:-

”اہل عرب کی اخلاقی حالت ہم لوگوں سے کہیں ہوتی ہے  
وہ دن کو روزے رکھتے ہیں، رات کو عبادت کرتے ہیں، اپنے  
میں ہمروں محبت اور برابری سے رہتے ہیں۔ دوسروں پر ظلم  
نہیں کرتے۔ اس کے برخلاف ہماری حالت یہ ہے کہ نہ پاس  
عہدیتے نہ خیالی عدل۔ مشریق پتھے ہیں، پڑکاریاں کرتے ہیں  
اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے ہر کام میں جوش و استقلال اور ہمارے  
ہر کام میں ضعف و بے تہذی کا فرائیہ۔“

یہ بات پتے کی تھی۔ قیصر کے دل میں اُتر تو گئی مگر صلیل کیا؟  
سیاہ کاروں کے جوش جو سے گستاخ دو قواب تناول دخت  
بر جکل تھے۔ قیصر کا ذہن تو یہ تھا کہ جس طرح ہو یہاں سمجھاگ  
جائے، مگر مختلف شہروں سے فریادی صیساں کو کے غول ہے  
خول چلتے آرے تھے۔ غیرت کیجئے یا جاگوری کا جوش، بہر نواع  
قیصر نے ارادہ کیا کہ اپنے تمام دسائل کو حرکت میں لا کو ایک  
فولادی ٹکر عرب سے اور اسے کیا عجب کہ ہماری ہوتی بازی  
پلٹ جائے۔ فوراً ہبی آرینیہ، قسطنطینیہ، روم اور عزیزیہ وغیرہ  
احکام تھیے گے کہ شام ہی فوجیں پائی تخت انطاکیہ میں ایک  
تاریخ مقررہ نکل جمع ہو جائیں۔ اصل عکے حکام کو پہنیتی ہی  
گئیں، جتنے بھی آدمی ہیں پوکیں فوراً سکتے جائیں۔

اب کیا تھا۔ افواج کا جو ارجھا اُنطاکیہ کے ارادہ گرد

”نهیں یا اسیر! آپ کو ہیں کہ جن میسا یوں کو  
تھوڑیں الہیان سے رہنے کی صفات دی گئی ہے انہیں  
ایک غیر قسمی اندیشہ کی بناء پر تھے باہر نکالدیں۔“  
امین الامت ابو عبیدہ سُنْکِرَۃُ غَصَّہِ ہوئے نَرَجِیده،  
بلکہ نہایت خدا پیشانی سے رپی تکری غلطی سیدم کی، لیکن یہ بھروسہ  
ٹلنے پوکا کہ آخر کرنا کیا چاہئے۔ ہم حاضرین سے شورہ دیا کہ افسر  
بھی میں خیر کر کر کا انتظام کیا جائے۔ ابو عبیدہ بولے اتنا وقت  
کہاں ہے؟

ماں کاری فیصلہ ہوا جس تھوڑے کروش چل دیں۔ وہاں  
خالد ہو گوہیں اور عرب کی سرحد بھی قریب سے یہ فیصلہ پڑ چکا  
تو ابو عبیدہ نے افسر خزانہ جیب میں سلسلہ کو بلکہ کہا۔

”ماجحت کافروں سے جو خراج یا جزیہ پا جانا ہے وہ در  
ہم اس معاونت امن کا معاونہ ہوتا ہے کہ ہم وہ مسوں کے  
اون کی حفاظت کریں گے۔ اب اس وقت ہم اس پورشن  
میں ہیں کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں اٹھاسکتے،  
لہذا جو کچھ بھی ان سے دھول کیا جا چکا ہے سب اپس  
کر دو اور ہمہ دو کم سے جو حقیقی ہیں مجاہدہ الہ رضا بھی  
چے گرچہ کچھ اس وقت تمہاری حفاظت و گنبد داری  
ہماں نے بھی اس لئے تمہارا مال تھیں  
دادیں ہے۔“

یہ بہایت اللہ کے ان پاکیاں بندوں کی ہم اخلاقی حالت  
کی نسبت سے تو کچھ غیر معمولی نہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ اور حالات  
کے ہر مرحلے میں ان کا اعدل و تقویٰ تابندہ و پا اندہ ہی تھا،  
لیکن دنیا کی تاریخ حکومت و حیاست کی نسبت سے بلاشبہ یہ غیر  
معمولی بلکہ نادر ہے۔ زور اپنا تو کیا ایسے ہنگامی حالات میں جگہ  
زندگی اور موت کا مرحلہ درپیش ہو گئی قوم نے اپنی حکوم قوم کے  
سامنہ ایسا بے لگ حد کا معاملہ کیا ہے؟  
اس پہایت کی فوراً تعیین کی گئی۔ کئی لاکھ کی خیطر قوم اس  
نازک حالت میں واپس کر دی گئی کہ جری ضروریات کیلئے ایک  
ایک پیشہ والوں کے حق میں نہایت نیچی تھا۔ بلاسے کچھ ہرگز اضافت  
کے شیئے میں بال نہ آتے۔

”امندر آیا تھا۔ ملکہ مسلمی سے جھلاتے ہوئے سورا تو نہ قسمیں  
کھاتیں کہ اب کی ملکہ جم عرب کو کچل کر جو دم لیں گے لیکن قسم  
پہنچ رہی تھی۔ عساکر اسلام کے پس سالار ابو عبیدہ کے فتح کردہ مقلا  
پر مسلمانوں سے حسن اخلاق اور عدل پر ورثی نہیں مسلمین کو ان کا  
اس قدر گروپہ کر دیا تھا وہ اپنے ہی طور پر غیر مسلم افراد کی  
خبریں لا کر انہیں بتلاتے تھے کہ بے جبری کی حالت میں رحمت و  
سماں کے وہ فرشتے دھوکا نہ کھا جاتیں جن کے سایہ اقتدار کو  
دو اپنے نے اپنے ہم زمیون کے مقابلہ میں غافت بھئے تھے۔

ابو عبیدہ کو ہجوم دیکھنے کا پتا چلا تو اپنے فوجی افسروں اور  
مشیروں کو جمع کر کے اقرار کے انداز میں فرمایا۔

”لے اخوان المسلمين اخدا نے تم کے بارا بارا ڈیا ہے اور تم  
بفضلہ تعالیٰ اس آزادی میں پورے اُرے ہو جس کے  
صلیبیں ہیں شیخ و فخر کے اغام سے نوازیں۔ اب ایک بار  
ڈکن پہنچنے سے ممکن راہ و طاقت کے ساتھ اس طرح پر جڑہ  
آیا ہے کہ زمیں کا پا اٹھائے۔ تباہی مصلح دیتے ہو  
ہمیں کیا کرنا پڑتے؟“

یزید بن ابو سفیان کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

”میری رائے ہے یہیں تھر سے باہر کل کو صفت آنا ہے تو  
چاہئے اور عورتوں بچوں کو شہری ہیں جو ہی طور پر ناجائز  
نیز خالد اور عمرو بن العاص کو خط لکھا جائے کہ دشمن  
اویضیبین سے چل کر مدد کو پہنچیں۔“

شہریل بن حسنة بولے۔

”یزید کی رائے بے شک غیر خدا ہے لیکن صلح کی  
اعتبار سے اس میں حق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تو شہر سے  
باہر جائیں اور شہر کے میسانی ہماری عورتوں اور بچوں  
کو پہنچ کے جو چاہیں کریں۔“

یہ بات سالار مونین ابو عبیدہ کے دل کو لگی فرانگ لئے  
”اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ ہم میسا یوں کو شہر سے  
باہر نکالدیں۔“

حضرت شریعت نے یہ پروانے بغیر کوئی فتنگو سے سالار سے  
ہو رہا ہے۔ تو کا۔

بچے کہ دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت فہرست پر لقین رکھتے ہوتے بھی ہر قل جان و مال کی محنت سے بے اس ہو کر ایمان قبول نہ کر سکا۔ آخری بھی حالت چونکہ معتبر ہے اسلئے ان بعض امور کی بناء پر حج کا پہلے ذکر ہوا ہر قل کے سلمان ہونے کا شہر نہیں کیا جاسکتا۔

ایک سوال یہاں یہ بھی سی رہتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جب روم سے جنگ ہوئی ہے اور قیصر روم نے ہزیست اٹھائی ہے تو اس کا قیصر بھی ہر قل خاپا کوئی اور ۹ ہم نے اس کے چڑاب کی تلاش کی، لیکن فیصلہ کی تجویز برقرار پہنچ سکے۔ موخرین دو ذری ہی باتیں کہتے ہیں۔ مولانا شبیل علی کی تحقیق ہر قل ہی کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس حدیث میں ہر قل کے متعلق حضرت اے یعنی کاہن اور سخنی یا قیام و شناسیں کا فقط ایک ایسے محل ہیں آچکا ہے کہ اسے ان علوم فاسدہ کی عجیب و توڑیں تشریح ہوتی ہے۔ اسی لئے بعض لوگوں نے اعتراض اٹھایا کہ امام حناری نے بھی کی صداقت میں ایک کاہن کا قول کیوں پیش کیا، جبکہ شریعت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک تو چڑاب وہی چہ جس کی طرف ہم سابق قسط میں اشارہ کر چکے ہیں۔ یعنی کہ امت دخیل کی مانع اس نے نہیں ہے کہ وہ سرتاسر جھوٹا علم ہے، بلکہ اس کی بہت سی باتیں ٹھیک بھی ہو سکتی ہیں۔

درسر احادیث یہ ہے کہ امام حناری کا مقصود اس حدیث سے مبادی وحی کو بیان کرنا ہے اور ہر قل کے اس قول سے کہ میں نے وات ستاروں منظر کی تھی استران طلب ہوئی ہے بلکہ رادی چونکہ مفضل روایت بیان کر رہا ہے اس نے امام فی اس جزو بھی ذکر کر دیا۔ یہ حضوری تو نہیں ہے کہ روایت کے تمام ہی اجزاء ارجح احتمال مخصوصہ تسلیم ہی ہوں۔

یہ روایت ہے امام نے شیعیت کے واسطے سے بیان کی ہے شیعیت ہی کی طرح اسے امام نے بھی سے صحیح بن کر میان اور یوسف اور ہمنے بھی روایت کی ہے۔ اے اسلام اور فتنی حادث میں متابعت کہتے ہیں۔ اے یوسف کی رہا تیرت یو اما جہاد

بیوہ نصاریٰ اس بے مثال اسوے کو دیکھ کر روڑتے۔ اندازہ کیجئے سلمانوں کو پاماں کرنے کے لئے چڑھا آنے والی تجہی میسا نیوں ہی ہیں۔ وہ الگ حصہ پر تابع ہو جاتیں تو حصہ کے عساکروں کے لئے خوش ہونے کا مقام تھا کہ انہی بھی حکومت ہو گئی اور سلمانوں کی خلائی سے نجات ملی لیکن وہاں یہ حال ہے کہ عیسائی روسرے ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں کہ لئے سلمانوں خدا چھین والیں لائے۔

بہودتے تو ریت کی قسم کھاتی کہ جب تک ہمارے دم نیں دم ہے قصر حصہ پر قضہ نہیں کر سکتا اور پھر شہر پاہ کے دروازے بند کر دیئے اور ناگوں پر جو کی پھرہ بھادرا۔

اور سالا پرمونین کا یہ تین سلوک صرف حصہ دالوں ہی کے لئے نہیں تھا، دیگر اصلاحی مفتوحہ میں بھی یہی ہدایت جاری کی اور سند روایات شاہد ہیں کہ لاکھوں روپیہ بر طلاق ڈیکھے گے۔

آئے کی داستان بھی دیکھ پا درجہت انگریز ہیں لیکن یہاں اس کا موقع نہیں۔ اتنا بھی بس بھت افطرار اکھاگا۔ کوئی خرج نہیں اگر یہ موضع سے ہٹا ہوا ہو۔ کم سے کم سیہیں قوم سلمان کے اختطاب پر چند افسوہ بانے کا ہماز تو فرم ہو گا۔ اختطاب یہ نہیں کہ حمر سے ملک دال چین گیا ہم بے عزت ہو چکے ہیں کوئی گوری کو گیر پا چھتا۔ یہ تو محترمات و نتائج ہیں اُس زوال دا خطا طک جو ہماری وطنی عالت ہیں آیا ہے۔ ایمان و اخلاق کے سوا ہماری ہرباری نسبت کی کوئی مناد نہیں۔ ہمیں خدا نے وعدہ دیا تھا کہ انتم اللا علوں ان گفتہ مونین۔ تھی سر بلد رہو گئے شہریک موسیں رہو گئے وعده کی میں پوست کا تھا۔ اس کو کیا کیجئے کہ تم نے ان گفتہ مونین کی شرط لازم ہی کو طلاق فلتھ نیاں ہیں رکھ دیا۔ نعمذ باللہ من شیور الفسناد من سینیات احمد انصار۔

صلحدار اللہ۔ تکریم اعلیٰ اسرت تہبیت اور اسی طرح کے شخصوں مواقع پر بادشاہ کو سمجھ کر نے کا رواج پہنچا۔ فیکانِ دلائل اخراج شان ہر قل۔ اس جملے سے یہ بتا مقصود

ہیں۔ بشیر طیکر دہ ہیوں، تمام تر اللہ کے فضل و کرم اور بزرگوں کے فیضان کا شہر ہے ہیں۔

آئے پرسسلہ چلے گایا ہیں۔ اس کا ہمیں بتا نہیں۔  
دل کہتا ہے ہمت زیارت۔ بُری بھلی جیسی بھی ہے حدیث ہی کی خدمت ہے، کیا عجب اللہ اجر بھی دیدے۔ یقین کہتا ہے چھوٹ بھی کوئی ثقت میں پھنسا۔ اور کام کیا کم ہیں جو اس محنت طلب کام سے بھی لپڑا ہے گا۔

معلوم نہیں دل جنتا ہے یا نفس۔ غالب گمان یہ ہے کہ نفس ہی بازی سے جائے گا، کبکہ وہ موطا اور تو انہے۔ اللہ اس پر حکم کرے۔

استین ان اور تفسیر کے باریوں میں لائے ہیں۔ یہ حدیث امام مسلم نے مغازی ہیں بیان کی ہے۔ الور اور نے ادب میں تجزی نے استین ان میں اور نسائی نے تفسیر ہیں۔ ابن ماجہ اس سے خالی ہے۔

الحمد لله کہ بخاری کی کتاب الوجی ختم ہوئی، المکتب افسوس اور تکلف کے ہیں اعتراف ہے کہ تم اس کی تفسیر کا حق ادا نہ کر سکے۔ کوشش ہم نے اپنی جیسی کافی کی ہے، لیکن ایک ہلف گوناگون صور و نیات کا ہجوم، دوسری طرف علم حدیث عینیتِ حقیقت طالب، تمسیری طرف اپنی علمی و فکری نارسانی۔ ان حالتلوں کی موجودگی میں جو کچھ بھی ہو سکا لائق شکر ضرور ہے، لائق خواہ بالکل نہیں۔ جو لغزشیں ہیں بخاری ہیں اور جو حکایات

## کیبورن کے اصلی خدحال نمایاں کرنے والی چند بہترین کتب میں

**ازادی کی طرف** ایک بڑے روسی افسر کی خود نوشت سوانح، جس نے امریکہ میں پناہ لی۔ یہے حدیث چھپ لیکن عرب تنہ اک کتاب روس کے حقیقی ملات سے تعارف کرتی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد آپ کیبورن کے حبیں غرور اور مسنت عدوں سے بھی دھوکہ نہیں کھاتیں گے۔ قیمت مجلد تین روپیے۔

**کیبورن اور کسان** کیبورن کو ایسی ا نقطہ نظر سے لمحے بھانے کی کامیاب کوشش جو بے شمار دستاویزی خراں سے مرتباً ہے، قیمت مجلد دو روپیے آٹھ روپیے۔

**سو سط نظام کی چھنجیاں** اچھے لئے عقلی و نفسی دلائی پرستش ایک سخیہ اور معیاری کتاب جو دلچسپ بھی ہے اور حقیقت افزود بھی۔ صفحات سیزہ قیمت ایک روپیہ۔

**لینن** (معقولات، ۱۸۷۲ء) قیمت ایک روپیہ۔

**آزادی کا ادب** بعض شخص مقاتلوں، افسانوں اور منظومات کا مجموعہ جنہیں نیک تحریری مقاصد کے تحت چھاپ گیا ہے۔ قیمت جلد تین روپیے۔

**ادب میں ترقی اپنے دی** ادب میں ترقی اپنے دی کے نام سے جو تحریک بخاری کی گئی تھی اس کی پوست کندہ حقیقت ادب میں ترقی اپنے دی ایک اصل ہے کیبورن ہی کی ایک سازش ہے۔ قیمت جلد ایک روپیہ۔

**دنیا کی جھلکیاں** (دہماں دو رکا انقلاب، ۱۹۰۶ء) دنیا کی جھلکیاں مسجد مساجیں مس طبقاتی نظام، ۱۹۰۶ء

مکتبہ تحریکی دی یوں نہ دیو (پی)

# دَعْوَةُ قَاتِلِ دِينِ بَنَكِ خَلْفَ الْجَمِيعِ

## الْقَلَابَنْ قِيَادَتٌ وَرَاصِلَاحٌ مَعَاشَرَهُ کی بحث

انہ مولانا ابو الحسن ام الدین ام الحسینی

کے روح فرمان لئے دیکھتے۔ لیے ہی اور شرپاٹے بھی اس شکار مضمون ہی موجود ہیں جن کو دیکھ کر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا کا کلمہ کہاں کہاں بھٹکتے اور سرشار نئے کے لئے بالکل آزاد پچھلا کھڑا ہے۔ اس سب کام ہمیں کہوں گا اسیں احسن صاحب اسلامی علم دار قلم اور زبان ہر اعتبار سے ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہیں لیکن یہ اور ایسی ہی ساری چیزوں نہ بخاتے خود خوبی ہیں اور نظر ابھی یہ تعلیم کی طرح طاقت یا تکوار کی طرح ایک سلسلہ ہیں، ان سے بھی بھیلنے کا کام بھی یا جا سکتا ہے اور سنکی کی راہ مانے کا بھی، جس طرح تکوار سے امن و امان بھی قائم کیا جاسکتا ہے اور قلم و فناہ بھی بھیلا یا جا سکتا ہے۔ جناب مولانا امین احسن صاحب، اصل حجی کی علی، داشتی تلمی، انسان صلاحیتوں کا اب بڑا حصہ اس دعوت اقتامت دین کی تحریک و غافلگی میں معروف ہو رہا ہے جو بھی اس دعوت کی تقویت ترقی اور اس کی تربیج و اشاعت اور اس کی تائید و حمایت کئے وقف تھا۔ فاغتہروں یا اولی الاصدار، بارگاؤ، خداوندی سے شیطان ہو تو قرار گیا تو اس نے بڑی گستاخی کے ساتھ کہا۔

لَئِنْ تَرِسَّبَ بَنْدُولُوںْ كَيْ لَعْنَهُمْ صَوَّاظُكَ  
أَمْسَقَهُمْ حَمْرَهُمْ لَأَنَّهُمْ حَمْرَهُمْ  
وَلَئِنْ تَرِسَّبَ بَنَدُولُوںْ كَيْ لَعْنَهُمْ شَكَرُكَ  
أَدَانَهُمْ شَكَرُكَ لَأَنَّهُمْ شَكَرُكَ  
وَلَئِنْ تَرِسَّبَ الْكَذَّبُمْ شَكَرُكَ  
كَيْ لَعْنَهُمْ شَكَرُكَ لَأَنَّهُمْ شَكَرُكَ  
کَرَانَ کَوْتَرِی رَاهَ سے ٹھاروں گا، اور قوان میں زیادہ تر کو شکر لگانے  
نہ پائے گا۔ (دعا و فتن ۲۲)

ماہنامہ "الفرقان" کی تدوین دعوت اقتامت دین کا ایک پر جوش حرف ہے۔ خصوصاً جب سے مولانا امین احسن اسلامی دعوت اقتامت دین سے ملکیت ہے ہیں "الفرقان" کو ایک نیا میدان ہاتھ آگئا ہے۔ جناب مولانا حمد نظائر نعمانی صاحب، بر الفرقان نے اسی بحدار تقریب کے موقع پر گلہ شمشاد سال دعوت اقتامت دین کے خلاف اپنا دہ طول اور ہر گام بخیر مضمون سہر قلم فرمایا تھا جس سے ہند اور سرین ہند کی سلطنت میکشنا ہی سے زیادہ عرصہ تک میدان معرکہ بنی ہوئی تھی۔

اب شوال شکر میں الفرقان نے پھر اسی موضوع پر جواب مولانا امین احسن صاحب اسلامی کا معرکہ اور مضمون مانہنا سہ "مخاہم رسالت" کر اچھی سے نقل کیا ہے جو الفرقان کے صفحات سے شروع ہو کر صفات اور یعنی الفرقان کو ختم کرنے کے ختم ہوا ہے۔ مخفی کا یہ طبع مضمون قلم و قلم اور زندہ بینی تو ناہی کے اسراف و تبذیر کا ایک عبرت ناگزیر ہے۔

مولانا مودودی نے اپنی حضرات کے بھیانے ہوئے دساوس میں مبتلا ایک سائل کے جواب میں کیا غلط لکھا تھا۔

"مزروع تو اپنے پست محکمات لے جلت اعڑا من کرتا ہے اور اپنے مقصد کی خاطر برداہی میں بھلت پھرتا ہے اسی اپنے مقصد کو جھوڈ کر اس کے پیچے کہاں بھٹک مکتا ہوں ۹۔" (الفرقان مفت شوال شکر)

مولانا امین احسن کا یہ مضمون ٹیک اسی "وادی نوری" کا نمونہ ہے۔ مثال کے لئے مضمون کا ایک حصہ "اصولی حکمت عملی

کاظمیہ اقامت دین کیا ہوتا ہے۔ تحریر فرمائیے کہ:-  
”دہان کی راپنے خالقین کلگالیوں کے جواب میں ان کو  
دعا بین دیتے ہیں، ان کے بخوبی کے جواب میں ان کے  
لئے نہ سے ہمارا تیر مانگتے ہیں“ (الفرقان ۶۷)

کیا آپ کامیون انبیاء کے کرام کے اس اسوہ پر پورا انتہا  
ہے؟ یا بعض دروسوں کے لئے آپ یہ مقدس و حظافر اکابری متعکف  
کا پروپرینٹ افرار ہے ہیں؟ شاید آپ جواب دین کو اس اسوہ کی تو  
اسے ضرورت ہے جو اقامت دین کا کام کر رہا ہو۔ میں تو اس سے  
تاب پڑھ کا ہوں تو میں عرض کروں گا کہ آپ مالم دین کے حصب  
سے تو مستغلوں نہیں پڑھ کے ہیں۔ عالم دین کو توہن حال میں اسوہ انبیاء  
کا پیر وہ نہ تاچاہئے اور آپ جیسے صلح کو تو ایسا ہوں چاہئے کہ تمہارے  
لکھوں سے گذرتے ہوئے اسکے راستے میں کاشت پھیجتے ہوئے ہوں چھٹ  
سے اس پر فلافاظت چینک دی جائے۔ خاز کی حالت میں اس پر اونٹ  
کی اوچھڑی ڈال دی جائے، اس کا باجکاٹ کیا جائے اور اسے کسی  
گھاٹی میں پناہ لئی پڑے۔ کسی شہر میں اصلاح معاشروں کی دعوت یہکے  
جلستے تو خذلے اور بدمعاش بخوبیوں اور گالیوں سے اس کا خصوصی قدم  
کریں اور اتنی سینگاری کرس کر کہ اپنے انہیں

اگر انہیں تو یہ تو ہو کر دوپہر کی تیزی دھوپ میں اس کے  
لکھیں رتی پاندھکر بستے شہر کی لکھیوں اور مسٹر کوں میں گھسیتا جائے  
اور جھلسٹے ہنستے رہت پر لٹا کر اس کے سینے پر بھاری پھر کھدیا جائے  
پھر بھی وہ رخصت سے کام لینے کے بجائے عزمیت ہی کا ثبوت دیتا  
چلا جائے۔

مولانا آپ کے نقطہ نظر کی رو سے انقلابِ قیادت تو مدینہ  
طیبہ میں ہما۔ یہ سب کچھ اصلاح معاشرہ ہی کی راہ میں ہوا ہو گا  
لہذا آپ کے نیاز مندرجہ کردے ہیں کہ اس قلبی جہاد کے ساتھ اصلاح  
معاشرہ کا ہر کام کب شروع ہوتا ہے اور میں معاشرہ اسوہ انبیاء  
یا آپ کے لفظوں میں انبیاء کے طریقہ اقامت دین کا نونکہ پیش  
کریں ہیں:-

”جب سے مولانا امین احسن صاحب اصلاحی جماعت  
سے نکلے ہیں مولانا اصلاحی مولانا مفتولور احمد صاحب نعمانی  
کے لئے سند بن لگتے ہیں اور مولانا الغنامی“ مولانا اصلاحی

اب آپ دیکھیں گے کہ شیطان سب سے کاری حرب علماء  
ہی، لگاتا ہے اور میں دین کی راہ پر بیٹھ کر علماء پر حملہ آور ہوتا ہے۔  
پھر جب علماء بھسلتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک خلقت راہ پر راستے  
دوڑ پڑھاتی ہے۔ حضرت مسیح احمد صاحب اور حضرت مولانا اکمل  
علیہما الرحمۃ کو دیکھئے، ان کے حکم کاری شہزادہ اللہ کے دین کی سر  
بلندی کی راہ میں قریب ہو گیا، لیکن علماء نے مسلمانوں کو بستا یا کہ  
انکاباللہ کفر میں ڈیا ہوا تھا۔ اگر تم یہ نہیں مانو گے تو خود کفسر کا  
شکار ہو جاؤ گے؟ آخر سلام کی تجدید و احیا کے کس دلائلی اور بذریعہ  
کو حضرات علماء کو ہم نے معاف کیا؟ اور ان کی ضریبے کون  
محفوظا رہے گیا؟ مولانا اکمل شہزادہ کے سلطنتی شیطان کی جال تنی  
کامیاب ہوئی ہے کہ ان کا ہمارے دین کے دین کے مراد ہی نہیں ہے۔  
جناب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی چاہئے سامنے  
پیکر مخصوصیت بن کر آتے ہیں، مولانا مودودی کے سلطنتی درجاتے ہیں  
”ان کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کی تھوڑی بہت جو  
خدمت بن آئی تھی وہ اس کا برا بعث مع مودودی کا چاہئے  
ہیں اور یعنی زندوں کی خواہش اور مشورہ کے  
عمل المثل وہ ہیر کیچھ ہیں کہ بدلم جھکا کے پیچے“ (الفرقان ۶۷)  
اس ارشاد کے آخر میں ہی ہے کہ مولانا مودودی کی اصلاحیہ اور اخلاق  
اور حکمت مخصوصیت ہیں اور مولانا مودودی کی قیatl جادہ حق و مهداقت  
کے خود ہو چکے ہیں ایک مولانا اصلاحی کے نیاز مندوں کی اکھیں بند  
نہیں ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں کہ مولانا اصلاحی کے لکھنے دوست اقامت  
دین کی تعریض جو خوارہ اہمیت حاصل کا تھا اب وہ اسی کی ایک سیکھی میں  
بجا رہتے اور اس دعوت کو تباہ کر دیتے ہوئے آتی رہا ہے۔  
مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے مولانا مودودی سے  
سوال کیا ہے:-

”قدما اور آخرت کے جن فوف کا خوار آپ سے دیا ہے کیا تھی؟  
ان مطروحوں کے لکھنے وقت بھی وہ آپ پر بڑا رہے ہیں۔  
یہی سوال ایسا مولانا اصلاحی سے ہے۔ یہ جو ۲۰۰۳ء میں کامیاب  
آپ کے تحریر فرمائے کیا ہیں یعنی طعن و مطرد اور استہرا کا کوئی حصہ نہیں ہے۔  
یہ پورا حضور نبیت ہی کا آئینہ ہے اور ۲۰۰۳ء میں بعض دروغ اور غلط و  
تفاوت کا کوئی نتائج نہیں ہے۔ آپ نے دنیا کو باتے جوستے کر انہیں

مولانا اصلاحی مولانا نعیانی کی شان پر پنشنر قصیدہ ارشاد فرستے ہوئے لکھتے ہیں:-

”اگر قسم کمابی جائے کہ انہوں نے مولانا نعیانی نے  
اس طرح کے الفاظ کسی مسلمان سے متصل بھی بھی نہ لکھے ہے  
جن قسم کے الفاظ مولانا مودودی صاحب نے ان کے  
باشے میں رقم فرمائے ہیں تو انشاء اللہ قسم کھانے والا  
جمبوٹا نامہ بتہ نہ ہو گا“ (الفرقان ص ۲۵)

اگر اضافاتی ترجمہ کر معاون و مطالب کی اہمیت ہے تو یہ یہ  
شکس ہوں گے جو ایسی سُم کی نگزیں کروں گا۔ مولانا اصلاحی کی نظر میں  
مولانا نعیانی کا گذشتہ سال کا مضمون مخصوصیت اور تفہیم کا نمونہ ہے  
لیکن جن لوگوں کی نظر وہ مضمون ہے وہ جانتے ہیں کہ مولانا  
نعمانی کی شستہ اور شائستہ خواصیورت ہفتلوں کے پر دے میں مولانا  
مودودی کے متعلق کیا کچھ کہوڑا لایا گیا ہے۔ داعیہ ہے کہ مولانا ایسین  
صاحب اصلاحی نے اپنے تک جماعت اسلامی کی طرف سے مولانا  
نعمانی صاحب کے خلاف تکمیل فرمائی فرمائی تھی اب اس کا سود در  
سود ادا کر رہے ہیں۔

مولانا اصلاحی صاحب نے مولانا مودودی پر یہ الزام عائد  
کیا ہے کہ:-

”الفرقان میں تعمید نہ کی ہی عیق الزحل صاحب نے میک  
مولانا مودودی نے اپنا سارا غیرخط و خصب نکالا ہے  
مولانا الحسن تکور نعیانی صاحب پڑا۔۔۔ بچا کئے سرف  
بیٹے کے لگاہ میں وصولی کیے ۔۔۔ (الفرقان ص ۲۷)

مولانا اصلاحی صاحب شاید بھول گئے ہوں، لیکن وہ مروں  
کیا اسے کہ ہم کا آغاز مولانا نعیانی صاحب ہی نے پہنچی مضمون  
سے کیا تھا۔ دراصل اس قسم میں مولانا نعیانی صاحب زادہ شیش حصہ  
اوپر اپ بیٹے روح القدس کی سی جیشیت رکھتے ہیں۔

شاید مولانا اصلاحی کے تزہیک وہ دور جاہلیت تھا جب  
مولانا نعیانی صاحب کی طرف سے مولانا مودودی پر حملہ کئے جاتے  
تھے اور مولانا اصلاحی مولانا مودودی کے آئے سے سمجھیتے دیں اس  
سے اور باشیں سے دفاع میں جنگ کرتے تھے مولانا اصلاحی پر اسلام

کا جلوہ جہاں تاب اب بے نقاب ہوا ہے۔  
زیر نظر الفرقان کا محفوظہ ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا اصلاحی  
نقیم کے بعد کی تہیں، قبل از نقیم کے راز ہائے درود کی پروردگری  
کر رہے ہیں۔ اتنا تو ہم ہمیں سے بھی بیرت کی کتابوں میں بیٹھلے ہے  
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا فاز ہوا تو اسکے  
معظمه کے لئے ہر دوں میں جعلہ کے گھرے ہو گئے، جو بھی مسلمان ہوا  
اس کے گھر والے اس کے دشمن ہیں گئے۔ ایسا ہی چکاس وقت  
ہوا جب مولانا مودودی کی امارت میں جماعت کی دعوت کو لوگوں  
خوبی کیا۔ اس وقت بھی مولانا اصلاحی ہمیں مولانا مودودی کے  
دست راست تھے۔ کیا مولانا نعیانی اس سے ناواقف ہیں؟ کون  
جا شتا تھا کہ مولانا مودودی لوگوں کی تبلیغ، لوگوں کی مانزہت اور لوگوں  
کا گھر بار برا بار کر رہے تھے اور باب پیشی میں خدا دلوار ہے تھے  
اور مولانا ایں احسن اصلاحی اس کا ویخیر ہیں مولانا مودودی کے  
دست و بازو اور نفس ناطق ہے تھے، میکن آج مولانا اصلاحی  
خود مضمون و مصلح من کریک طرز دیتے ہیں الی الزیارات مولانا مودودی پر  
عائد کر رہے ہیں جیسے شرفتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد کیا  
کرتے تھے۔ مولانا اصلاحی کے چن الفاظ بھی ملاحظہ ہوں:-

”یہ سب کچھ اور جماعت اسلامی کی قیادت میں ہوا  
لیکن جماعت اسلامی کے یہ خدائی فوجدار کسی تمثیل پر  
بھی کسی صلحوت اور کسی خشدت کا لحاظ کرنے یا کسی سے سمجھو  
کرنے کے قابل نہ تھے۔“

یہ نہ کچھ کہ مولانا اصلاحی، مولانا مودودی کی بھول پسندی  
کی داد دے رہے ہیں، یہ تعمید فرمائی جا رہی ہے اور زہست کی جا رہی  
ہے۔ اس ارشاد کے بعد ہمیں اپنی بیرت کے لئے یہ سرخی الگانی جاتی ہے  
”مولانا مودودی کی شدود پسندی“ اس کے تحت فرماتے ہیں:-

”اُس قسم کے رجھات میں جماعت کے ایک فرق کی تکلیف  
اختیار کر لیتے کے امکانات محسوس پرست تھے۔ اس وجہ  
سے مخالف لوگ چاہئے تھے کہ یہ رجھات ناقطر احتلال  
پر آجائیں، لیکن مولانا مودودی صاحب اس وقت تک  
یہی چاہئے تھے کہ یہ رجھات شدید سے خدید رہ چکے  
جائیں۔ ان کا خالل تھا کہ انبیاء کی دعوت اسی طرح

مُحَمَّدِينَ لِرَأْيِيْجَهْرِدِيْلَكْرِتِيْ بِيْ -

سُنْ سَعِيْهِ بِيْ هِيْ آپْ مُولَانَا اصْلَاحِيْ كِيْ تَفَارِقِيْ هِيْ بِيْ ۱۹۶۱  
خَادِرِس اور خَوْفِ آخِرَتْ كِيْ پِيْكَرْ بِرَدِگَسْ سَعِيْ بِيْ جَهْرِهِ كِيْ جَبْ  
آجْ سَعِيْ بَارِهِ بِرَسْ بِيْلَهِ جَمَاعَتْ بِيْ إِيمَانِ بِلَانَكْ زِيرِ كَارِفَرَا هَصَاقَوْ  
آپْ سَعِيْ نَذِيلَتْ اِسْلَامْ كَوَاسْ سَعِيْ كَيْ بِيْ خَبِيرِ رَكَابْ ۱۹۶۳ سَوقْ  
آپْ كِيْ تَفَوْقِيْ آپْ كِيْ حَقْ كُوْنِيْ آپْ كِيْ خَادِرِسِيْ آپْ كِيْ مُواخِذَةْ  
آخِرَتْ كِيْ اِندِيشَتْ كِوْ كِيْ بِيْلَهِ بِلَانَهِ تَحَالَ ۱۹۶۴ جَمَاسْ سَوقْ آپْ مُولَانَا مُودِيْ  
كِيْ بِرَهْ لَفَظَ اور هِرْ هِلَلْ كِيْ تَائِيدَهِ حَمَاهِتْ كِرِهِيْ هَيْ تَحَتْ - ابْ بَارِهِ بِرَسْ  
بعد اِسْ زِيرِ كَوَانَهِ كَلَاجَارِهِ هَيْ - اسْ سَوقْ مُولَانَا اصْلَاحِيْ كِيْ بِرَزِيشَنْ  
پُجَمْ اِسْ مَعَانِيْ يَا فَرَدَهِ سِرِكَارِيْ گُواهِيْ كِيْ نَظَارَهِيْ هَيْ جَوْكِيْ جَرَامْ  
پِيشَهِ ٹُولِيْ كِيْ سَاخَارِهِ تِكَابْ جَرَامْ كِرِتَاهِتَهَا هَيْ اوْ جَبْ كِيْ اِرَاقَتْ  
اَلَّا سَعِيْهِ تو سِرِكَارِيْ گُواهِيْ جَاتَهِيْ -

جَمَاعَتْ اِسْلَامِيْ كِيْ دَعَوَتْ كِيْ سَاخَهِ اِبْدَلَتْ "خَرِيكْ" كِا  
لَفَظَ اِسْتِعْمَالْ ہُوَرَهِيْ هَيْ خَوْدِ مُولَانَا اصْلَاحِيْ بِيْ شَاءِرِتِيْ اِيْنِيْ خَرِيكْ  
تَفَرِيْتِيْ اِسْ دَعَوَتْ كِيْ سَاخَهِ "خَرِيكْ" لَفَظَ اِسْتِعْمَالْ فَرَاضَهِ  
ہِيْ دَوَسَرَهِ طَقَوْنَ كِيْ طَرفَ سَعِيْ اِعْتَرَاضَ ہِرَتَارَهِيْ  
اَور آپْ اِسْ كَاجَابْ بِهِيْ دَيْتَهِيْ ہِيْ، لِيْكَنْ جِبْ كِيْ آپْ جَمَاعَتْ  
اِسْلَامِيْ سَعِيْ طَحَرَهِ ہُوَرَهِيْ ہِيْ آپْ نَجَمِيْ دَوَسَرَوْنَ كِيْ مَارِيْ ہُوَرَيْ  
مَكْهِيْ پِيشَهِيْ مَارِنَا اور دَوَسَرَوْنَ تِكَجَاهِتْ ہُوَرَتَهِيْ لَقَوْنَ كِوْچَبَانَا  
شَرِوغَ كِرِدِيَاهِيْ - چَانِچَوْ اِسْ لَفَظَ "خَرِيكْ" پِر تَقِيَّدَهِتَهِيْ جَهَتَهِ  
جَمَاعَتْ اِسْلَامِيْ پِر اِسْ طَرِيجَ چَوَّثَ كِتَتَهِيْ ہِيْ -

"وَهِيْ دِيْنِيْ خَرِيكْ كِيْ طَبَرِوارِ خَوْدِ ہِيْ كَوَزِهِ خَوْدِيْ كِوْزِرِگْ  
ٹُونَتَهِيْ اِلَّا اَلْرَجُوْنَهِ كِوْزِرِگَهِ کَانَتْ كِيْ لَهِ مَصْرُوتَهِ مَسُوسَهِ  
کِوْنَهِيْ تِوْلِيْ اِلْكَشْنِيْ سِرِگَهِيْ ہِيْ كِوْزِرِدِھِيْنَهِ كِيْ خَرِدهِ  
سَعِيْ تَبَهِرِكِيْنَهِيْ اَور اِسْ جَمَادَهِ الَّلَّهِ لِيْهِنَهِ دَالَوْنَ كِوْ  
مَزِيدَهِ مَوْدِھِرِتِيْنَهِيْ اَور اَلْرَجُونَهِ اَكَائِعِخِسَافَتْ  
دِھِيْنَهِيْ تِوْرِيْ بِدَوَهِيْنَهِيْ کَيْ جَاهِزَهِيْ اِسْ طَرِيجَ لِيْنِيْسَهِ  
چَانِچَوْ كِيْ جَسْ طَرِيجَ تِلِيْ كِوْدِیْجَهِ كِوْجِيْ ہِيْ لَكَهَتْهِ  
ہِيْ، اَلْرَجُونَهِ سَازِگَارِ پَائِنَهِيْ تِوْلِيْلَهِ پِھَارِتِھِاَلَّرِ عَلَىْ  
کِوْنَهِيْ كِوْ دَقَتْ اَلْجَدِيْهِيْ كِرِرِسَوْنَهِيْ وَالِيْ اِنجَافِتِيْهِيْ  
کِيْ اِسِيَانَ اِنَكَلَتْهِ قَالِيْ كِرِدِيْنِ - اَلْشَوْجِيْ تَفَرِيْسَهِيْ

انْتَهَى تَقْرِيرِ بِيْ جَيْ مُؤْسِمْ بِدِنَالْطَّارَتْهِ تَوْرَدَهِ تَقْرِيرِيْ كِيْ  
جَهَانِ خَنَقَهِيْ نِهَرَتْ سَعِيْ بِهِيْ بِلَهِيْ اِنْتَهَى جَاهِزِيْنَهِيْ  
کِيْ اِنْتَهَى وَدِيْدِيَانَ بِجَيْنِكِهِيْ، اِنْتَهَى تَوَارِيْسَهِيْ تَوْرَدَهِيْ نِهَرَهِيْ  
اَنْتَهَى دَارِدَهِيْ اِلْيَهِ اِغْلَازَنَهِيْ كِوْجَسْ كِرِشَادَهِيْ اِنْتَهَى غَنَوْنَهِيْ  
اَنْتَهَى نَامَوْنَهِيْ بِسِيَاهِيْرَهِيْ بِسِيرَهِيْ اَور اِنْتَهَى غَنَوْنَهِيْ كِرِدِرَادَهِيْ  
بِنَدِرَكَهِيْ - (الْفَرْقَانِ حَسَّتْ)

وَيَعْلَمْ آپْ نَكَنِيْ زِرَادَهِ اِرْجُونَهِيْ اِسْ جَمَاعَتْ پِر كِيْ اِنْتَهَى جَيْ جَيْ  
آپْ بِجَيْ بِلَكْ اِنْتَهَى لَقِبْ تَهَادِيْهِ اِرْجُونَهِيْ بِلَهِيْ اِسْ طَرِيجَيْ  
جَاهِزَهِيْ تَقْرِيرِيْنَهِيْ تِلَهِيْ بِلَهِيْ اِرْجُونَهِيْ بِلَهِيْ اِنْتَهَى تَهَادِيْهِ  
اَخْرِيْهِ اِسْ طَرِيجَ كِيْ جَمَاعَتْ بِرِيْكَوْنَهِيْ تَهَادِيْهِيْ ہِيْ ۱۹۶۲هِيْ  
کِاَبْ آپْ اِسْ مِيدَانَهِيْ کِوْهِيْنِيْسَهِيْ كِتَهِيْ خِيرِيْدَهِيْ کِرِلِيْنَهِيْ  
ہِيْ، وَرَنِيْ ہِمِيْ بِجَيْ دِيْكَيْهِيْ دَقَتْ اَنْتَهَى پِرْلَهِمَ كِيْ بِلَهِيْ بِرِدِهِيْنَهِيْ بِلَهِيْنَهِيْ  
کِيْ طَرِيجَيْهِيْ مَلَكِيْهِيْ کَوَاسَهِيْ اَور دَادِ شَهَادَتْ دَيْتَهِيْ ۱۹۶۳ اَبْ تَوَلَّهِنَهِيْ  
لَفَظَهِيْ اِسْلَامِيْ مَعاَشَهِهِيْ کِيْ پِنَاهَهِيْ گَاهِيْنَهِيْ ڈِھِونِتِنَهِيْ کَانَیِيْ  
تَكْ بِرِدِهِيْنَهِيْ کِهِرَهِيْ اِرْجُونَهِيْ دَوَچَارِهِيْ تَهَادِيْهِيْ کَاهِيْ ہِيْ ہِيْنِداَهِيْنَهِيْ  
مُولَانَا اِصْلَاحِيْ سَعِيْ اِسْ بَعْدِهِيْنَهِيْ تِلَهِيْ بِلَهِيْ پُورِیْ طَاقَتْ مَنْزَهِيْ بِيْ  
پِيْ، لِيْكَنْ جَهَنَّمَ بِلَهِيْ جَوَاهِيْرَهِيْ اِسْ بَعْدِهِيْنَهِيْ تِلَهِيْ بِلَهِيْ دَرِيَافَتْ کِرِيْتِيْ  
ہِيْ کِهِرَهِيْ دَوَلَهِيْ تِلَهِيْ اَور دَادِ شَهَادَتْ دَيْتَهِيْ ۱۹۶۴ اَبْ تَوَلَّهِنَهِيْ  
صَفَوْلَهِيْ مَضَهِونَ کِيْ اِلَيْكَ ذِيْلِيْ شَرِخِيْ ہِيْ "بِرِيْ بِكَيْوَنَهِيْ؟"  
دَاقَعَهِيْ ہِيْ کِرِهِ مُولَانَا مِينَ اِسْنَ اِصْلَاحِيْ کِيْ دَسْتِ دَاسَتْ اَور فَيْتِيْ  
صَادِقِ جَنَابِ حَكِيمِ عَدَالِ الرَّحِيمِ صَاحِبِ اِشْرَفَتْ سَعِيْ مُولَانَا مُوسَوْدَهِيْ  
پِر دَوَلَهِيْ خَرِيدَتْهِيْ کِوْاڑَهِيْ کَفَوَسَهِيْ کَافَوَسَهِيْ کَافَوَسَهِيْ  
جَسْ کِيْ مُولَانَا مُوسَوْدَهِيْ بِتَرْدِيدِيْ - یَهِ شَرِخِيْ اِسِيْ مَسَلَهِ سَعِيْ تَعْلِيَهِيْ  
ہِيْ - مُولَانَا اِصْلَاحِيْ مُولَانَا اِشْرَفَ صَاحِبَتْ کِلَاهِتْ ہُوَسَهِيْ اِلَزَامْ  
کَوَثَابَتْ تَذَكِرَتْهِيْ، اِشْرَفِ بَيْتِرَوَبَارِيْ کِيْ کِرَبَ دَكَاهِرَخِيَالِ خَلِيشَنْ  
اِسِلَامِيْ اِسْلَامِيْ کِيْ صَفَانِيْ سَعِيْ عَمَدَهِ بِرِآہِ ہِوَگَهِيْ -

مُولَانَا اِصْلَاحِيْ "اِنْبَاهَهِ كَاطِرِيقَهِ اِقْامَتِ دِينِ" اِيْ شَرِخِيْ  
کِيْ تَحْتَ اِرْشَادِ خَلِيشَتْهِيْ ہِيْ کِرِهِ -  
"وَهِيْ دِيْنِيْ اِنْبَاهَهِ اِلَزَامِ" خَوْدِ صَاحِبِ عَزِيزَتْ تَهَادِيْ -

سیاسی تقلیل کی جگہ دکھانی تھی ہو۔ یہ مان اس کے  
ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قومی اور سین الاقوامی دلوں  
کی نیڈا نہیں ہیں ضرورت اور حقیقت سے زیادہ بہت  
دینے لگے تھے... اور پا اسلامی کے ایک باہمی خوبی  
نے بھی ان کو سبز رنگ دھکلتے۔ (ص)

مری تھوڑے ہیں ہمیں آئک اس افراجا نے کے بعد مولانا ناؤ دی  
کی تدبیی کے متعلق مولانا اصلاحی نے علام الغوثؒ کے لئے گیا تھا  
چھوٹا ہوا اور جو کسر ہمیں تھی اسے آئی ہو راجحی کر دیا ہے چنانچہ  
اس سلسلہ میں ہمیں دو افتتاحی فرمائی جاتی ہے۔

"اس تدبیی نے ان کو فکری اور ملکی درودوں اختیار سے  
اس تقدیر پر لایا کہ بالآخر آپستہ آپستہ وہ اُسراخ  
میں خود گھٹے ہم سے دوسروں کو نکالنے کے لئے انہوں  
نے خدا تعالیٰ کو وجود ارب کو تکمیل کا ذرا اچھا یا اچھا۔ (ص)

مولانا اصلاحی سے لگزار شے کہ مولانا ناؤ دی نے بن  
جن سوراخ سے دوسروں کو نکالا تھا ان میں خود گھٹے، لیکن آپ  
اپنے متعلق بھی تو فرمائی کہ اب آپ کہاں گھٹے ہیں؟ وہ آپ کی  
بلند مقامی کہاں ہے جس سے آپ دنیا کو اقامت دین کی دعوت  
دیا کر رہے تھے؟ اور یہ آپ کا علم کیسے ہے؟ ڈنڈا ۹۶ یا کسی پاگل کے  
ہاتھ کی بیانہ خشتر؟

"ناطقہ سرگیر بیان...۔۔۔ کی تحریکی کے تحت مولانا اصلاحی  
دنیا کو یہ بتا سکے ہیں کہ اب جماعت اسلامی کا کام ہمیں مشروط و فتحی  
اور ہمکرات و ہمہیات کی تسلیع و اشتافت کے اور کچھ نہیں رکھیا  
چنانچہ فرمائے ہیں:-

"کیا جماعتی اسلامی کا تیام اس نے ہمیں گیا تھا کہ  
مسلمان تقدیر نہیں کر رہے تھے۔ کسی کو قتل نہیں کر رہے تھے  
اجنبی عورتوں سے کچھ نہیں آثارتے تھے... ہر شخص  
دیکھ سکتا ہے کہ یہ سائے کاروبار ہے اسے معاشرے میں  
ہو رہے ہیں اور دھڑکتے سے ہو رہے ہیں۔ پھر آخراں کی  
کیا ضرورت ہیں آئی کہ مولانا اپنی زبان و قلم کی صلاحیتیں  
کچھ اس کاروبار کو چھپانے اور فروغ میں کی تو صرف  
کر دیں ۹۔۔۔" (ملک)

جو لوگ ان کا ساختہ دینے کا ارادہ کرتے تھے انکو آجھی  
بیٹھے ہی دے دی جاتی تھی کہ جس کو ہمارے ساختہ آتا ہے  
وہ اپنی صلیب خود اپنے کندھوں پر اٹھاتے اور ہمارے  
ساختہ کے۔ (ص)

یہ تو بارہ برس سے دیکھ رہے تھے کہ مولانا اصلاحی اپنی  
کرام علیہم السلام کے اس طریقہ اقامت دین پر کام کر رہے تھے  
اور اپنے ساختہ اپنی صلیب خود اپنے کندھوں پر اٹھاتے پھر رہے  
تھے، لیکن پھر ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ایک بھی آزمائش کے بعد مولانا  
اصلاحی اپنے کھڑکی صلیب ایک طرف پھینک کر اس میدان ہی  
سے الگ ہٹ لے اب ان کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ جو لوگ  
گرتے پڑتے اس راہ پر چل رہے ہیں ان کے خلاف پر و پیگناہ کریں  
بہتان تراشیں، بارہ برس کی بھی تاریخ سے منشیۃ الزم تصنیف  
کریں اور ان کو شائع کر کے لوگوں میں ان کے متعلق غلط بھی نہ گذانی  
اور نفرت و بیزاری پھیلانیں۔ گویا مولانا اصلاحی کے جماعت سے  
علیحدہ ہونے کا مقصود ہی ہی تھا۔ اگر بات یہ نہ ہوتی، مولانا ناؤ دی  
واقعی دین کے پردے میں بردخی پھیلا رہے تھے۔ حدادات و فراہات  
کی کوئی کی حررص و ملعنة ان کے ایمان کو فادرت کر دیا تھا اور  
مولانا اصلاحی واقعی مولانا ناؤ دی کی بے دینی سے دین کو بچانا  
چاہئے تھے تو دنیا حبیب ان کے اخلاص نیت کا اعتراف کر کے اس طرح  
معاشرہ کا جملہ تراشی کی بھائی اقامت دین کے نام سے اسی نقطے  
پر کام کرتے ہیں کی وہ دنیا کو بارہ برس سے بدوغت دیتے آئے تھے،  
اگر مولانا اصلاحی بھتھیں کہ دنیا اچھی ہے وہ ان کو بھی نہیں سکتی تو وہ  
غلط بھتھتھیں۔

مولانا اصلاحی جو اس کا وظیفہ تھا  
اس کے پردے میں دوسروں کے خلاف پر و پیگناہ کرتے ہیں، آپ  
آنے آنے کے طرز کلام اور اندان لفظ کو کچھ نہیں ملا حافظہ فرمائی  
کچھ ہیں بھی دیکھ لیں۔ "حیرت انگریز تدبیہ" کی تحریکی سے دنیا کو  
یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان جاتے ہیں مولانا ناؤ دی یکسر بدل لے،  
وہ قلم طرازیں:-

"یہ پتہ علام الغوث ہی کوئی ہے کہ اس تدبیہ میں اصل  
خلیل کس چیز کے۔ ممکن ہے پاکستان میں ان کو لایا جائے

دیکھتے اپر و پینگٹے کے اس اسلوب، اس پنجے، اور اس زبان کا نو نہ آپ کو تیونسٹ پاری، اور یہ سماج انہا سبھا اور اور جن سنگھ کے ہلاوا کہیں اور فلقر آ سکتا ہے؟ خدا یا اعمدہ حاضر کے عظیم صدر قرآن مسلمان ایسی رحمت اور علمیہ کے شالیور شیدا اور علوم قرآنی کے ماہر کو یہ کسی نظر کھائی اور یہ تیری عطا کی ہوتی ملکی ذہنی صلاح صنیوں اور تو انا نہیں کو کس راہ میں ضمانت و بر باد کرنے لگا ہے؟

ہم مولانا نامہ محترم کے فرمودات کے جواب میں اتنا ہے۔ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت اسلامی بلاشبہ ان کا موسیٰ نبیت نہیں تھی جمیں جن کے ارتکاب کی تہمت آپ اس پر لگائے ہیں میں پھر کیا اس لئے بھی تھی کہ انقلاب قیادت کے جواب میں حرم حکومت کی طرف سے "اصلاح معاشرہ" کا چور پوچھ دیکھ دیتے تھے کے ظیف خوار اور تجوہ اور علماء و مفتیان کرام اور ارباب علم و تکلم کر رہے تھے اسی کو جماعت اسلامی بھی اپنا نسب العین بنالے اور اگر جماعت اس خود کی کئے تحریم ختم کر دے تو آپ بکھر لی گوں کو توڑ کر جماعت سے الگ ہو جائیں اور اس کی تہساہی و بر بادی کو اتنا نسب العین بنالیں۔ آخر یہ کام بھی تو حکومت کی طرف سے کیہ شیوں کی طرف سے دنیا پرست نیا بولی کی طرف سے ہوتی رہتا۔ آپ آجے بڑھ کر اس قسم کے پروپینگز سے کا تکلم اپنے شلنے پر تھے دھریتے تو آخر اس سے آخرت کی نجات و سعادت میں کوئی سر باقی رہ جاتی ہے؟

مولانا مورودی سے کسی موقدر پر "حکمت علی" کا لفظ استعمال کیا اور اس کی کچھ شرح بھی کی۔ یہ سکتا ہے کہ اس شرح میں مولانا مورودی سے کوئی سہو ہوا ہو اور مخصوص بہر حال نہیں؛ اس مسئلہ پر مولانا امین احسن اسلامی تیجہ علمی اندراز میں بھی لکھ کر تھے، لیکن مولانا اور ان کے درمی اور نزدیکی ہمہ اؤں نے ایک حرف کو انسانہ بنادیا۔ اب اس کی آٹھ لئے کو دیکھنے کے مر لانا اصل صاحب کیا اور شاذ فرماتے ہیں:-

"اگر زمانہ ناساز گا رہے اور وہ دلیعی اتفاق دین۔ کے لئے کام کرنے والی جماعت، الشکر کے دین کو اس کی اصلیں پیش کرنے کی تہمت اپنے اندر نہیں پا رہی۔"

تو بہتر ہے کہ وہ اپنے ٹھوڑی کام کرے، نہ اللہ اس کا محتاج ہے اور نہ اللہ کا دین۔ میکن یہ حق اس کو ہر جا میں ہے کہ وہ اللہ کے دین پر اپنی صلحت تباشیوں کی مقدار پڑتے اور اس کے ناجائز کو جائز کرو اس کے مثاب کو حرم بناتے اور کہ کہ ملک علی کا تقاضا ہے اور پر لکھکل ورزہم کا مطالعہ ہے تو اسی حکمت علی اور ایسی پر لکھکل ورزہم پر اللہ کی اس کے نبیوں اور رسولوں اور اس کے ملائک کی اور تمام اہل ایمان کی لعنت پر جو خدا کی شریعت میں کتری یونت کو مباح کرتی ہے؟ (ص ۲)

معاذ اللہ! امولانا اسلامی صاحب شدت و بخشن عذاب اور بذبب خیزنا و غصہ بہیں کہاں پہنچ گئے۔ گویا جماعت اسلامی نے اذکر درسون۔ کہ حمل کو حرم شہر لئے ہی کا کار دبائیں تو کوئی کو ریا ہے اور مولانا اسلامی کا ذکر ہے ایمان دا سلام اپنے قابو میں نہیں دے اپنے کو اس کے لئے تجوہ پار ہے میں کوئی منہ بھر بھر کر اور لگا چاڑھا کر جماعت اسلامی پر لعنتوں کی بارش کریں۔ ہمیں جیسے کہ مولانا اسلامی صاحب نے پر تبرہ کہاں سے سمجھ کیا؟ یہ تو اس درستہ الصلاح کی روایات کے بھی خلاف ہے جس کے تعلق سے مولانا امین احسن ماحب "اصلاحی" کے انتیاز سے مشترک ہیں۔ مولانا مورودی کے اب دیہجہ کی تکایت کرنے والے اس طبق پر اُنکر بھی طریقہ انبیاء کا وعظ سننے ہیں توفیر، مج بھی پر اپنے اور عرش بھی آتائے ہے۔

یکتی عبرت کی بات ہے کہ جب ایک انسان کے قدم جادہ جن سے بچتے ہیں تو وہ پیسی کی کتنی گہرائی میں جا پڑتا ہے۔ مولانا اسلامی دعوت اسلامی کے طریقہ انجام کے ماہر ہیں انھوں نے اس سو مخصوص پر ایک بھوٹی سی کتاب ہی کھدائی ہے۔ چنانچہ اس مخصوصوں میں بھی اپنے اسی علم و عرفت کی راہیتیتی ہوتے تھے فرماتے ہیں:-

"اس کتاب کے تقاضے ہی لوگ پورے کر سکتے ہیں جن کو انبیاء کی حکمت اور ان کے صبر میں حصہ لا ہو۔ پس صبر، جلد باز، طالع آئیں اور صدارت اور نارت

اصلاحی کا اس کے کسی منظر نکلی مقرر اور کسی اپنے قلمبست سالہ پڑھا  
تو مولانا اصلاحی کا کمال علم، جوش بیان اور زور قلمبست سفیل نوجوں  
ہو گردہ جاتیں اور انہیں سے کسی ایک کی بھی جملہ نہیں۔ مولانا اصلاحی  
نے اس چالیس صفحہ کے ضمنوں کے آخر میں تحریر فرمایا ہے:-

"میں اپنا دنی خروں بھجتا ہوں کہ اس سلطانِ ہوندا نہوں دی  
نے جو کچھ لکھا ہے سب کا بائیزہ ہوں۔ میرے سفرِ حجؑ کے  
دو روز ہیں مولانا نے جو کچھ اس سکھے سے شعلن لکھا ہے میں  
اس کو بھی پڑھ دے ہوں اور عقرب اس کے متعلق بھی  
اپنے تاچیر خواہت ہیں کروں گا اور مقصودِ میراں کے  
سو کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اس فتنہ کے اثرات سے  
چھاؤں جو قسمی سے اٹھادیا گیا ہے۔" (صلت)

وہ سفرے نظفوں میں مولانا اصلاحی نے جماعت کو انکھا پھینکنے  
کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان کو چاہئے بھی یہی جب وہ جماعت میں نہ ہے  
تو جماعت ہی کیوں سمجھ جگے بعد تو یہ کام اور بھی ہو زد ہے۔  
مولانا اصلاحی نے اپنے ارشاد فرمایا ہے کہ جو جماعت اللہ کے  
دین کو اس کی اصلی شکل میں بخشی کریں کہ تھت اپنے اندر نہیں پار ہی  
ہے تو ہبہ ہے کہ وہ پختگریں آرہا کرے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ مولانا  
نے اپنے آرہا کی جگہ اختیار کر لی ہے اب ان کے لئے اس کے سوا  
کام بھی کوشا باقی رہ گیا ہے کہ وہ خود ہی فتنے تراشیں اور خود مسیل اؤں  
کو اس سے پچھے کلتے اپنی علمی اور دینی توانائیں وقف کر دیں اور  
ایک ایک ضمون کی شکل میں چالیس چالیس بیانیں بیان کر دیں اور سنو تو  
صفحہ سیاہ کر سیاہ۔ ایسی حالت میں ایک سائل کو جواب دیتے  
ہوتے مولانا مسعود دی کیا غلط فرمایا چکر:-

"میں نے انہیں چھوڑ دیا اک جب تک چاہیں اپنا امام  
اعمال سیاہ کر لے رہیں۔" (الفرقان ۲۷)

حضرات اسی کا برقرار کرے دینے دین و دینا کا مقصود ٹھیک ہیں  
ان کو اس کام سے کون روک سکتا ہے۔

اسلامی عالم کیسی جہاں جہاں اقامات دن کی حرکت ٹھی  
ہے انقلاب قیادت ہی کے نقطہ پر کام ہو رہا ہے اگر قیادت اسی  
ہو جس کی اصلاح ممکن نہ ہو تو اس کو تبدیل کرنے کے سوا اتفاق ہیں  
کی اور کوئی اکتشاف بھی کامیاب نہیں ہو سکتی، لیکن انقلاب قیادت

کے عرصے لوگوں کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ یہ پاڑپیں سکیں۔  
وہ تو سیدھا طریقہ یہی اختیار کریں گے کہ اذ منارت و  
ذادست کی کیساں بھائیتے جو اسے کر دے جو صحیح دشمن ہے  
اسلامی نظام قائم کر دیتے ہیں، اس طریقے کے لوگوں کو یہ  
بات کچھ اپنے اور انکی سی جعلی ہوتی ہے کہ اسلامی  
زندگی اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام کا آغاز ذکر د  
مکر کی خلوتوں تباہی کی دعاؤں اور مناجاتوں سمجھوں کے  
مبہروں اور محراوں اور بندگاں اپنی کے دلوں اور اپنی  
رددخون کو میدار کرنے سے ہوتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ ہر چیز تو  
کوچھ کے تصریح و ارت و صدارت سے جلتی ہے تو آخر  
اسلام اور اسلامی نظام ہی کی یہ خصوصیت کیوں ہو گی کہ وہ  
لپی سفر کا آغاز مسجد سے کرے گا۔"

حضرات انقلاب قیادت سے خطوط بر کام کرنے کرتے اور  
لوگوں کو برسوں تک تقریر و تغیریں کے دلیل اس کی دعوت دیتے  
ایک مرحلہ پر پہنچ کر یہاں انقلاب قیادت اور اصلاح معاشرہ  
کی بحث پھیل کر اقامت دین کی حرکت سے کارہ کش ہو جلتے ہیں،  
اور اپنے لئے غلوت اور محاب و مسجد کو خاص کر دیتے ہیں تو انہیں تزیک  
انقلاب قیادت کے معنی طالع آزمائی اور صدارت و وزارت کی حوصلہ  
کے سوا اور کچھ باقی ہی نہیں رہ جاتے، جیا پھر وہ گھنے پھانے پھانے اور  
چلانا اور قلم توڑا کر لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ لوگوں انقلاب قیادت  
کی دعوت دیتے والوں سے خبردار اب یہ سزا دریں سے خوف پھکتے  
ہیں، یہ خدا کے جائز کو ناجائز اور حرام کو حلال پھیر لیتے ہیں اب ان کا  
مقصد اسلام کی اقامت و سرین، یہ نہیں ان کا مقصد ہے صدارت و  
وزارت کی کرسیوں کا حصول۔ یہ بات آج مولانا اصلاحی بسلی بار  
نہیں کہہ رہے ہیں اپنے کو مسلمان ہی کہنے والا یہ فرقہ برو ساری سے  
تیرہ سو برس سے حضرت ابو بکر صدیق اور تھرت عمر فاروق رضی اللہ  
عنہما پر بھی ای ای الزام لگاتا چلا اور ہے اور یہ ای ای الزام اس کے لئے دین کی  
اساس دینیادیں گیا ہے۔ اس کے پاس اس ای ای الزام کے ثبوت ہیں یور و  
قرآن مجید اور پورا ذخیرہ احادیث موجود ہے۔ وہ بھی اسی طریقے کی  
بہانہ تراشیاں کرنا اور بات بات پر زو حکم کے رکو ح قرآن مجید  
اور صفحہ کی صفحہ حدیثیں دلائل و شواہد میں ہیں کہ تھے الگ بھی مولانا

کاملاً ہر انکوں نے فرمایا ہے اس کے جواب میں ہمارے ہی  
لئے گفتگو کی حدیں اتنی تسلیگ کیوں ہیں کہ بات کرتے زبان گزیری  
خالی ہے۔

بعض احباب نے اخلاص کے ساتھ سرکھلانے کی سعی کی  
ہے کہ ماہر التزام معاملہ میں مولانا اصلاحی ہی برسم حق ہیں اور  
مولانا مودودی کا موقف مکروہ ہے۔ اس کے انھوں نے پھر  
دلائیں بھی دیتے ہیں اور بعض ایسے واقعات بھی بیان کئے ہیں جن  
کے بالے میں وہ یہ سمجھے ہوتے ہیں کہ ہمیں ان کی خبر نہ ہوگی۔  
ہمارا جواب یہ ہے کہ جو کچھ انھوں نے ازدواج اخلاص مندرجہ ذیل  
اس سے ہم بے خبر نہیں ہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی ہمارے  
علم ہیں ہے اور عدالت علیٰ کی بحث میں جو کچھ فرقین کی طرف  
پڑیں ہیں آیا ہے وہ مولانا مودودی کے موقف کو حق بجانب  
ثابت کرتا ہے۔ فرین شانی کے نزدیک مولانا مودودی الگ رکھا  
کے اعتبار سے اتنے تھی مکروہ ہیں کہ ایک صحیح اصول کی آئندے کر  
خلافِ حق اقدامات کر گزدیں گے اور اپنے ماہنی کے ساتے  
ہی کئے دھرم پر پانی پھیر دیں گے تو اس باتے میں ہم کچھ نہیں  
کہہ سکتے۔ ہاں حاصل شدہ معلومات اور شائع شدہ حریروں سے  
علیٰ و فکری طور پر جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ فرین شانی  
اپنی بدگمانی اور ٹھیکنے کو قبل ازا وقت ہی ایک امر و اتفاقاً ہر کرنے  
کے لئے غلط اور سو اکن حربوں تک آگیا ہے۔ اس کا مطلب  
یہ ہے کہ مولانا مودودی لوگوں میں بے راہ رو ہوں گے  
ان کے حریروں ابھی سے اپنے افسوس ناک معیار اخلاقی ہونا کہ  
لقوں اور حصے سنجاوز غنیط و غصب کا ثبوت ذرا ہم کر رہے ہیں۔

عذراللہ برسر حق مولانا مسود دوہی ہوں یا مولانا اصلحی  
لیکن ہمارا تتم و شیوں تو اس مضمون پر ہے جو اسی بھی حال میں ان  
مولانا اصلحی کے شایان شان نہیں تھیں جو حصے سے ہم جانتے  
تھے جن کے اوصاف اپنے حصے پر ہیں فخر تھا جن کی تند مزاجی کو ہم  
مزاج فاروقی کی سیراث خیال کر کے حسن تاویل سے دل بہلایا  
کرتے تھے اور جن کے ہارے میں آج بھی ہیں یہ حسن مٹو ہے کہ  
اگر انھیں مٹا دیے دل و دماغ سے سورچنے کا مو قع لے اوپر  
ارباب مقدس کی بیٹھی ہاتھیں ان کی ذہنی روزگار بھگ کرنے دیں تو وہ

لے ساتھ اصلاحی معاشرت ہے کی جو کھنڈا ہمی کر دینے والوں نے اپنے  
دین کی حرکت کے خلاف وہ فتنہ بر پا کیا ہے جو اقامتِ دین کی راہ  
میں ہمیشہ سلب راہ ثابت ہو گا۔ اقامتِ دین کے مقابلہ میں اصلاح  
معاشرہ کی جو صورت اسلام نامیں احسن اصلاحی اور اسلام کے ہمتوں حضرت  
نبی مسیح کی ہے وہ ہی آواز ہے ہے سرکاری ملکوں میں بررسوں پہلے  
بلند ہوئی تھی اور جس کو موضعِ ملک سرکار کے تجوہ دار اور وظیفہ خوا  
ہیں ملک میں بررسوں خاتم فرمائی کی تھی اور مولانا مودودی نے ردود  
خواہ میں جن کی بررسوں درجیاں بھیری تھیں اب خود مولانا احمدی  
اسی سرکاری آواز کے نقیب ہیں گے ہیں۔ تباہت فاسد کے لئے  
اقامتِ دین کے خلاف یہ ایسا کامیاب اٹھجے ہے کہ اسے تنہ اسلامی  
مالک ہیں جہاں جہاں بھی اقامتِ دین کی تحریکیں جل ری ہیں اسکا  
کیا جائے گا۔ علاوہ دین زبان اور علم سے قرآن کی آیتیں پڑھنے پر حکمر  
حدیوں کے چوڑے درجے کو طرفہ انہیں کا نام لے کر تحریک  
اقامتِ دین کی مخالفت کریں گے اور دین کے ان علمداروں کے  
زیر سایہ تیار تھا۔ فاسدہ پہش پر دان پڑھتی اور پھوٹتی پھلی رہئے گی  
اللہ تعالیٰ اس اصلاحی معاشرہ کے فتنے سے اقامتِ دین کی تحریک  
دھوت کو گھونڈ رکھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی قلب کی جو  
نوعیت و اہمیت ارشاد فرمائی ہے اس کی حقیقت ایسے موقع پر بھی  
طرع بھی میں آجاتی ہے۔ یہ بکھت اس طرف کروٹ بدل لیتا ہو کہ انسان  
کو پرستی ہنس جاندا رہتا ہے لہٰ تر زخم فلؤ میں العدد اُدھن یعنی  
وَ هُبْ لَهَا مِنْ لِلْمُنْكَرْ سُرْخَمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

**حجا** پھر لشکر سے میں مولانا نامیں احسن اصلاحی کے مخصوص پر  
**جی** اس کے حسن تاثرات کا اندازہ نہیں رکھ دھمکے ساتھ  
 کیا عناصر اخلاقی کو بعض ناظرین نے گرم و تند قرار دیا اور ساری  
 طبقہ تکاری پر ناک بھوں چڑھانی تو مولانا نامی الدین کلماں مخصوص  
 تو احسان ملود بھی گرم و تند تھے جو بھیں اپنی اور مولانا مخصوص  
 کی خفتہ زربائی کا اختلاف ہے، لیکن ناراض ہونے والے احباب  
 یہ بھی تو دیکھیں کہ خود اصلاحی صاحب کے مقابلے کا درجہ حرارت  
 کیا ہے اور افاظ سے لیکر معانی تک جس خسوست اور ان خود فوجی

میں کہی بھی گویا رعایت ہی ہے اکردار بستے تھے مگر باخ پر لی  
لرج ہی دیکھی۔

مولانا اصلحی بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کی حق پر تکمیلی  
شبہ سے بالاتر ہے، ان کا اکردار بھی اونچا ہے۔ ان میں اور بھی  
او صاف حسنے قابل شک ہیں۔

لیکن ہم گذارش کرنے کے کوہ اپنی اشتغال پر بری اور  
خوبی کی وکی احتدال پر تکھنے کی مشق بہم بہم جانیں خوب سے مقاوم  
غصہ ایک ایسا جسم ہے جس میں ساتھے او صاف حسنے اور ذہن و  
در اگ کا غذہ کی طرح جل جاتے ہیں۔ اسی لئے کاظمین غیظ کو عالی  
مرتبہ کھانیا ہے۔

الکاظمین الغیظ فی العاقفین عن الناس

خود ہی محسوس فرالیں گے کہ شاعر ارجی نے انھیں جس مقام پ  
لائے گھٹ اکیا ہے وہ ان سکے لئے باعث خوبیں ہے۔ کون عقلمند  
اسی شخص کو ہوشمند کہے گا، جو رہبہ ابرس تو زید کی خدا پرستی ملی  
تھی، فکری یکانی اخلاقی عظمت، ایسا نی تقدیس اور عقرستے کے  
قصیدے قلم اور زبان کی بوری قوت کے ساتھ بر سر محاب و نہر  
پیش کرتا ہے اور پھر اچانک یہ اعلان کر دے کہ زید آنہ تھا  
حالمہ، نہ خوش کردار ہے، نہ فکر و تدبیر کا اہل ہے، نہ حق پرست  
ہے نہ اس سے کسی خیر کی امید ہو سکتی ہے، نہ اس کا اخلاق کام کا  
ہے نہ اس کا ایمان قابل اعتقاد ہے۔ حد ہے کہ ملک تک زید کی وی  
خاتموں اور فکری پیش رفتیوں کا طریقہ آسان ہے ملایا جارہا تھا  
اور آج اپنی براکے نام "ترارڈ یا جارہا ہے اور وہ بھی اسی نہاد

**خلافت نیزید و معاویہ** خلافت معاویہ، شہادت حسین اور اسوہ نیزید پر ایک چونکا ہی نے دلی مختلف از کتاب۔ بعض  
اور جھوٹ کی تفییم (جس پر اپنے طبقہ کا تبصرہ پچھلے شمارے میں "کھرس کھوٹے" کے ذمہ  
میں موجود ہے۔ فیضت محمد چور روپے۔

مولانا آزاد کی مشہور رمانہ تفسیر **ترجمان القرآن** کوں ہے جس نے لہن تفسیر کا شہرہ نہیں سن۔ اگرچہ اس کی تفسیری جلد سامنے نہ آسکی المکن  
دوہی جلدوں کی مقبولیت بے مثال ہے۔ یہ عرصہ سے نایاب تھی۔ ہم نے خاص کوشش سے  
چند سی دفعہ ہمایا کئے ہیں۔ جلد اول و دوم تحدیک کا ہے ہمیشہ روپے۔ (کوئی جلد ملجمد نہیں بل  
کے گی، شائعین علیہ توجہ نہ رہا یہ گرانا یہ چیز روز روپے۔

**حائل ۲۲ بلا ترجمہ** [جیبی ساکر اور اسی چلی کہ  
لکھائی چھپائی روشن۔ ہدیہ تین روپے۔

**حائل اول مترجم** [ترجمہ شاہ عبد القادر۔ تصریب اسی  
حائل اول مترجم ساتر - ہدیہ نو روپے۔

**حائل الف، ۵۳ مترجم** [مشہور ترجیح فتح المجد پر اخفا  
چھپائی دو روپی۔ ہدیہ جلد تیرو روپے۔

**قرآن ۷۱** [ڈاٹ ترجیح والہ۔ یہ بلا ترجمہ شاہ رفع الدین دوہی ترجمہ  
مولانا اشرفت علی تھا لوچی۔ ترقی طبع ضخامت۔ صفحہ ۹۴۳  
طبعیہ اسید چھپائی دو روپی عکسی نیجنیز زیریت میں۔ مجلہ عدد ۲۸۰ روپے۔

**متاج محمدی (پاکستان) کے کچھ تحقیقے**

**حائل الف، ترجمہ** [ترجمہ شاہ عبد القادر۔ کاغذ  
عمرہ سفید، چھپائی دوہی طکی

جلد عمدہ آش کلا تھ۔ نہایت دلکش اور حسین۔ ہدیہ سو تک روپے۔

**حائل ۲۲ بلا ترجمہ** [چمچڑی دناؤں ساتر] بہت  
ہی نفیس اور روشن لکھائی۔ ہدیہ پانچ روپے۔  
**حائل ۲۲ مترجم** [ترجمہ مولانا اشرف طی۔ حسین اور  
دلکش۔ جلد پلا شک۔ سو اس روپے۔  
یہ چیز کریمی کی جلد میں ساڑھے آٹھ روپے۔

# مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی چند تصانیف

اشان کامیابی مسئلہ دعاں کا حل  
دھوت اسلامی  
جماعت اسلامی کی دھوت  
دینیات  
تحقیقات

|                                                                                             |                                 |                            |               |                                 |
|---------------------------------------------------------------------------------------------|---------------------------------|----------------------------|---------------|---------------------------------|
| سات روپے                                                                                    | نذرہ                            | قرآن کی چار بڑی اصطلاحیں   | چاروں پیے     | تحقیقات                         |
| چھ روپے                                                                                     | آزاد کی بھائی خود آزاد کی زبانی | جماعت کا مقصداً طلاق کار   | ڈیزیورپیس     | تبدیل و احیائے دین              |
| چھ روپے                                                                                     | صحیح امید (خاص مظاہر)           | سلامتی کا راستہ            | چھ آئتے       | شانِ راہ                        |
| چھ روپے                                                                                     | نقش آزاد (خطوط کا جھوٹ)         | تصانیف مولانا امین حاصلاجی | پانچ آئتے     | قرآن اور پیغمبر                 |
| درد روپے                                                                                    | مقالات آزاد                     | حقیقت شرک                  | دو آئتے       | جزء تردد                        |
| درد روپے                                                                                    | مخاہیں آزاد                     | حقیقت توحید                | ایک آن        | معلجنگ کی رات                   |
| درد روپے                                                                                    | خلیلات آزاد                     | حقیقت تقویٰ                | سالنگتین دوپے | اسلامی تحریر کی ایک اصولی مہادی |
| ڈیزیورپیس                                                                                   | شہید حظیر (زاد احتفات کرنا)     |                            | ڈیزیورپیس     | مسئلہ قومیت                     |
|                                                                                             | سلاؤن کا راستہ                  |                            | بادہ آئتے     | مرتدی مذاہلہ اسلامی قانون میں   |
|                                                                                             | دلاءتی بخوبی                    |                            | چھ آئتے       | حقیقت ایمان                     |
| <b>نوت</b>                                                                                  |                                 |                            | آٹھ آئتے      | حقیقت موم مصلوہ                 |
| ان سب کتابیوں کو ایک سلسلہ ترتیب پر<br>ہر فیروزہ پر عایت دی جائیگی۔<br>یخیر کرتے گلی دیوبنت |                                 |                            | سات آئتے      | حقیقت زکاة                      |
|                                                                                             |                                 |                            | چھ آئتے       | حقیقت شرح                       |
|                                                                                             |                                 |                            | آٹھ آئتے      | اسلام کا نظام حیات              |
|                                                                                             |                                 |                            | ڈیزیورپیس     | حقیقت لفاقت                     |
|                                                                                             |                                 |                            | بادہ آئتے     | اسلامی عبادات پر ایک تحقیقی نظر |
|                                                                                             |                                 |                            | چھ آئتے       | دین حق                          |

## ڈاکٹر پنڈیں

محترم پنڈیں داکٹر پنڈیں کو گفت سے جس طریقہ کا جگہ کا زپوس  
حاصل کیجئے مفت پر اسپیکش سے نہ لکھئے۔

ہندو ہمیو پیٹختک کالج اٹی اسوئی پت

## مفت پیچے

دلی کے نزے نہیے تجوہ کار قابل حکیموں کا ایک بودھے۔ اگر اپ بیمار ہیں تو اپنا پورا حال کھکھ  
ان سب حکیموں کے مشویے سے تجوہ رکیا اہواں مفت لیجئے۔ خط پر شیدہ رہیگا۔

پنچھہ سکرٹیری طبی بورڈ۔ نو گنج دلی ۶

اسلام اور حاصلیت  
اسلام کا اخلاقی نظر انظر  
قرآن فہی سکریٹی ای اصول  
حقوی ارزویں  
سیلا دالنی  
زندگی بہد موت  
اسلام اور ضبط و لاوت  
لباس کا مسئلہ

# کیا ہم مسلمان ہیں؟

## شمس نوید عثمانی

دہ دھی کے متعدد پہلوں جو ہذا کرتے تھے۔ دہ دھی جو کائنات کی سب سے بڑی سچائی ہے۔

حضرت مسیح پیر زبردست اضطراب طاری ہوا بھروسے گئی  
خوشے ان کے ہاتھ سے بھوٹ کر زین پر آئی ہے —— ”لذت“  
کے آغاز سے انسان اپنے ”ایمن“ کو دکھ رہا تھا۔

”کیا اس نعمت کے 2 بھی —— اسے خدا کے دھول“ ۹۷  
”اں اس کے لئے بھی اپنے بھروسے گئے ہیں حقیقت کی صدائے۔

یار گشت کا جال ”گونج الحا“ ہاں۔ —— بس یعنی چیزیں دست احتساب  
ستھن کیں گی۔ سطہ صالکت کے لئے پڑا، بھوک فروک نکے لئے زندہ  
رہنے کی حد تک غذا اور سرچھپل کی کیمی ایک گوشہ زین۔

انطاہر یک صوری سادا تھرے۔ لیکن کیا ما قی یعنیوںی ہے!  
آہ! زندگی کی بیانادی ضرور توں اور فاضل خواہشات کو دیyan

یہ طفیل خواہیاں کیا ہموں ہو سکتے ہے! —— یہ قدر نعمت کا ہیں  
احساس۔ یہ سوچیں تو تو۔ یہ دن کو ہمدرفت روپیہ پہنچتے کہ اتنی انسان

اسی کا نام تو ہندگی ہے، ہبادت ہے، خدا پرستی ہے۔ یہی طفیل  
خواہیاں ہے جس کی مستقبل کر صد با پھر بھر بن گئے۔ اور یہی خط

جس سے مٹا ہے دنیا والے —— بلکہ لوں کچھ نو مسلمان بھی  
خدا کی گھتوں کو یہ شعور جانلوں کی طرح و نور ہے ہیں۔ سب کو جانے

پڑیں جس کوئی کا تاج جھتا ہے، کوئی نعمت جھتی ہے۔ تو اپنی شرمناک  
ناشکریوں پر شرم ہے پانی ہو سکے عرض وہ شکوہ شکایت کا دفتر

لے پڑتے ہیں۔ —— اس خدا کا شکوہ جو نیت خوبی میں سعد، سے  
زیادہ وسیع الگرف اور وادد عطا ہیں سورج کی ریشنی سے زیادہ

بیکار ہے۔ جس کی کیش ہوتی ہر فرمت سوچتے کے پہاڑوں میں اُنلیں اُنکی

ریگ زار کی ایک سرد و خوش رات میں دنیا کا سب سے زندہ  
انسان۔ سیدالاُنس دجن اپنے چند ساتھیوں سیت ایک العماری کے  
بانگ میں احتفل ہوا۔

اس کی نسراش پر باخان نے کہ تازہ گھوڑیں پیش کیں  
یہ فراٹش اس بات کا اعلان ہی کہ صبر و فرقہ کراہ پڑیتے ہوئے جب اُن  
لذتوں اور مبارح نعمتوں کی طلب جرم ہیں ہے۔ بھروسے ہمایت اللہ زادہ  
شریں تھیں، الخیں کھا کر سرد پانی کی تو قلب و روح کیفیت احمدی  
سے مکروہ ہو گئے۔ اسی مالمیں سفر و مال مصل افسوسی ستمکے رہوئے  
مبارک پر گھری سینگل کے اٹھاظاہر ہوئے اور اس سینگل میں اشویش  
عیناً ہا، اور نہ جانتے کیا یا تھا، نعمتوں سے خاذروز ہیوئے کوئی لمحیں  
خطم ہوئے تکریہ ثابت ہوا —— لذت کا اندر کام و درجن  
ہی کہ رحمت ہو جائے تو سیدالاُنس اور ایک عامم آدمی میں کیا فرق  
ہا۔ یہاں تو کوئی بھی تاؤر دس کی گھر تیوں سے اُرے رکنے والا نہ تھا  
”زندگی“ بھوک اور اس کی آسودگی سے ایک قدم آگئے بڑھنے کے  
لئے بیتاب تھی —— لیکن وہ قدم کیا ہے؟ ۹۸  
ہمت سفر کو تھی ہے جسے کسی بھی عالم میں ہلا نہیں جا سکتا، صوابی یعنی  
سوچ رہے تھے اور ان کی نگاہیں اپنے گھوپ آف کی طرف انھی اور ہی  
تھیں۔ جس دن قیامت آئے گی، حضرت نبیؐ کے ہاتھی کا گھر  
لیتھے ہوئے الیٰ آزادیں فراہم جو تھوڑے دن کی حد تک کی  
ظاقت رکھتی تھی، جس دن قیامت کا زر زمین بھوس کیا جائے گا تم دوں  
اس نعمت کے خدا کے آگے جواب دہ ہو گے!

الشکریا —— یہ کی شاعر، کی تلفی، کی بخوبی کے  
الغاظ نہیں تھے۔ یہ اس ذاتی راستے الفاظ تھے جس کے طبق سے

پھر جب ہلاں کی سند اقتدار سے الٹا کر دہ بڑیئے والیں کئے تو ان کی آمد کی خبر سن کی امیر المؤمنین حضرت عمر راستے میں چھپ کر کھو دے دیئے ۔ — سلم ظفر و کام کم اعلیٰ یہ جائزہ لیتے کہ نئے قیادت مختار کا اس کا فرستادہ ۔ جاہ و جلال اور عیش و عشرت کی اس محانگاہ سے کس حال میں واپس آیا ہے ۔ اس نئے دیکھا عنید یونیورسٹی سے تھے اس سے زیادہ کچھ ساختہ نہیں لایا ۔ وہی درویشا نہ سادا، وہی عجیزو انکسار، وہی شان زبده و معنے ۔ — محبت اور قدر دانی کے جذبے سے حضرت عمر را کچھلا دیا ۔ وہ آنگے پڑھے اور حذیفہ کرے اختیار سے نکل کر بوئے ۔

"خذلہ: تم میکے بھائی ہو۔۔۔ اور میں تمہارا بھائی ہوں۔۔۔"  
 کتنے سارے اور تخترا الفاظاً —— لیکن یہ وہ ذمہ تھا جب  
 الفاظ کے جسد سے بھائی کی روح جیسیں ملی تھی۔ جب ہر لفظ پریے تھی خروم  
 میں بولالا بیٹا تھا۔۔۔ اس وقت ایک مرد میں مرد تھا کسی کا حضورت  
 کے ساتھ۔۔۔ بھائی تکہ دیتا ہیں اور سخون اور مجھ سے اپنے کام حاصل نہ ہوا۔  
 کچھ ہمارے ہمدرد دیباگان اور درج دشنا کے کئی دفتر بھی اس کی  
 پڑا بری نہیں کر سکتے۔

عشرہ کی تاریخ پر بکھر حضرت میرزاں عباد الحزیری حسینی سہیوں اپنی جنگی بیوی کی خیر و عاقبت معلوم کرنے تشویش نیا چار ہے تھے۔ سرکاری صورتیات سے تعلق ہوا اور اسی ایک شفیق ناپ کی کرپسٹے ہوئے اب اولاد کی طرف متوجہ ہو رہا تھا۔ یہیں دیکھو تو ان کے جن ہاتھوں سے ابھی ابھی حکومت کے خرداں سے بے شمار ضرورت مددوں کے لئے درہم و دیناء یاد نہیں۔ وہ خود اپنی بیوی صاحبزادیوں کی طرف جاتے ہوئے کس طرح خالی ہیں۔ شیخ اس روشنی کی طرح جو دن بھر کے بعد تھکا ہاما خالی ہاتھ گھر ہابا ہے نا اور نہیں یہیں دیکھ رہیں گھر پر یہم فائز ضرور تھا۔ باپ کی آہٹ پاکر بیٹیاں خیر قدم کے لیے دروازے بند نہیں۔ ان کے جن ہاتھوں کی زردی تو فرمی ہاپ کے لئے کوئی خیزی بات دیکھی یہیں یہ مذور نیتا تھا کہ ہاتھوں سے اپنے خون برہا تھوڑے کو

بھحداری رہتی ہیں۔ لیکن ناشکلائی انسان نہیں دیکھتا۔ نہیں سوچتا۔  
پہنچ کوئی جو آج بھی اس احساس سے لبرتا شکست کر سکتا ہے اسکے بہا  
ل فتوں کے انبار سے وہ ہر سالیں، ہر آن جو استفادہ کر رہا ہے  
اس کے لئے خدا کے درود سے جواب دی بھی کر سکتی ہے۔ ۶۔

مدائن کے خوبصورت علاقے میں مسیز زین شہر اپنے نئے حاکم کا خیر مقدم کرنے لیے منع ہو رہے تھے۔ اخراج و تبادلہ کے پر مشوق مالم جس احسان حضرت حذیفہؓ کا استغفار تھا جو امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی طرف سے گورنری کا برداشت لئے اس باری جس داخلی پوتیوں والے انتداب اور تقبیلیت عامم کی طاقت سے مسلح ہذیفہؓ اس آبادی سے ہی کچھ دھول نہ کر سکتے تھے۔ ————— شہزاد استغفار، میشؓ عشرت کے سامان۔ ————— تزویہ ابرار و اس سب کو جوان کے حمال شب نور عاصل کر رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے ان طبع و فرمائیں کہ انسانی زندگی سے جوچ بانگر اور انس سے مختلف تھی۔

حضرت علیہ السلام کا فرمان سنائے گے بعد جب وہ مجع کی مسجد پر تکریبے تھے تو تکنی ہی زبانوں پر یہ الفاظ تھے "اپ کو جن حیر کی خواہش اور حاضر کی چانتے ہے"۔

حرب لفظی نہیں بلکہ اپنے دل کا بھرپور پیارا ہے۔

یہ تھا وہ خدا جو ایک گور نئے ہالیا میں طلب کیا۔ زندگی کی این اقدار و صلوات کا غرور کس طرح درستی کے قدموں پر دم توڑ رہا ہے کس طرح شاہی طبقاتی ضیرہ تقاضت کی پہنچیں میں کم ہے، کس طرح دولت و شوکت کی چمک دمک خوف آنحضرت کے نور میں خوبصورتی ہے۔ ایک انسان زرداری، اقتدار، زندگی اور خواہشات ہر شے سے دور بہت آگے، اس آخری عالمت کے تصویں میں دُبایا ہو اسے جہاں سے کم دکامت مجازیہ لا گا۔ جہاں ہر نعمت و لذت کے پار سے ہیں دلیل جواز کی سخت ذمہ داری ادا کرنی ہو گی۔ اور جو ادا نہ کر سکا اس کو کشمکش کا کسٹم نہ کھانا۔

یہی وہ تصویر مخابس سے خذلیفہ کچھ بھم درج کی گفتگو لزت پرستی کی کشفت سے آگودہ نہ ہونے ریا۔ وہ اقتدار و حکمرت کے

رسکتے۔

”یہ بات ہے؟“ حضرت عمر بن عبد العزیز سے پوچھا، اُنکیساں کچھ نہ لپیں۔ اُنکے جواب دیا  
”آج ان کیپوں می صرف بیاز اور سور کی دال سے بھر لیتے ہیں لیکن  
مُحَمَّدؐ کی خلائے کو کچھ اور نہیں تھا۔ پیاز کی پوچھائے کے لئے یہ نہ چھپتا ہے  
رکھ دیں گے۔“

پاپ آخر باب تھا۔ مصوص پھیلوں کا ایسا لفظ استے تر پڑے تھے  
ذرا بہا۔ آنکھیں تم پوچھیں دل بھرا آیا۔ —————— گرد بات کی یہ  
سرپیں تو پس مونیں ہی تھیں۔ صبر و تابعت، فقر و ایثار، زبد و قومی کام  
ایمان و نیقون کے جبل الذہب کو رکھی جیش تر دیے گئے۔  
”اے نیسے ہی میشو“ اخنوں نے کہا۔ یہ کچھ شکل نہیں کرتا ہے  
وسترخ انہوں کو انواع و اقسام کے لئے رکھا تو انہوں سے بھروسیا جاتے  
مگر ————— کی تم پسند کرو گی کہ اس کے بعدے تمہارا باب  
دوزخ کی آگ میں ڈال دیا جائے؟“

باچکے دل دوز قرقے صاحزادیوں کے ضبط کا بند قرار گئے۔  
آنکھیں اشکوں سے تر ہو گئیں۔ —————— گرینم نہیں تھا۔ اسیں تکریت  
کی تکمیلی نہیں تھی۔ —————— تو خاموش بوسا بھا بیا پس کے ہواں کا  
— وہیں، ہر آنسو پھادرتا تھا۔ ہمیں وہ رانیں در کا نہیں جن کے  
ید سے سارا باب دوزخ میں ڈال دیا جاتے۔

”اہی ہمسایہ جب العزیز“ کے نھیا سسرا حضرت عسر  
اُن المکھا پتے کے دو غلافت میں جب ایک بار قحط پڑا تو ملک کو کھولی د  
عصر پیں سب سے زیادہ بھوکا اور بریشان حال انسان خلیفہ وقت  
کے سو اکوئی دو صردا تھا۔ آپ نے اپنی خوارک مختار تھے جو اُنکی  
کی حد تک بیہقی دی جی۔ شہد گوشت اور ہر طرح کی اللہ تیر میں اپنے نہ  
علوّ حرم کر لی تھیں۔ گھو کا استعمال کی تسلیم نہ کر دیا تھا اور یہم فاقہ  
کشی اور ذہنی اضطراب کے عالم میں جب آپ ضرورتمند دل کے سامنے  
خور دلوں کا بوجہ اپنی بیٹھیر اٹھائے آبادی کے طوں وحدت پیں  
آفتان دیجیں اس درستہ تکلیف تھے تو اُنکے دیکھ کر غم سے کرانے  
لگئے تھے کہ مُحَمَّدؐ کا سُرخ دشا دا بُلگاں مل کر سیاہ ہو گیا ہے۔  
وہ دور تھا جب حضرت مُحَمَّدؐ کو کشون کے شرکی مال رہنے کے لئے

تمام خداوں سے دست کش ہو کر صرف زینتوں کے روشن پر گلدار کر رہے  
تھے۔ وہ الشکا پا کیا زینتہ شاید بھوک سے جان کی وجہتیاں اکی دنماں  
مان دیتے تھیں۔ ایک توجہ جان دیتے کی شرمنی مانافت دوسرے  
یہ جان کو اگر لکھم لمس سمجھائے والا کوئی نہ۔ انقطع کا دامن اور بھی رکھنے ہو جائیا  
بھوک پیاس سے کہیں زیادہ چوچے حضرت مُحَمَّدؐ کو ماہی ہے آپ بنائے ہوئے تھے  
وہ یہ لذت چھیر تصور تھا کہ انہیں کی خلافت کے سارے یہ قحط انسانوں کو پیسے  
ڈال رہا ہے اسے دو دکھنے ہیں خود ان کی سماں کی بھی دوسرے سے  
کمرہ گئیں یا اپنی بھاری زیادہ راہی کو وہ کما خدا نے مجھا کے تو انکیں ام الدین  
کو کیا جواب دیگئے۔ یہی وہ تصور تھا جو قفر و فنا نے کہیں زیادہ اسی کو گھلائے  
دے رہا تھا اور اسی نے ریگت ان کی چھلا دینے والی دعوبیں سڑپیں ہوئیں زین  
یہ بہتر پا اخذنا ادا نامی کا بھوک کر لے چکا ده خود فرمائی کے مالمیں زادھر سے  
اُدھر چکڑا بے تھرہی دہ کر ب تھا جس سے ان کی روح ترپ رہی تھی اہ  
ان کی جنمی صحت کا آزادن تہہ بala ہو کر وہ گیا تھا۔

آہ! اسی اضطراب و رارٹکی کے مالمیں ایک بار انہوں نے اپنے مصوص  
صاحزادے کو ترزوکی قاش سے ریکھا اور جو شعب سے کاٹپ اٹھے۔  
وہ بھوک لگئے کہ یہ ان کا مصوص طریقہ را ہے جو اس کی بھی ہیں ان کیا تھے ساختہ  
تمیر فا تکشی کے تحریرات سے گزرا ہے۔ اس وقت انھیں صرف ایک  
بات یا تکشی۔ صرف ایک بات۔ کہ وہاں المسلمين تو ملکی  
آئیں تھے ہیں اس لئے خلیفہ کے بچے کو کوئی حق نہیں کہ ترزوکی قاش و  
بہرہ اندر ہو سکے۔ وہ دوسرے وار پچھے کی طرف پڑھے اور سیدر دی کے ساتھ  
قاش کو اس کے باقاعدے چھینے ہوئے چھٹے

”تم..... تکمیل کھلتے ہو اور رسول خدا کی امت بھوکی مر رہی ہے۔“  
الغفاری تلمذ جماعت اتحادی۔ تم نے دیکھا یہ کہے لوگ تھے۔ انکے بیٹوں میں کیاں تھا  
ان کے ذہن کس طرح سوچتے تھے۔ اللہ کے افری رسول نے کیا تھا  
”قشم پر خدا نے لارزاں کی کوئی خوشیوں کاں بھی بوسکا جب تک  
وہ جیسے اپنی اولاد، اپنے مال و ملک اور اپنی جان سے بھی زیادہ محنت کر کے  
خواہ حرم کر لی تھیں۔ گھو کا استعمال کی تسلیم نہ کر دیا تھا اور یہم فاقہ  
کشی اور ذہنی اضطراب کے عالم میں جب آپ ضرورتمند دل کے سامنے  
خور دلوں کا بوجہ اپنی بیٹھیر اٹھائے آبادی کے طوں وحدت پیں  
آفتان دیجیں اس درستہ تکلیف تھے تو اُنکے دیکھ کر غم سے کرانے  
لگئے تھے کہ مُحَمَّدؐ کا سُرخ دشا دا بُلگاں مل کر سیاہ ہو گیا ہے۔  
وہ دور تھا جب حضرت مُحَمَّدؐ کو کشون کے شرکی مال رہنے کے لئے

نیکن اور میتے الجھی کی آٹیں خلا کو جلا دیا۔ اور یہ آج بھی اصرار  
کرتا ہے کہیں مسلمان ہوں:-  
کاش! وہ عواد افغان کریکے سونق کے کہ کیا ہم مسلمان ہیں؟"

غافل نہ کر سکی جس میں ناشکری اور غور سے بھری ہوئی کھوڑی لوں پر  
بیل پا جھنپتی اور حکم انصاف کی آخری ضربت لگے۔ جہاں وہ تعمیش  
زہرا ب پنکرہ جائیں گی ہو تو زین پر خدا کو یاد دلانے کے لئے پیر الہی کی تیص

## رسول اللہ کے رشادات خطیبات

سیرت طہیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری رشادات  
تعلیمات کا خلاصہ۔ احادیث کی ایمان افراد تشریفات  
بدریہ مجدد ظہاری روپے

**ملاش راہ حق** ایک طالب حق کے جواب میں مولانا  
سید طیہان ندوی، مولانا اشرف علی  
حنازوی، مولانا مناظر حسن مجیدیانی، مولانا حبیب طغیانی۔ مولانا  
ابوالاصلی مودودی اور میان ٹھنڈیں احمد کے خطوط۔  
جلدیوں نے درود پے

**اسلام کی اخلاقی تعلیمات** آج کی شمسہ اور دل کش  
زمان میں ان تعلیمات  
اسلامی کی تفصیل جن کی ہر مسلمان کو ہر وقت ضرورت ہے۔  
قیمت سوار دپہ

**دین کی یادیں** از مولانا عبد الجبیر صاحب۔  
جس میں اسلامی عبادات۔  
بنیادی عقائد۔ اخلاقی سیاست۔ حقوق اور کرالشہ فہیک کا  
ایمان افسرو زندگی میان کیا گیا ہے۔ لفیں لکھائی چھپائی  
قیمت پہنچنے درود پے

**اصول الفیہ** شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ایک قسمی  
رسائل کا سلسلہ اور دو ترجمہ۔ مع وہشی  
مفہید۔

قیمت ایک روپیہ

## صلح کا پتھرہ مکتبہ تحلی دیوبند روپیہ

## فتنه اکار حدیث کا منظر و پیش منظر

بہت مفصل، بڑی جسام اور دلچسپ ایمان المذاکرات  
جس میں متکریں حدیث کے فرمودات پر بڑی دلچسپ اور فکر انگیز  
بیکشیں ہیں۔ مکمل دو حصوں میں۔

قیمت ساٹھے چھروں پے

**سیرت عمر بن عبد العزیز** اس میں العذر سے  
کی خصل اور مستند  
سوائی۔ جس کی خلافت کا یہت سے ملت ائمہ باجوہ خلافت راشد  
سے تعبیر کیا ہے۔ مجادلہ تین روپے۔

**لطائف علمیہ** مشہورہ ماذ محمد حضرت ابن الجوزی  
کی شہرہ فنا فاق، این کتاب الازمیہ  
کا سلسلہ اور در ترجمہ۔

اس کتاب میں سیکڑوں ایسی دلچسپ حکایات شکنی ہیں  
جو مزار، فراستہ ذہانت، ماہر جوانی، ہجورت طبع، الطیزگوئی، بزرگی  
مذکور اسے بنی عالم اذوقت نظر و غیرہ کے نادر ترین پیش کرنی ہیں۔  
بید دلچسپ۔ قیمت بسند پانچ روپے۔

**گلستانہ لعنت** بڑے بڑے شاعر دل کا منتخب  
طبع پریمیسہ شامل ہیں۔ صفحات دھھانی سے زیادہ۔  
قیمت صرف ڈری چھروں پے

**کنزیہ** ایک اسلامی تاول۔ سید مبارک کی ایک سبقت  
آنہ زدستان احتہانی دلچسپ پیرا ہیں۔

قیمت ساٹھے تین روپے  
**نیا گھر** ایک بید بید دلچسپہ معاشرتی تاول۔ جو نہسا بت  
سبن آہو ہے۔ قیمت سوار دروپے۔

# چند عمدہ کتب میں

حضرت دم رکوہ اور حج کے مسائل کو حاوی ہے۔ ایک دوسرے پانچ آنے  
حضرت سوم جاہر شے۔ حضرت جہار مسالم گھٹھے میں روپے۔  
مکمل نیٹ و فایلیاں اور روپے۔

**سفیہۃ الاولیاء:** شہزادہ دار اشکوہ کی تخلیک کا بامحاب و راروہ  
و سفیہۃ الاولیاء: ترجمہ حسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلم سلم

صحابہ کرم ائمہ و محدثین انواع طبیعت اور اولیاء کرم کے بستے  
جنت حالات بیان گئے ہیں، قیمت مجلد چھ روپے۔

**نویان افروز کتاب میں:** نماز کے فضائل ۵۰ اور سچے رسول کی کوئی

کی خالیہ اور حضرت بلطفہ حضرت فاطمہ۔ اور رسول مصبول کی دعائیں  
حضرت الجبیر صدیق، حضرت خبیر عہد ان کتابوں کی مجموعی  
قیمت صاف ہے ایک آنے ہوتی ہے، لیکن ایک ساتھ ہنگامے  
والوں سے سوا چھ روپے لی جائے گی۔

**جماعت اسلامی کیخلاف لمحی کی چار کتابوں کے  
دلل جوابات**

فتاویٰ دلو بند کا جائزہ سوار جیہ رحمانی تبصرہ کا جائزہ ہے کہ  
نور توحید کا جائزہ جہا نے کشف حقیقت کا جائزہ سوار دیہ  
ان چاروں کی سمجھی قیمت پانچ میں روپے  
صحابیات، نماز، تجوہی، مجلد چھ روپے۔

**کتاب زندگی:** امام جماری کی الادب امداد کا اور دو  
کاغذی قرین مجموعہ جس کے جامع امام جماری رحمۃ اللہ علیہم  
قیمت مجلد آٹھ روپے۔

**بیان غالیت شرح دیوان غالیت:** نہایت محفلی سے  
بیان غالیت شرح دیوان غالیت: چھا پائیا ہے۔

صفیات چھ سو اڑالیس۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

حکیمہ علیہ السلام

**کتب العسلیہ:** شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ایک ذریعت عربی  
تصنیف، آردو لباس ہیں۔ قربت اہلی کے لئے عرض

و سلسلہ کی تلاش کا حکم قرآن نے دیا ہے وہ کچھ ہے ۱۹ اس کا شافی و کافی  
حوالہ بہترین لائل بیساکھ اس کتاب میں یا ایک ہے۔ شرکت  
ید بعثت کی تیج کی اور سنت کی تائید۔ قیمت مجلد ڈور روپے۔

**ابن حبیم و علم حدیث:** ابن حبیم صحاح سنی دفعہ کتاب ہے۔  
اسکے جامع ابن حبیم بڑے پیشے کی دو دین حدیث کی

گذشتے ہیں۔ ایک تفصیلی سول حکیما تھا اس کتاب میں تدوین حدیث کی  
مفصل تاریخ اور ان جو فشنایوں کی روادویں کی تیج ہو گئی ہے جو محدثین نے  
جمع حدیث کے سلسلہ میں کثیر معلومات کا خزانہ۔ مجلد آٹھ روپے۔

**تذکرہ حجۃ والفتانی:** امام زبانی حضرت مجدد الف ثانی سے شائع  
بہترین محفوظ اور سر جمال حالات کا

بیش بہا جھوڑ۔ اس کتاب کا نام پڑھنا بھی نہیں تاریخ کے ایک اہم  
ترین ایک نادا قدر بنا ہے جو بہت بڑی جھوڑی ہے۔ مجلد چار روپے۔  
**سیرہ سید احمد شہزادی:** رسول تھوڑی کم وزن ادا کیا  
جھاہر کی حضرت سید احمد شہزادی کے حالات

اور ائمہ علمی تحریک جادہ پر اس سے بہتر مفضل اور سنت کوئی کتاب  
نہیں جلد اول و دوم یعنی مجلد بارہ روپے۔ صفات تھریساں و عصوفوس  
سید احمد شہزادی کے سلسلہ کی سیزی جلد

**بیان مجاہدین:** اس میں آپھی جماعت کی تیجی حالات  
اور ان کے رفقاء کے سوچ بیان ہوتے ہیں۔ مجلد صاف ۷ روپے۔

**سیرہ گدشت مجاہدین:** ادھ آخری جلد ہے۔ مجلد بارہ روپے  
چار حصوں کی یہ سیرت مکمل اکیس روپے کی ہوتی ہے۔ مکمل نگرانے  
پر تین کی دی جائے گی۔

**اسلامی قصر:** زبانہ حاضر کی ملیونی ٹکٹھے زبان میں لمحی کی تهدید

ترین کتاب۔ حجۃۃ اول طہارت، نماز، روزہ  
اور صدقۃ نظر و خروکے جلد ضروری مسائل پیشتل ہے۔ دو روپے تا اتنے

# مہماں اسلامی دنیا دیو

جس میں ہر ماہ قرآن حکم کے بعد سپتے تیارہ ہے جس کتاب نے بخاری شریف کا ایک متفہ عالم کیا ہوا اور دوسرے اور عالم فہم تھم اور ساتھ ہی حضرت شیخ البند مولانا حبیح حسن صاحب تھی کی ایک غیر معمولی تقدیر ہے کافی

درکشہ خرچ کر کے حاصل کی گئی ہے پھر کی جائی جو قدر دنیا بین طلوم اسلامیہ کیلئے ایک بیل پر باحد کی حیثیت رکھتی ہے .....  
یہ کسے علاوہ ● حضرت تھانویؒ کی بیتی مخصوص جیساں علمی کی بصیرت افرز گفتگو، ارشادات حکیم الامت ● امام ابن جوزی بغدادیؒ اُنچھے ہاتھ پر بیس بیس ہزار یہودیوں اور میسا یوں نے اسلام قبول کیا، کی تالیف طیف کتاب بلا کوئی تحریر کے اور دوسرے طائف ملکی کے چند اقتباسات ● مولانا جامیؒ کی تالیف "شادہ النبوت" کا درود تحریر جو نیاب ہے اور جس کا ایک قلمی نسخہ لکھتا ہے کا تحریر کردہ جائے پاس موجود ہے) اور دوسرے دو چھپ اور مقدمہ علمی ادی، تاریخی اور سیاسی مضمایں جملی قصصیں اس مختصر جلد میں شیش نہیں کی جاسکتی ہر ماہ پہلے ناظرین نے جائیں گے کاغذ کی انجام آرائی کے باوجود مسالاتہ چندہ پائی دیے۔ فی پستچہ ہے:- آمد آنے (آپہ اپنے اہلین کے لئے کنوں مفت مطلب فرمائتے ہیں۔

پاکستانی حضرات "توحید" کار خاتم تھارت کتب، "درام پارچ فریبود کرامی" کا چندہ بیکار رسیدہ آمد ہیں ایکوں رسالہ حاری کر دیا جائے گا۔

# صَانِي

خون ہٹاف کرنے کی قدرتی دوا۔

۲۳ گھنٹوں میں صرف ایک خوراک

آپ کے خون کو ہٹاف اور جلد کو بے داعڑ رکھتے گی۔

**شکر دہلی - کانپور - پٹسٹہ**

# مہمساچہ مسیحیان

امیر مولا ابی العرب مکنی

ایڈٹر تبلیغی نے سرد پیچھے میں فرمایا:-

"یہ میں نہیں جانتا۔ روز رو ز جواب دیتے ہیں تاگ  
اگیا ہوں۔ اب تم ایکسا بیان مفصل جواب لکھ دو کہ لوگوں کا جو کافی  
آئندگی بدفع پوچھاتے ہیں۔  
آپ متی تو میں تخلی ہی کے صفات میں بیش کو جو کافی ہوں۔  
لذتیں کافیں دیجئے۔"

"دیکھ لیا۔ دہ اول تو پُرانا ہو جیکا بعد کے بے شمار خدا  
اس سے بے خبر ہیں۔ دوسرا دو کچھ محل تھا جنہوں نے پڑھا ہے  
وہ بھی تفصیل چاہتے ہیں۔"  
"تو آپ ہی تکلیف فرمائیں۔ میں اپنے اوصاف نے  
خود کیسے لکھ سکتا ہوں۔"

انہوں نے کفری نظریوں سے مجھے گھورا۔ نظریں بڑی  
و سچے معنی ہوتی ہیں۔ بھی ان کا مفہوم ہوتا ہے:-  
گلدھی کہیں کے کھال گروادوں کا۔  
بھی ان کا مطلب ہوتا ہے:-

"بکواس بنو رونہ تھواہ روک لی جاتے گی۔"  
باپ رے باپ۔ درساوچھے اس ہولناک گرانی کے  
زمانے میں اگر مجھ بھیے بال بچھو و اسے کی تھواہ روک لی جائے  
تو قیامت بر پا ہونے میں کتنی دیر گئے گی۔ جنی بارہ حادثہ تیش  
آیے ہے بیوی تھی کئی طن کرم سیسرے میرے کانوں میں پھلایا ہے  
اور بھوں کے چھرے اس طرح مکلا گئے ہیں کہ دروازے پر تکم خانہ  
کا یورڈ شکستہ رہ گیا ہے۔

"خیر صاحب" میں نے جلدی سے کہا "آپ کا حکم ہے  
تو چکاروں گا۔ کیا کچھ ہی تعارف ہیں تھوڑا اضافہ کر دوں۔"

غالب سے صرف ایک آدمی یعنی ان کے محبوب پوچھا تھا  
کہ غائب کون ہے؟ اور وہ سٹ پٹا گئے تھے۔ یہاں ایک دو  
نہیں سو پچاس نہیں، لیکن ڈیوبیشن سائنسیں سوال کر رہے ہیں کہ  
ملائکوں ہے؟ ایک تراوہ نعمہ دراچکا ہوں کہ:-

کوئی بتلا ذکر ہم بتلاں گیا  
لیکن ایڈٹر تبلیغی کی اس سے قابل نہیں ہوتی اور پوچھیں کیسے،

جس طرح طاغیوں اور سیاستی خصیبی و باہمیں جلتی ہیں تو ووگ بے بس  
ہو جاتے ہیں اسی طرح بھلی کے خیداروں میں یہ باہمیں لگتی ہے  
کہ ملا کی کھال اور صیری جاتے۔ یہ کھال ہی اور حیرت زانہ کو چاہوں  
طرف سے مار ماری جا رہی ہے:-

ملائکوں ہے؟

اس نے بھائی لاملاسے ہے اور کوئی ہوتا۔ آپ ہی کی طرح دو  
ہاتھ پر اور دو کان آنکھ ہیں۔ خدا کی قسم سر پر ٹینگ بھی نہیں اور  
گمراہ دم کا بھی سوراخ نہیں لگ رکا۔ نام ہر ہفتے تھیتی ہی ہے۔  
عمر سے کسی کو کیا دلچسپی کردار ادا نہیں کرتا۔ آپ  
کاناں بھی بے کار ہی ہے کہ کوئی مقدمہ نہیں چل رہا۔ ناک نقشے کا  
بھی کوئی موقع نہیں کر سکھی جہارت درشی جس کے مقابلے نہیں  
ہوتے اور صیبے بھی مردوں کے ناک نقشے کی گزیر منف مقابل  
ہی کو ہر سکتی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اقل تواج کل کی ترقی پسند  
لڑکوں کی جیسے بے یقین پرچے کی خیدار نہیں ہو سکتیں اور الگ  
بدستی سے دس میں بیوی گئی ہوں تو اس کے خشک چیزوں میں  
نے ان میں یہس ہی باقی نہیں چھوڑی ہو گئی کہ مردوں کے چہرے  
تھہرے کی بات سوچیں۔

پھر آخر لوگ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

"اگر جناب قرأت تو ان کے مکاری کیزیرے۔ ملائی قاری امی میں  
پردا دادھے۔ لحن مکال کا ہے۔ آخرت کا خیال ترہتا تو کسی بھی فلم  
پیشی میں بھرتی ہو جاتے۔ آواز اتنی بخاری ہے کہ لاڈا سپیکر کا  
خیج بھی نجح جائے گا۔ تقوے کا تو یہ حال ہے کسی بھی حال میں  
ہوں دل جاری رہتا ہے۔"

.....

مگر فصل تو اپ سمجھدی گئے ہوں گے۔ اب آپ تائیئے  
ہزاروں شناقان تعارف کو پایا تریخ زمینا دھکاؤں تو کس زادتی  
سے۔ خوبیاں مجھ میں بے شمار ہیں، لیکن خامیاں بھی اتنی ہیں کہ خوبیاں  
ھٹادی جائیں تو صفر بچاتے ہے۔ حساب بہت کچا ہے اسلئے ہو سکتا  
ہے کہ صفر بھی نریج۔ بہر حال آپ بھی کے چھڑکش ٹکڑے حاضر  
خدمت ہیں۔ تو نہیں ملے تو ٹھنڈے دل سے پڑھیجتے۔ تو فتن ہو  
تو صبر بھی کچھ رہا۔

کا پنور کے نواحی میں راہ پور ایک گاؤں ہے، وہاں  
پیدا ہوا ہوں۔ اسی لئے تحریر میں وہ مقامیت غالب ہے۔ جھر  
بھی وہاں ہی ہے۔ آپ دیکھ لیں تو بھی ہیں مانیں ملے تو  
سمجھی سے بیگانے تک کام صفت ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ملکے  
پر چھاپے کی سیاہی سے تو کچھ چھپا ہوا ہیں، مگر مشیت جامسوی  
نادلوں والی بندگ روشنائی سے چھپے پر ایسے آئا رضور  
چھاپ دیتے ہیں کہ الگ اپ جب ترسے۔ ہوں اور طباہی ایش  
پر نظر آجائے تو آپ کو ٹھیں پوچھتے گا کہ اس کی حیب کا کیوں  
اگلے سیشن سے آگے نہیں جانا پڑے گا، مگر حب آپ تجربہ  
کریں گے تو چیز ایشیوں تک پہنچوں۔ بیکاری تو ٹھیں اور  
آخری ایشیں پر جب لا اُتر کے تو وہ گیارہ ہو جائیگا۔ گھنیپ  
ٹھانے کے لئے نہیں کی ایک بولی چڑھا کر آپ کو دکاندار سے  
معذرت کرنی پڑے گی کہ اسے اجیب سے ٹوٹا غائب ہو گیا۔  
آپ پر تقدیر ہے کہ وہ دکاندار شریف ہو اور آپ کا شخص جھداڑا  
لے کر چھوڑ دے پاھر دچار ایسے نظرے کے کہ آپ کو سارا سحرہ  
نسب پا دلا دے۔ بظاہر موست دیوبندی میں واقع ہو گی لیکن  
گھری نظر والے کہتے ہیں کہ بھی میں ہوئے گا۔ ہو ایوں کا ایک  
رات میں نے خواب دیکھا ہیسے والی ہو رہی ہے اور مجھے حال

"جو چاہے کرو۔ گریہ یاد رکھنا کہ الگ چھر بھی لوگوں نے  
بھجھے پریشان کرنا زچھوڑا تو تمہاری ٹھوڑی کا ایک ایک بال  
نوچ لیا جائے گا۔"

قہر درویش سجان درویش۔ یہ کہا وہ بہیشہ بلاتے جان  
ثابت ہوتی ہے۔ اس میں عجیب یہ ہے کہ قاہر اور ٹھوڑوں لوگوں میں  
سے چاہے کوئی بھی درویش نہ ہو، لیکن غبود اُغتراف درویشی  
کوکے چھوڑتی ہے۔

خیر تعمیل حکم میں آپ بھی پیش خدمت ہے۔ پڑھکر دن آتے  
یا بھسی دنوں پر لخت بھجتا ہوں۔ چون آتے تو اپنے خود پر آہا اٹھ  
آنسو رہیے۔ تاریخ بدلا جیس کرتی ہے احوالات سب دبیں جو میں  
سلفہ میں پیش کر لے گا ہوں۔ کچھ لطفی تبدیلیاں اور ہدف دعا صاف  
تجوہ کے عظیلی خاطر کئے دیتا ہوں۔

پہلے بھی یہ حیرت ہو چکی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے کہ  
تعارف پیش کردیں تو کس زادتی نظرے۔ آپ جلتے ہی ہیں کہ  
تعارف کی نوعیت کا مدار اس بات پر ہے کہ جن سے تعارف  
کرایا جا رہا ہے وہ کون ہیں اور کوئی تعارف حال کرنا چاہتے  
ہیں۔ مثلاً آپ اپنے بھائی صاحب کا تعارف کسی لیسے بزرگ  
سے کرائیں جن کی دھری نیک اختیار سے شاخی جوڑتی مقصود ہو تو کہیں کے  
ماشاء اللہ تعالیٰ کا بڑا ہو نہار اور سعادت من ہے۔

حالانکہ چاہے وہ نہایت بھل اور بد تعریف ہو۔ "انٹھیں پاس ہے۔"  
حالانکہ چاہے وہ کسی بھی کلاس کو دو سال سے کم میں عبور نہ کر سکا ہو  
اور انٹھیں میں سے میرے سال بس ایک نمبر سے باس ہوا ہو۔ "صحبت  
ہے۔" حالانکہ چاہے وہ کسی سے لے کر یا خولیا تک نہیں گلے ہو۔

یا خلارجب کسی صوفی صاحب کا اپیشل ایجنت آکی جیب  
بخاری دیکھے گا اوسوی صاحب کا تعارف ان لطفوں میں گریجا کا۔

"شاہ صاحب کی بات کیا رہ جھتے۔ خرو و شار بہشہ بعف داد  
شریفہ میں پڑھتے ہیں۔ باجھ ہولو پکرے۔ بیکار ہو تو رکار حاضر  
زوجھیں خلیفہ ہیں۔ چھ سال سے مر اقب نہیں تو ماہیے۔"  
یا اسلا اپ جامع سجدی المامت کی فکر میں ہیں تو جن جمل  
حافظ صاحب کو اپ نے دس روپے پیشی دیتے ہیں وہ متولی صاحب  
سے آپ کا تعارف اس طرح کرائیں گے۔

چاہئے۔ اس خواب میں لفظی صفت ہے۔ شریا سے آگئے نہ جانا یعنی  
... سمجھ کئے تا؟ وہ ذوقی انداز میں سُکرتے۔ میں پہلے تو حکرا یا،  
پھر خوشی سے اچھل پڑا۔

”یعنی سچ سچ کی شریا؟“

”یقیناً۔ غور کرو تو عبیر خود ہی پالو گے۔“

”پالی“ میں چیکا ”خواب کی قوائی فلکی گانے کی صفاتے  
باڑکشت ہے اور شریا سے مراد یہ آسمان پہنچنے والا نسل ماستارہ  
نہیں بلکہ اپنا سچ سچ کا ستارہ۔ سمجھا والی شریا ہے۔ شریا ہے۔ شریا دی  
گریٹ۔ فلکی دنیا کی جان۔ سمجھی کی بہار۔۔۔“

یبیر اگر ٹھیک ہو جیسا کہ صاف ظاہر ہے تو کسی نہ کسی دن  
سمجھا جانا ہی پڑے گا اور وہاں سے کون تو نہ ہے جو میں لوٹوں گا۔  
شریا سے الگ لفڑت نہ ہی تو اور استاروں کیا کہم ہیں۔ فی اشار  
ایک ہمینہ محی عشق کیا تو بغیر ہم زے سے کٹ جائے گی۔

علیٰ مرن تو بعد کی بات ہے۔ فی الحال تعارف ہو جائے۔  
خود کو ”محی“ میں نے اس لئے لکھا شروع کیا کہ اپنے دلیں ہیں جب  
اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ لپیٹ آپ کو جہاں کا چاہیں لکھ دیجئے۔  
تو کیوں نہ اس احیازت سے فائدہ اٹھا کر دنیا کے سب سے کرم و عظم  
مقام کو اپنا وطن قرار دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ فاتیان طور پر کچھ لوگ  
اسی شرف کے باعث متی آرڈر وغیرہ ارسال کر دیں۔

مجھے اعتراف ہے کہ اس مدال میں مجھے سے کاروباری عملی  
ہوتی۔ بجائے میں کے الگز اجیری یا کلیری وغیرہ لکھتا تو غالباً  
میں آرڈر ضرور آتے۔ کوئی نامعلوم ہوا کر کہ کواب کوئی نہیں بوجھتا۔  
خیر جو پہننا تھا ہو گیا۔ اب اہل نما کا تعارف یا تی ہے۔

اس کا معاملہ یوں ہے کہ ماں باپ نے تو میرا نام اتنی الرحمن  
رکھا تھا۔ بڑا ہو تو ایک جگہ دو قوی رہبروں میں مناظرہ ہوتے  
دیکھا۔ ایک رہبر صاحب فرائی ہے تھے کہ ہم ہندوستانی پہلے  
ہیں اور مسلمان بعد میں۔ دوسرا رہبر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم  
نہیں۔ ہم پہلے مسلمان ہیں بعد میں ہندوستانی۔ درستگ بخت  
ہوتی رہی۔ آخر کار یہ طے پایا کہ کسی تیر کے حص سے پوچھا جائے  
شامت یہ ری آئی کو قریب کھڑا تھا اور دونوں صاحبوں کو معلوم  
نکال کے دارالعلوم دیوبن سے تازہ تازہ فائز ہواؤں گی بات

حال آرہا ہے۔ اسی عالم میں یہ دن بلکہ ہو اور یہ عاجز اُو سچے  
مقامات کی طرف اُڑنا نظر ورع ہوا۔ فوراً ہی کہیں سے آواز آئی  
خبردار اُخربیا سے آگئے نہ جانا۔ آگے سلطان الادلیاء شاہ  
ذلتی کا راجح ہے۔

یہ خواب حضرت نقیب الدلیل ارشادی کی بارگاہ میں  
عرض کیا تو خوش ہر سکے فرمایا۔

”جاتیرا نصیب جاگ رٹھا۔ خواجه اجیری کے نام کی  
دیگ چڑھا۔ جنت تیرے نام لکھی گئی!“

سیرے فرشتے کوچ کر گئے۔ جنت تو صدوں بعد ملے گی  
فی الوقت حبیب میں صرف چھو آئے تھے اور تھواہ کا بھی بارہ  
دن انتظار کرنا تھا۔ عرض کیا۔

”دیگ سے تو معاذر ہوں۔ جنت میں بیٹے شک کوئی  
مضائقت نہیں ہے۔“

”بِصَبِّ ا“ دہ گریجے ”ہم سے سرکشی کیسے گھاؤ جہنم سے  
چودھویں طبق میں جاتے گا۔ دیگ کی مقدرت نہیں تو خواجه کے  
نام کا نزد اثر ہی دے۔“

بات بجا تھی مگر اس کو کیا کیجئے کہ جھانے کا بھی حساب  
بیوی ہی کو دنیا تھا اور بیوی دہا بی ہو تو شوہر کو کہنہ کے پندرہ ہی  
طبق میں پہنچا سکتی ہے۔

”چلے جائیں گے۔“ بے کسی سے عرض کیا ”جنت یا ہنس۔  
کہیں تو جانا ہی ہے۔ دیلے بھی جنت ہم جیسوں کو شاید ہی موقن  
تھے کہ دنیا کے چشم نے جلنے تپنے کا خواہ بنا دیا ہے۔“

وہ بارہ سے۔

”نکالو اس کا فردابی کو!“  
آپ کہیں گے کہ بھی کے قصہ میں یہ الباکھاں سے  
اطلبی۔ صبر تھیجت۔ حدید سوائخ نگاری کی ٹکنیک بھی ہے شہوت  
چاہئے تو سوائخ قاسمی“ مطالعہ فرمائی۔

ایک اور یہ رہاں کی خدمت میں حاضری دوی تو انہوں  
نے دسری تعبیر تھا جو دل کو بھی لگی اور تھیجیں بھی تھی۔ وہ  
کہنے لگے۔

”تم جیسے شیطانوں کو جنت کا تخيال بھی دل نکال دینا

میرناک لفڑی کچھ زیادہ تھا انہیں۔ مگر صحت کی خرابی نے نو صبوہ چھین لیا ہے۔ ملکیوں کا کہنا ہے کہ سبقت بیماری قوم کا غم کھانے کے نتیجے میں ہے اور ڈاکٹر کہتے ہیں کہ یہ کچھ روحانی جرم کا شاذ ہے جن کے انجیشن ابھی تک ایجاد نہ ہو سکے۔

دارالحی چھپوئی اسی سے جس کے نتیجے میں بہت سے بزرگ چھوٹے خفار ہوتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کیکشٹ سکم دارالحی کھانا مخصوص کے لئے دارالحی رکھنے والے نہیں کے لئے نہیں۔ پھر کہتا ہوں کہ حضرت کیا دارالحی کو صیغہ ضعیف کیکشٹ کی جائے جب تک لٹی ہی نہیں پا ہو صون عی جو کافی جائے؟۔ کہتے ہیں کہ یہ ہم نہیں جانتے کچھ کیکشٹ ہوئی چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ قباد میری عمر کو ابھی تیز سکم ہے۔ لیکن جبکہ کہیں شادی کا پیغام ایجمنا ہوں گما جاتا ہے کہ اسی بیوہ سے کرو۔ یہ چھوٹی دارالحی کا کوشش ہے تو یہ کیکشٹ ہوئے پر تو غالباً کہا جاتے ہاں کسی مرد سے کرو۔ آخر اُپ بتائیے کہ شادی بھی تو سنت رسول ہے۔ وہ سنت کیا جو سنت میں سماں ہو گئی۔ جواب ملتا ہے لمحہ کہیں کا!

میری ایک بھی چیز کی ماں مرن گئی۔ میری ماں کو وہ اتنی کہتی ہے اور مجھے باب نہیں بلکہ اتنی کہہ کر بتاتی ہے۔ یہ مزید ثبوت ہے اس بات کا کہ میری راگوں میں عربی خون زیادہ ہے اور میری بھی بیٹی بنت العرب کہلاتی جا سکتی ہے۔

میرے باب بھی انجینئر ہو اکتھے۔ اب صرف پیر ہیں۔ جیسا ہے اور خاکسار پیرزادہ! اپنے شک میں پڑھتے۔ آپ کی طرح میں خود بھی اس معاملہ میں مشکوک ہی ہوں۔ کبھی بھی یہ شک اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ میں دنیوں سے اپنی انگلی کاٹ کر دیکھتا ہوں گہیں خواب میں تو نہیں ہوں۔ بار بار کاٹ کریں نے اپنی انگلی رٹھی کر لی ہے۔ مگر پھر بھی شک نہیں ہوتا۔ اور ختم کسی ہو۔ دور حاضر کے پیر کی سب سے پہلی تعریف تو یہی حقیقی ہے کہ اس کے یہاں سوئے کی دس پانچ ایشیں ہنر وہ ہوں اور دستخوان پر تین چار بزرگوں کی نیاز کے پلاؤ اور شیرینی کی قائمی لا لازمی ہوں۔

یہاں والد صاحب قبلہ کے پاس مونے کی ایڈیس تو کیا کاغذ کے درست بھی نہیں ہیں۔ دس پندرہ سال کی بیری میں انگریز

کہوں گا بیس، ایک صاحب نے تو گریبان پکڑ کے قہرناک اواز میں کہا کہ بتا تو پہلے مسلمان ہے کہ میں وستان۔ دوسرے صاحب نے تجھٹ پچھے سے دامن کھینچا اور وہ سے کہ بتا تو پہلے ہندوستانی ہے کہ مسلمان؟

دو لیوں بزرگوں کی ہولناک غراہشت اور خوش آشام تیوروں نے میری طبیعت صاف کر دی۔ پانچ سال بعد ایسا خادش پیش آتا تو فردوسی خود اخنی کی طبیعت صاف کر دیتا، لیکن یہ اُس زمانے کی بات یہے جب منہ سے دودھ کی پوآتی تھی۔ ہاتھ چھوڑتا تو اپنی بھرہم ٹھی کرائی پڑتی۔

تاجم حکرہٹی اُس وقت بھی خجنہیں تھیں۔ چاہے کاپنی ہی اواز میں کہا ہو، مگر کہ دزور دیا۔

”نہ پہلے ہندوستانی ہوں۔ بعد میں۔“ جھن مسلمان ہی مسلمان ہو۔“ دو لیوں نے آگے پچھے سے اس طرح گھورا جیسے کچا جس باتیں گے۔ بولے۔ ”کس طرح؟“

میں نے کہا اس طرح کہ میرناک ابن العرب ہے۔ اور عرب ہندوستانیں نہیں!

دو لیوں نے ایک دسرے کی طرف تیر کی دیکھا۔ ایک منٹ بعد مجھے تو دو لیوں نے چھوڑ دیا اور آسٹینیں چڑھا کر یہ بحث شروع کی کہ عرب ہندوستانیں ہیں ہے یا نہیں۔

اس بحث کا انجام کچھ بھی ہوا ہو۔ میں تو دم دبارکا جھا اور اس دن سے یہاں مجھے بے حد محظوظ ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ اگر میری خلاصی نہ ہوتی تو خود دیہ دو لیوں مناظر میں میری بھری ہے۔

رہ گیا۔ ”لٹا۔“ تو یہ غیب و غریب لفظ بہت ہی کوچ سمجھو کے ہیں نے اپنایا ہے۔ لیکن جانتے کہ یہ جادو کا ناظم ہے۔ کہیں ایک بھکا کام دیتا ہے۔ کہیں گھر پر سکین کی طرح قابلِ رجم۔ کہیں تیر لشتر کی طرح دل میں اتر جانے والا۔ کہیں گند پھری۔ کہیں جگریں ٹوٹ جانے والا۔ کہیں ہل گھاری کا پہتی۔ ایک کیوں رٹ کے لئے ”لٹا“ گوچے کا کام دیتا ہے۔ ایک چہا سماں کے لئے کڑا و اہل تاس ہے۔ ایک قوال کے لئے ٹوٹا ہو ابلدہ ہے اور خود سیرے۔ لئے خیرہم دار یہ جاہر دال۔

ہے اور سائکل چلتی نہیں! ہم نہ کہا۔ نیک بخت داڑھی بریگ تو نہیں ہے۔ اور یہ کہہ کر ہم نے ٹوٹے ہوتے بریگ دھاکر اسے سمجھا یا کاشٹ داڑھی کی نہیں بریگ کی ہے۔

ایک تربیتی کی چوپانی پر سرج بلکے جادہ ہے۔ سر اس لئے جھنکا تھا کہ شامِ غریبان عورتوں کے لفڑوں سے آنکھیں خرچہ ہو گئی تھیں اور گذن کی رُگ ٹھرھی ٹھرھی تھی۔ جسم پر وضحداری کے لئے اچکن تھی۔ مگر اسے کچھی کے بیٹن مع ٹھکنے ہوتے ہے۔ یکایک ہم نے جھنکا سامسونگ کیا اور جو کہکٹ گروں اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بھاری اچکن کا بغولی ٹھکنے کہہ دنستانی یہم صاحبہ کے ساتے کی لیس میں انجھس کر اچکن کو منع دا من ٹھیٹھے لئے جا رہا ہے۔ کہنے کو تو ہم اس وقت آپ سے جو چاہیں کہدیں مگر ایمانداری کی بات یہ ہے کہ کافی خوف و نرامت کے ہمیں سنتے آگئی نظریوں ایسا ہوا۔ وہ اٹھی زیادہ تر غریب ہیں اور مرید نہیں ہیں، مرید کو نکھیر پریز اسے دلوں دیدار سے محروم ہیں۔ اندھیسہ مگری اسی کا نام ہے کہ اس روشنی کے نلمے نہیں جب کوئی پیر اپنی مرید نہیں کو پرستے کی اجازت نہیں دے سکتا ہے اسے والد صاحب پر درست کا حکم دیتے ہیں اور عجارت کے سلسلہ میں یہ قیامت ہے کہ آج کل کے اکثر پروں کو تو اندھیاں نے نماز روزہ نسب معاف کیے ہیں اتنا کام سونپدا ہے کہ قوالي سنو، تعبیریں بتاؤ، دھاکر اور ترجمہ کر زیادہ سمجھا بلکہ ایک اور جیز بھی تھی، جسے سمجھ کے قافیں جیتھم کہ سنتے ہیں۔

ہم پڑشاہی کو اس طرح چھڑاؤں۔ بات یہ ہے سانیا، بھی کیا تھا۔ عورت کے چھرم اور ناختم ہوتے کی ملاتیت دلاغ میں تازہ تھی۔ بھریاں شانگوں سے مصل پٹا ہو گک چھڑا کچھ مذاق تو ز تھا۔ کمپا کے پولا۔

”جھے سے بھول ہوئی۔۔۔ معاف کیجئے ہم۔۔۔ آئی ایک سوری۔۔۔

میر انشاء یہ تھا کہ جب تک میں بات کروں وہ چھڑ گک چھڑا ہے۔ مگر توہہ۔ ایک شتر کہ سبھی کے بعد پھر ارشاد ہوا۔

محبی دولت کا ہمارا غلام ہے تو فرما معلوم ہو اک جو کے سلے جوڑی گئی ہے۔ ہم اس فکر میں کم موقع ہے تو دو چار نوٹ سر کا کہ دہانی رُج کور دانگی ہو گئی اللہ اللہ خیر سلا۔

کسترخوان پر جھنڈی گوشت اور الودال وغیرہ خشک چاتی سے جتنی چاہیے کھائیے، مگر لاؤ کو جھی چاہے تو ان ادھی مع الصابرین پڑھ کر ماہانہ بھجت پر نظر دوڑائیے اور اپنی جعلی سے اگلی خواہ کا پچھہ دیجئے تب پلاو لے گی۔ اور اگر مرع پلاو کی اشتما بھڑکی ہے تو اس کے سوا چارہ نہیں کہ ملاڑھے میں آئے کی گولی باندھ کر محلہ در محلہ مرتعی پکڑتے پھریں اور بخیر و حافظت تھی جو چڑھ جاتے تو یہی سے بڑی مخصوصیت کے ساتھ فراہم کر آج تھلی کے میں خریداروں میں بیٹھے ہیں جس کی خوشی میں اپنے پرستھ تھلی نے پائی رخصی پہ مٹھائی کھانے کو دیتے تھے جس کا سفر خرید لایا۔

والد صاحب کے ہزار ہمارید اور مرید نہیں ہیں، مرید زیادہ تر غریب ہیں اور مرید نہیں خدا ہی بہتر ہاتا ہے جسی ہیتی کو نکھیر پریز اسے دلوں دیدار سے محروم ہیں۔ اندھیسہ مگری اسی کا نام ہے کہ اس روشنی کے نلمے نہیں جب کوئی پیر اپنی مرید نہیں کو پرستے کی اجازت نہیں دے سکتا ہے اسے والد صاحب پر درست کا حکم دیتے ہیں اور عجارت کے سلسلہ میں یہ قیامت ہے کہ آج کل کے اکثر پروں کو تو اندھیاں نے نماز روزہ نسب معاف کیے ہیں اتنا کام سونپدا ہے کہ قوالي سنو، تعبیریں بتاؤ، دھاکر اور ترجمہ کر زیادہ سمجھا بلکہ ایک اور جیز بھی تھی، ویسے بھی رعایت کرنی چاہئے۔ ھوڑ کر فرمایا کہ ناکھا راللہ تھی می تو خیر ہے ہماری پیریز اور جیز کا ہمکا سا خاک۔ اب ذرا دو ایک واقعات نہیں بھی بطور تعارف سنتے چلتے۔ ایک دفعہ سائکل پر جا رہے تھے کہ ایک عورت سے ملکر ہو گئی۔ عورت نے کھسیاں ہو کر کہا کہ شرم نہیں آئی نہیں اڑھی

سالی بیسے نانے کے چھوپی زاد بھائی کی نواسی سے بسا ہی بھی چاہے  
اس صاف سے رشتے کی جیدگی میرے فرشتوں نکتے بھی بھی بھی  
مگر رشتہ تو رشتہ ہی ہے۔ نزاکت ملی کاوند تین سو چالیس پونڈ  
خدا لبائی چڑائی نہیں تسلکنا۔ یوں نکل چکر کو ہو جانے کے باعث  
میں یہ بھی ہی نہ سکا تھا لبائی کس طرف ہے اور چڑائی کیس طرف  
چہرہ سیاہ تھا اور گروں ایسی کھلی بوتا تھا اللہ میاں ہاتھی کا پیر  
بناتے بناتے گروں بناتے ہیں۔ دو بیویاں مر جکی خیں اب تیری  
کر رہے تھے۔ وہ جو بھی اور آٹھویں بھی کر سکتے تھے۔ کونکا ان کے  
پاس کو ٹھیکان بھی نہیں کاریں بھی اور بینک بلنس بھی۔ اس تیری کو  
میں نہ دیکھا ہے۔ ایک اتنی دلی پستی لڑکی کہ اس کی گز کا سراخ  
لگانے کے لئے کئی شاعر خود میں لئے گھوستے تھے۔ معمولابے پر وہ  
بھی تھی بلیکن شادی کے دونوں میں گوش نہیں ہو گئی۔ نام تھا رسم باون۔  
یا زبرہ زندہ جھولنا۔ ”نزاکت ملی ہوئے۔ پہلے بھی کئی بار وہ  
سہرے کی فرائش کر چکے تھے۔ اتنے میں ان کے والد حمایت ملی اور  
”جھوکولا“ انہوں نے کہا۔ ”سہر الیسا ہوکر ذوق اور غالیت ہی  
چکر اجائیں۔ تمہاری شاعری کی بہت تعریف سنتا ہوں۔“

توں کا وہ اسی سے گلے ہی میں اٹھا کر گیا۔ در جملہ سہرے  
کے نام ہی سے مجھے ہمہرہ ابھائی آتی ہے۔ ذوق و فنالے کے زمانے  
میں کم سے کم سہرہ ابندھا تو جانا چاہا۔ اب تو آفت یہ ہے کہ سہرے  
کے نام کی دل لڑیاں بھی دلھا کے چہرے پر نہیں ہوتیں اور یار لوگ  
چاہتے ہیں کہ سود و سورہ روں کا شاندار سہرہ پڑھوایا جائے۔  
خیر جو شاعر خانی عشقتوں سے پیٹ پیٹ کے رونے کی مشق رکھتے  
ہیں ان کے توبے سہرے کا سہرہ لکھنا بھی مجھے سکھنے نہیں ہے۔  
بلیکن جو جیسا بے ضبط اور منہج پھٹ کر دی کر لکھے گا جو چاہی کے  
تختے پر بھی دل کو زبان پیر لائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ عرض کیا۔

”لے چکا اجھو میں الگ سہرہ لکھنے کی صلاحیت ہوتی تو وہ کس  
والوں کا دعوت نامہ کیوں رد کر دیتا۔“

”کیا دعوت نامہ؟ انہوں نے تیوری پر مل ڈال کر کہا۔

”ابھی دہل عظیم عاجی کا نفرنس ہوئی تھی جس کا موضوع  
تھا۔ کون سب سے بہتر جھوٹ بولتا ہے“ مجھے بھی بلا یا تھا۔۔۔“  
”میں تمہاری کھال ٹھیک ہوں گا“ وہ پہنچتے پہنچتے ہوئے۔

”ولیم کیا گزر بڑا کپڑا ہے۔“ ”بڑا اور ناماں سے جلدی کرو۔“  
”جی میں چھپڑاؤں۔“ آپ تخلیف کیجئے۔  
اس نے اس طرح ہمیں گھوڑا جیسے جیرت نہ دہ پوچھی ہو۔  
”تمہاں رہتا ہے کیا کرتا ہے؟“  
”میں نے عرض کیا۔“ سارا شجرہ نسب بتا دوں گا۔ مگر تو  
پہلے چھپڑا ہے۔

لیکن صاحب یہ دیسی بھی صاحب تو ولائی میموں سے زیادہ  
اُردو ناشناس تھیں جیسے کچھ کھا بھی نہیں۔ بولیں یہ دلاری  
کیوں لٹکاتا۔ یہ ڈیل اکپڑا کیوں پہنتا۔۔۔ یہ۔۔۔“  
اس کے سوالات کی برابر تیز تر ہوتے دیکھ کر میں نے اُنکن  
کے دامن کو زور کا جھپٹ کا دیا اور اچانک سیم صاحب کے کوئی سیٹی نہ  
چیخ نہیں۔ جس کی وجہ اس کے سوا پچھرے نہ تھی کہ ٹکڑے عربیاں زانو سے  
رگڑ کھا گیا تھا اور ایسی قوڑی سی پھٹ جانے پر بھی ہمکار نہیں  
نکلا تھا۔ وہ صحیح۔

”مشت اب جنگلی میں۔۔۔ ٹیرو!“  
گریم نہیں چھرا بلکہ ایک اور زور دار جھپٹ کا دیکھ رہا جاوہ جا  
۔۔۔ جنگلی تو خیر جو پانی پر کارے دار دھما۔ پر لپکا زور سے اور بیت  
دُور تک اپنے پچھے نہیں کی اواریں سنتا رہا۔۔۔

بھتی کی دوس ماہی زندگی میں بڑے ہی دلچسپ و احتیاط  
پیش آئے ہیں۔ بھی آٹا تین سیر کا ہوا تو یہ سب کچھ لکھ سکو گا۔  
ویسے ایک کتاب ”فلی الف لیلی عرف سیر پرستان“ اور ایک  
کتاب ”مقامات الاولیاء عرف داستانِ عجمیہ“ تاریخی ہے  
اگر تھی کے صرف ایک ہزار خردیاں بھی تھیں کھا کر اپنے طریقی  
کو لکھیں کہ پہلی فرصت میں ان دونوں کو خریداں یہ سچے قوامید  
ہے وہ انھیں چھاپ دیں گے۔ بعد میں الگ رنگ بھی خردیں تو  
غدر کیا جا سکتا ہے کہ ہمیں فرصلت نصیب ہی نہیں ہوئی۔ یا  
غدر کیا جا سکتا ہے کہ اُنہیں معلوم ہو تو گوں ہو کے میٹھا جا سکتا ہو  
اپنے طریقی کیا اور اسی طریقی کیا اسکے میٹھا جا سکتا ہو  
کیا اسکے میٹھا جا سکتا ہو۔

لیلی وقت ایک اور قصہ یاد آیا۔ ایک سوت نزاکت علی  
کی شادی تھی۔ دوست تو تکلفا ہی کہہ رہا ہوں۔ یہ ایک  
قریبی رشتہ دار تھے۔ ان کی دادی کے خالہ زاد بھائی تھے کی

ظاہر ہے اس قریبی سنتے کی رو سے جس کامیں نے الجھی ذکر کیا اُنہیں  
ڈانٹ ڈپٹ کا حق تھا۔

”دیکھئے چمچا جان!“ میں نسبے بھی سے کہا ”سہرا عرف وہ  
لکھوستا ہے جس کی گھویری میں پر لگے ہوں۔ آپ جانتے ہی ہیں  
جس کا بھیجا ہوا میں جتنا اونچا اڑے کا اتنا ہی عمدہ ہے اللہ سے لکھا۔“

”بُوہتِ سیرے نزدیک کا سہرا عقیلی لکھوگے۔“

ان کا اچھا اتنا فصل کن تھا کہ کچھ بھنگی کی جگائش ہی ختم ہو گئی۔  
جی ہیں آئی کرخداشی کب کے کہدوں کے چھینچا تو کام آیا کسی اور کو ملا۔  
لیکن وہ حکمی میں آئے والے کب تھے۔ پھر بھی دنی زبان سے گہری بیا  
”میں خود کشی کر لیوں گا۔“

”ضرور رکرو۔“ وہ حکٹ سے بولے تھے... ”لیکن ہمارا پڑھنے  
کے بعد۔ اگر پہلے کی تو امار کے ہوش بگاڑوں گا۔“

ایک ناٹ اور تھی۔ چھپی صاحبہ نے ایک درجن نام لکھوئے  
مجھے کہ اُنہیں ضرور ہے میں داخل کر دینا۔ پھر ہونے والی دلیں  
کی بہن تشریف لائیں کہ مرانا م اور سیرے دینے ہوئے ہنوفوں کی  
نہرست بھی ضرور نظم ہو۔ یہ اپنی بہن کی طرح ریث خطمی نہیں تھیں،  
بلکہ ”تکڑی“ کی حد تک تو انہیں۔

”چلو میں تھا راسار انک نقش بھی نظم کر دوں گا۔“ میں نے  
چھلک کے کہا۔ مگر یہ تو بتاؤ۔ رسم باؤ کی جعلے قم خود کیوں ہیں نہ کلکتے  
سے شادی کر لیتیں۔ کچھ تو جوڑتے گا۔“

”غراق چھوڑتے یہ۔ مجھے دو دھا بھانی ہی کی جیشیت سے  
نرمادہ پسندیں۔“

”ادمیں ۹۔۔۔ یعنی میں کس جیشیت سے پسند ہوں۔“

”جی....“ وہ چونکے گئی۔

”یہی کلمگریں اپنا بھی سہرا ساخت لکھوں تو...۔۔۔ تھیں  
اعتراف تو نہ ہو گا؟“

وہ پہلے حسران ہوتی پھر چھپی پھر ہنوفوں کی فہرست بتائی۔ غیر  
بھالی جلی گئی۔ خس کم جہاں پا۔

انہا کاروہ وقت آہی گیا جب مجھے اپنے شاندار سہرے  
اور سریعی آواز سے مجھ کو تظری پادیتا تھا۔ ف۔ اسے افضل سے سہما  
نہایت اچھا ہو گیا تھا۔ ذوق اور فالب کے ہر مبالغے کو دس سے

ضرب دے کر وہ وہ گوئے نکالے تھے کہ اگر مجھ سخن نہیں کاہتا  
تو کچھ شن ہو جاتے۔ لیکن اذل تو مجھ بیدڑا اس دوسرا میسری  
افتاد طبع پر خدا کی ماں۔ ظاہر ہے کہ کچھ نہ کھی ہفائی بھی سہرے میں  
آہی گئے۔ اگرچہ نہایت شاستہ تھے۔ مثلاً دو طھاد ہیں کے جسمانی  
تناسب کو میرے لکھری اور پہاڑ کی نادر تسلیں سے ظاہر کیا تھا۔  
دو طھاد کے سہرے کی رنگت پر کوئی طور کے مقتضیں سہرے کی شبیہ  
ہوزوں کی تھی۔ گدن کی ضبوطی کا صفت کچھ اس طرح میں مضمون کی  
دھکلایا تھا اگر ایک ہزار دشمنوں کو لکھا کے چھاپنی اور یہ وحشی  
ہے فولاد کا ستون جنہیں کر جلتے اور چھائی اُنے بڑھ پڑیں  
کو ایک ایسا قائم فٹ بال ثابت کیا تھا جس میں کبھی پھونک بھرنے  
کی ضرورت نہیں ہو گی۔

لیکن سچی شاعری کے بھائی تھے۔ چھامیاں پہلے توضیب کرتے  
ہے پھر آپے سے باہر ہو گئے۔ وہ تو میری بالغ نظری کام آئی  
کہ پہنچنے سے بہلے ہی صحیح کے تیور پیچاں کر جھلانگ لگادی اور  
کب مٹ بھاگ پڑا۔ دُور تک چھامیاں کی دہاڑیں رستنی  
دیتی رہیں۔

لیکن یہ سمجھتے کہ اس دن کے بعد سے حیرے اور ان کے  
تعلقات میقطع ہو گئے۔ تو بیکیتے۔ انقطاب و تصرف میں دن رہا  
اور پھر وہی میں تھا وہی چھامیاں اور وہی نزدیک ایک ایک  
دھپ اگرچہ چھامیاں نے رسید کیا تھا مگر وہ بھی میری بھائی  
نزدیک ہی کے پڑا تھا، کیونکہ میں کئی کاشت گیا تھا۔ رستم با تو  
لکھلکھلا کے سنسی تھی۔ نزدیک اپنی پانی پر گیا تھا۔ وہ ضرور میری  
پڑیاں چیلے کی گوشش کرتا۔ مگر دھپ تو بہی کا تھا اندر ہی  
اندر اونٹ کر رہ گیا تھا۔

ان میان ہیوی کی داستان بھی عجیب ہے جسے میں نے  
”فلقی الف لیلی“ میں بڑی شرافت سے بیان کیا ہے۔ وہ فلکی  
دنیا میں پہنچنے تھے اور ہیوی نے میان کوئی آدمیوں کے سامنے  
اس نے سینڈل سے نارا تھا کہ جب وہ ڈائر کٹر کے ساتھ اور  
اُدھر جانا چاہتی ہے تو میان پا تھی کہ کی طرح دم پلاتا اس کے  
چھپے دوڑتا ہے۔ بڑی نہر و گدانہ داستان سے ”فلقی الف لیلی“ کو  
کوں چھاپے۔ ایسا ہے کہ ایک دبر ساتو نیس دہکھاف کر جائی۔  
(لائز نہ صحت باقی)

شیوه

# کھر کھوڑے

بیان

تہسیل کیلئے ہر کتاب کے دلخواہ آنے ضروری ہیں

ایسے شواہد کے ذریعہ جو روایتیں ہیں کہ موصوفیتیں سچائی جو ادے کئے ہیں۔ ہم بخبرے کے مدد و مصنفے ہیں کیا کہیں اور کہیں کہیں پھر سبھی تجھیں دیپریک کے بعد حسب گھنائش پر لفظ سنکرے بارے میں عرض کریں گے۔

بیان ہاتھ یہ ہے کہ اختلاف راستے کی وجہ اگر دلخواہ علمی دریافت اور تحقیقات نہ کار فرماؤں تو قلب دہم غاری تھہات سے پاک ہوں پہلے  
تو تقدیر کتب تذکیرہ یعنی تحقیق و تذکیر اور طنز و لعن کا وہ انداز ہیں اس نے  
چاہئے کہ دلخواحت تراویح میں بھی کسی دلکشی یعنی ہمود و ٹھاہیں ایکم  
اپنے تہہتے ہیں اس پر الہارنا پسندیوں کی کوچکی ہیں اور میں تذکیرہ نظر "اور  
مساچیں ہیں بھی موجود ہیں سیاکر ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

اللہ بن کی اہم تذکرے میں ہیں اکثر بھیجئے گئے "حوار" و "رسی  
حدائق" میں اعلیٰ کام اس احمدی تھیڈیا کو تشریف کیا ہے کہ اس کو اسی  
پرستی کا گرد ہوئی۔ اخیر میں ان کو یہی کرفتیں لے ہیں بلکہ اس اب  
کو تطریاً وہ اپنی ٹکونوں کو کہتے ہیں۔

علامہ نویں سے مروڑ کھات تراویح کے صفت مولا احمدیہ اخون ہیں ملا رکن انصاف  
و اخون (کوئے) مکانی میں گھنیا تھا انصافیہ انصافیہ ہاں تھاتھ کو شکنپکن پڑا ہے  
صفحہ ۲۹۳ پر ہے۔

ایسی ہی خصوصیاتیں جالت ہیں کوئاں ضرورت کی شدت اور  
بیرونیاتی پیچے کر رکھتے ہاں پر کے اس روایتیے کے رکھات کی وجہ  
یہاں کی ہے دو اپنے کو اپنے کو آپ زادِ احاد کے ہمول کے خلاف ہے۔

مولفہ، مولا ناتنیہا حمد علیہ اعلیٰ ہے۔

**الوار مصائب** گذشتہ سالی اپریل ۱۹۷۶ء کے میں ہم مولانا  
بیدار

**رکھات تراویح** جیسا لارض اعظمی کی کتابیں رکھات تراویح پر  
یہ تصریح کیا ہے: اسی کتاب کے درمیں مولا ناتر جملی

کی یہ تالیف ساختے آئی ہے اور یہ اعتراف کرتے ہیں ہم کوئی آنکھ  
نہیں کہ بڑا راست مولا ناتر جملی کے راستے پر اور بالوں سالمہ شافعی  
اللہی اور علی موصوف و مسکن کے درمیں یہ تالیف "تاطر از نقطہ نظر سے  
کافی مزیدار" تھی اعتراف: خاصی وقوع اور اسلوب اگذار کے لحاظ  
سے بہت دلچسپ ہے۔ جیسا لارض اعلیٰ مذاہب کی رکھات تراویح

دو صفات کی ہیں۔ یہ بیان کتاب اسی سائز میں ہے جو صفات کی ہے  
گویا انکنی سے بھی زیادہ۔ اس سے اندازہ دیا جاسکتا ہے کہ تولفے کے کس

تفصیل سے ہر ہر سلیمانی جسوس کی بھوگی۔ واقعی افول سے انکنی میں  
خدتی اور سلیمانی مدد عالم کی طرح "رکھات تراویح" کے تقریباً تمام ہی  
مطالب کی کھال ادھر ہی۔ یہ اراس طرح کے لفڑیں اور تبریزیں  
بیش کئے ہیں کہ کم سے کم ہم جیسا کم علم دے ہے بھناعست لو ان کی مناظراتہ  
صلحیتیوں کا فاصلہ ہو سی گی۔ نا انسانی ہو گی اگر رکھات تراویح کی

تعداوی کے باوسے ہیں اہل حدیث، کوئی مکالاتیت و حماۃ پرہائیں  
دارندہ دردی جائے۔ ان کے معاشرہت دل کش۔ ان کی تاثریں کہ ہر ش  
و سچ۔ ان کی گرفتاری لطف۔ ان کا طبر استدلال چکیلا اور ان کا انداز  
گنگوکش اگیرت۔ الخلو۔ یعنی "رکھات تراویح" کی کاہو اب ہیں  
دیا گل، اس کے صفت مولا ناتھیں ارجمند ماذب کیا گیو و راحت کو بھی

ایسی جگہ "آیا احمد" کے الفاظ انہیں دل آزدیں۔  
صفحہ عالمیہ پر میں  
”حدیث“ کا یہ اصل بیان سے خود بالکل صحیح اور سالم ہے کہ اسناد کی  
صحت کو مستلزم نہیں بلکہ اسکے پیش نہیں ہیں بلکہ اس کا تامین نہیں ہے  
چھڑا لئے کہ اس نتائج سے کوئی بات اپنے طبق نہیں۔ اور جب  
کوئی بولا ہو سکی حدیث کو اپنے منصب اور اپنی حوصلے کے  
خلاف بیان نہیں تو یہ کہہ کر اس کو رد کردے کہ اسناد کی صحت  
کو مستلزم نہیں۔

جو بچہ ان سطروں میں کہا گیا ہے وہ خط کشیدہ الفاظ کے بغیر بھی  
خوبصورتی سے کہا جا سکتا تھا۔ یہ الفاظ علمی صحیبہ گی کے واسن پر بد ناشاعر  
ہیں۔ نیز ہم عرض کریں گے کہ اپنے ہم ختم استاد حضرت مبارک پیری  
وحضرت اللہ طیب کا آپ حدیث، معلم فرمادی ہیں اور جن کی حفظت درست  
کے نام شود ہمیں معزز ہیں۔ خدا نے استاد اپنی پیر کوئی آپ کی یہ بولا ہو سکی  
والی بھیتی لوٹا رہے تو لکھنا را برو۔ دیکھنے وہ ”ابکارالمنس“ میں ایک  
حدیث کے متعلق لکھتے ہیں

هند الخلیل لایل عاصی  
کیف هو حقیم قابل الاستکمال  
کراں کے در جال رسپ راوی  
شقاب قلابیل علی صحته  
صحت کو مستلزم نہیں کیونکہ عکس ہے  
لَا حَمَالٌ أَنْ يَكُونَ نَيْهَ حَمَالٌ  
منْ لَسْ (انی قولہ) اس  
یکون فیہ علی دشند ذ (۲۷)  
بے اس میں کوئی طلت پا شدہ ذہب  
دیکھو یعنی مولانا کوئی تین طور پر اس حدیث کے رجال میں کسی تدلیس  
یا عقلت دشند ذ کا عکس نہیں ہے۔ لہس ایک غیر مغل امکان ہی کی بتا  
پڑاں کی صحت سے غیر مغل ہیں۔ ہم نہیں گر کوئی اور ضرور آپ ہی کی  
ہیروی میں خاکش بدم انسیں بولا ہو سکہ مکتابے۔ بجادالمنف کے  
اور صاحب اس میں بھی موجود ہے فیں حدیث کے معروف  
والاں سے متنی حدیث کا مسلسل ہونا ایانت نہیں فرمایا اور صرف  
یہ کہکھہ دہرا جو گئے ہیں کہ رجال مسند کے شفیع اور جال صحیح ہوتے  
سے حدیث کی صحت نازم نہیں آتی۔ مثلاً پر بھی انہوں نے ایک  
حدیث کے بالا سے ہیں فرمایا ہے۔

فان لا يعلمه اهنا عليه اد  
ضعيفه و اما الحجۃ کوں سر جالها  
ثقات فلا يستلزم الصحت۔  
(ابکارالمنس)

اپ دیکھ بچہ آپ ہی کا آوازہ موصوف پر کس آسانی سے کہ  
جا سکتا ہے۔ ہم ایسی گستاخوں سے اللہ کی بناہ مانگتے ہیں۔ علماء جانہے  
عقلاء کے ہوں یا غیر عقلاء کے اس کے سبق ہیں کہ انکی تحریم کیجائے۔  
مشکل پر ہے

”علام“ شوق بنیوی اور ”علام“ میری دو ہیں جن کی صحت  
اور عصیت ہے کہ اس کو ناصواب اور ”مگھیا“ قرار دیا جائی  
رہا۔ یہی دو تو ”علام“ پرہادوں میں جن سے طبیعت نے مزہ  
ہو جاتی ہے اور عقلت و عصیت کے الفاظ ابھی حدود امتداد سے  
متجاوز ہیں۔  
مشکل پر ہے

”اس کے بعد عقلاء کا اسنادہ و سط کہتا ہیں  
صواب ہے۔ کہنے والے مختار اور تابدیں“  
یہی بات اگر خط کشیدہ لغتوں کے بغیر کہدی جاتی تو کیا مختار تھا  
مشکل پر ہے

”کیا تھفتہ ارجمندی اور ابکارالمنف و دلوں میں  
مولنا کی زندگی میں شافع ہو کر ایوان ضمیت میں زور  
نہیں پیدا کر جی تھیں۔“  
اس تھافتہ ارجمند گھوکو کو کون عالمہ کہدے گا۔ جن ملکیت سے زیادہ  
اس فقرے میں ضمیت کی تحریر جملک رہی ہے۔

مشکل پر ہے مساوی الصلح (شوی) اسے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہے  
”اپنی ہر“ گوارش میں دلخی پیش کیجئے۔ انشاء اللہ سپہ  
خود کی وجاتے گا اور اللہ کی توفیق سے آپ کی ہر مراد پوری  
کی جائے گی۔

خط کشیدہ الفاظ سے قبروں کے بجا اور سجادے یا داکے سی  
کیا طرز کلام ہے؟ اس سے توجہ اپنی پیکتا ہے۔  
مشکل پر ہے

آپ کا علم مختص طلبی اور طالب العلما ہے۔ ائمہ آپ کو انکی

مگر ایوں نکل ہو چکیں۔

ایسا دعا ہے اور تقلیل آموز اسلوب ایک سمجھدہ عالم کے شایان  
شان نہیں ہے۔  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

تمہارہ روی جس سے شجھنے میں ہیں احتجاجاً و احلاً کی  
حدائق کی تحریک کی ہے وہ معروف العادات ہے۔ جبوداً لَمْ  
سلِّمْ ہے ان دونوں کتابوں کا صحیح فوائدِ علم کیا ہو جکے  
محتی یہ ہیں کہ ان کے نادیوں کی عدالت پر بھی جھوٹست کا  
اتفاق ہے، <sup>ص ۱۷۲</sup>

اس کا مطلب یہ تہذیب اتفاق کو اپنی محبت لائے ہیں پر  
یہ بات ہے کہ بیشتر رکھات تزادہ کے باہم میں جھوڑ کے اتفاق ہے  
اپ یہ اعتراض وارد کرنے ہیں۔

اکثر کا قول ناجائز ہے ذہفت ص ۱۷۳

اس کی تعریت ہیں جو دلائل آپ نے دیئے ہیں وہ صاف ہیں ہیں  
ابن ہمام یا کوئی بھی امام الراکث کے قول کو ارجح نیم کرنا تو اس سے  
ان تزادے کی میں رکھات کا خارج ارجح مونا لازم نہیں آئیں سچلن  
یہ کہنا کہلیں ان پر اکثر طلاق کا اتفاق رہا ہے کہلا ہو انجل ہے۔ اکثر کا اتفاق  
تو سو میں سانچھا درستہ ہر سی ہوتا ہے دراصل ایک میں، رکھات تزادے پر  
اتفاق کا اوس طاسوں نے کے کہلیں ہے۔ پھر اسی بحث میں آپ مندرجہ  
علام شاطیعی کے حوالے سے یہ ضروری قرار دے رہے ہیں کہ جس زمانے  
تک کسی امر پر اتفاق کا دھوئی کیا جائے اس زمانے سے آج تک تمام  
وہی زمانے اسلام میں پھیلنے بخندگر رہے ہیں ہر ایک سے اس کا ثبوت پہلیں کرنا  
ضروری ہے کہ وہ اس امر کے قائل تھے۔

بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ نہ من نہیں ہو گا ذرا رسانا چے گی۔ بڑی شوہر  
ہو جائے گی اگر کوئی کہے کہ بھاری و مسلم کی صحت پر جو آپ اتفاق و ارجح کا  
دھوئی کر رہے تو امام ہماری و مسلم کے زمانے سے اپنے بھتے نہیں ہیں  
گزرتے ہیں ہر ہر کوئی قول سے اتفاق کا ثبوت پہلیں کیجئے۔ آپ استھانی  
دیدہ بیوی کے بعد اگر وہ میں سوچیاں مجتہدین کے احوال قفل ہمکریوں  
تو یہ لیعنی کہ کوئی بناد نہ ہو گی کہ سارے ہی مجتہدین کی گواہیاں  
ہو گئیں اور کوئی ایک بھی مجتبہ باتی نہیں کیجا ہے۔ نہیں بھتے ہرے گلائی  
اگر کچھ مجتہدین ہوئے ہیں تو انہوں نے بھی اتفاق ہی کیا ہو گا کہ نکان کے  
اختلاف کا علم نہیں ہو سکا۔ اس کیفیت سے کہیں بتا۔ کوئی کوئی اسی صفت  
پر امام احمد کا قول قتل قرار ہے ہیں کہ

”ہم امر کے باز سے میں اختلاف کا علم دیوادس کی نسبت یہ  
کہہ دینا جھوٹ ہے کہ میرے علم میں لوگوں نے اپنے ارجح کیا ہے وہ

اور ایک آپ کیا ہیں تو کہا ہوں اگر ملائے ملائے احباب

مل کر بھی زور لگائیں تو ان دونوں کا ثبوت رہا کی کہلوائے  
ناجائز ہے۔

ہماڑی و اقمع پاہے رہاں صاحب کی یہ بات حق ہو۔ لیکن اسکا  
لفظی تالیف نہایت کریم ہے۔ معانی ہی سب کے نہیں ہوتے میں بھاؤ  
اور ”تشریف رکھئے“ میں اتحاد معانی کے ہاد جو بعد المشرقین ہے۔  
ان نہروں کی نشاندہی کا منشار پورے غلوص کے ساتھ ہے  
کہ ہمارے عزز طاعت کو اتفاق اور اسلوب کا بھی شایان لحاظ رکھنا  
چاہئے۔ مولا نارحائی تو جسہ کرتے تو ان کی وقوع تالیف ان داخلوں سے  
پاک رہ سکتی تھی۔ وہ اگر ان کا بیوادیہ کہہ کر کہاں ہیں کہ مولا ناموری سے بھی تنے  
گفتاری کی ہے تو یہ اہمترین قصوری ہو گا۔

وہ سسری بات ہے کہ بخاری کی رسالہ دوایت کو آپ نے دلائل  
اہل حدیث میں کیلیں دلیل بنایا ہے اس کا ایک اختتامی بکار ہی ہے جنکی  
وہ کاغذیہ مولا ناموری سے کیا تھا اسے آپ نے کیا ہے۔

خطفت یا سرسوں اہلکہ انتام رحمت عالیہ شریعتی ہیں، میں نے کہا  
قبل ان تو نرفقاں یا عائشۃ کریارسول اللہ اپنے تو تریض سے سپرد  
ان عینی مذاہمان و کلامیاں سو جاتے ہیں جو ایسا یا اسے عالیہ  
قلبی۔ بیری یا تکمیل کی جو سوچی ہے اسکی بگیریہ والی  
وہ تابع ہے۔

یہ فکڑا ہے جو زارہ جاتا ہے، اگر یا مان لیا جائے کہ حضرت عالیہ  
سنہ یا مسلم کے جواب میں حضور کہنا ز تراویح کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ اسی عکس سے  
کہ ہم ایسا مولا تاصلیتی نے بھی جس کے متعدد فرودات آپ نے کہی تھی اسپتہ  
موقف کی تائید میں پیش کئے ہیں۔ حضرت عائشہ کی ردایت کو تہبیہ پر  
مول نہ سد لیا جائے کیا ارجح ہے اگر آپ اس پر بھی خوف فرمائیں۔

ایک اور بات جو خاصی تفصیل طلب ہے فقرہ اعرض کریں گے  
آپ نے فرمایا ہے۔

”میں اپنے کچھی مالات پر طلخ تھیں لہاڑی سے ان کا قدر اور مقابل  
احتجاج ہوئا تھا بیت ہوتا ہو  
اور پھر تیر کا نکار ہوا تھا اسی سے اب فوجیہ کی توشن میں جو  
شہزادیں بیٹل کیں ان کے قلعہ تا مقابل اتنا بونے ہی کے باعث ہوا  
مہاراپوری سے اجھیں کسی شمار میں تھیں لیا ہے وہ دنہوں ان سے یقیناً باخبر  
تھے۔ دل سمجھی بات نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو صرف اخنوں نے تھوڑی  
کے قول میں کہا اس الحسن ثیں کا جو اسہ ویا ہے۔ قدر تما حافظہ دیجیں  
کے قول الحسن ثا در جنہی کے قول والحا خط کا بھی جواب دیتے۔ اسی  
طمع اس تائیدی قریبے کو بھی توڑتے کہ ہندوستان میں متادل ہجڑیانی  
کے ایک رادی این فوجیہ بھی میں جھوں۔ این السنی سے اس کو سنائے  
ان کا سکوت بتا کہے کہ میں سہی ان کو دھرم خواران امور کا مختار نہ رہا یہو  
مانادہ بہت بڑے عالم تھے لیکن گاہے گاہے ذریعہ دھلت تو پیرت کی  
شان ہے اس میں تھیں کی کوئی بات نہیں۔ اور یہی ضروری نہیں کہ  
ایک بہت بڑا عالم کسی بھی بات سے بچے ہر زیر۔ اب مثلاً حضرت موصوف  
یا کمال الملن مصطفیٰ میں این الجتید اور ابو عصی القاضی شیخ الدین اسرائیلی  
کے بارے میں لکھتے ہیں۔

|                                                                                                                                           |
|-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------|
| <p>لحرائق حق اسٹھہما<br/>وحا الهمما خلیبین اسٹھہما<br/>وحا الهمما -</p>                                                                   |
| <p>میں ان درتوں کے نام ادھال کے دا<br/>خون ہوں (بوجوہتہ بیریکش کی محنت کا<br/>درپی کو) چانپے کر گرد ظاہر کرے ان کے<br/>نام اور احوال۔</p> |

یہاں ان کا ممتاز رفقاء اور قیمتی تھا جسے صڑک سے ہے۔ کیا آپ یہ دھوکی کریں گے کہ یہاں اور قیمتی اس بات کو مستلزم ہے کہ نکونہ دو توں اشخاص کے احوال کی بھی تباہی میں موجود ہیں یہیں ہمیں درست کیے گھن مخا لہ اتنا بڑا عالم ان سے پہنچ گوتا۔ اگر کچھ آپ یہ دھوکی کریں تو یہیں بقیہ ہے کہ اس کو جلیج کیا جاسکے گا، کیونکہ ایسی کل میں ضرور موجود ہیں جن میں ان دو توں اشخاص کے حالات اور تعامل اور شوکت کے شواغر ملتے ہیں۔

بے تو مکن ہے کہ آپ یا کوئی اور ان شواہد پر جرم کر کے انھیں ناقابلِ اعتماد  
گھیرا دے۔ لیکن اس کا یہ طلبہ انہیں ہوشانگی کو لانا مہماں کیہی ان سے  
راائفِ ضرورت تھے لیکن انھیں کا بعدم کی حد تک ہے بیٹا دیکھئے ہوئے انھوئی  
رونوں اشخاص کے ناموں تک سے نادقینت کا اخبار فردا دیا ہے۔  
تہیات چاری گھر میں انھیں آئی گئی جس ان فلم پر کوئی اتفاق نہ ہو سکا۔

اسی طرح بسیں رکھات تراویح کے جملج کونا قابل اعتبار تھیں لہذا  
کوئی خارجی مسلم کی صحت پر اجتماع میکن خارج از اعتماد لے جاتا ہے۔  
یہ برکتیل تحریک ہے۔ ورنہ خود آپ سچی جانشی میں گے کہ دیگر متفقین  
تو اللہ ربے خود وہ اپنے حرمم بھی بن کے افادات اپنے جملج کے کوئی ملٹ  
سے مدد نہیں فرانے یہیں۔ بخاری مسلم کی تمام صدیقوں کو صحیح ہیں  
ماستے دا ان کے تردیک صحیحین کے سب روای مصروف العمالۃ ہیں۔ دیکھ  
لیتے تهدیدیں انتہی یہاں تک کہ مسلم کے ایک احادی  
کو یہاں تراویدیتے ہوئے ان کی اس روایت کو بخاری مسلم کے ایک احادی  
الختمی کے ذکریں ہے ”جوٹ“ کہا ہے۔

ہم بیان این حرم کے اس خیال کی تائید نہیں کر رہے بلکہ اپنے  
کرنے والے میں کوئی صحیح کے روایتوں کے معرف العدالت ہونے کی وجہ  
دلیل دیتے ہے وہ این حرم کے نزدیک معتبر نہیں ہے وہ ان کی زبان پر  
صحیح کے کسی روایت کے بھروسہ اور واقعیت کے جھوٹ ہونے کا ذکر نہیں کرتا۔  
نیز کہ بھی ضرور طبقہ بیویوں کے کرامہ الامان دار اتفاقی ابوالسعود  
دشمن اور ابو علی غافلی سے بخاری وسلم کی معتقد و مددیوں کی صحت میں  
کلام کیلئے اور عوالم بخاری وسلم کی حادیت میں غور کئے تو اس پر بھی  
اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم بھی صحیح کی صحت دراتفاق کا دعویٰ کر سکتے ہیں  
تو ان حدیتوں کا استثمار کر کے دعویٰ کرتے ہیں پہنچ اخراں پورے ہے ہیں  
(مقدار شرح المباری)

میریاں کے نزدیک بھی صحیحین کی تمام صفات کی محنت پر جھوہر کا  
اتفاق نہیں ہے۔ ترجیح دیوبات کی رادی کولار ماسندر فرید الدین ایڈیتی  
ہے کہ صحیحین نے اسے اپنی سمعنی میں لے لیا ہے۔ حالانکہ مختصرین کی جماعت و  
قدح کے جوابات بھی دشمنے گئے ہیں لیکن ماقولین مجرّد یہی سے مانی جائیں رہی  
بھی الصفا قاہی اخراج کریں گے کیون اقتراحات ایسے بھی ہیں جن کا  
حوالہ نہیں بتتا۔ (فَإِنْ مَنْهَا الْجَوَابُ بِعْنَاهَا غَيْرُ مَنْ تَهْضِلُ عَنْهَا)

حضرت سائب بن زید والی رہا ایت (بجوال مدن کیسری) کے  
بلوچی اول بوعین اللہ بن فتویہ کے سلسلہ میں اپنے استاد حدیث شریف  
حضرت مبارکبودی رحمۃ اللہ علیہ کے ان احادیث کا

لحوافن على ترجمته  
كما يطلب بنا تأك

ہمارے ترددیں اس طرح کا نیا سر کم سے کم پختہ و مانکوں کے موقع پر دفعہ نہیں کیا جا سکتا اور فی الحیث بھی یہ کسی صورت فیصلہ نہیں ہو سکتے۔ کہنے والا کہ کام کے بھی مسترد کر دیں کتنی ہی کمزوریہ بالکل ہے لفڑا دایسیں ذکر کر دی جی نہیں موضوع تک شاپ ہیں تو کیا اس تصور سے ان کے استاذہ درحقیقی الی العیاض، ابوکر خادا درابو علی حافظی ہماقابل احتیار ہو جائیں گے۔

اتفاق کے اس دعوے کو حضرت مغربی دوسری میں رکھا ت  
بیراتفاق و اجماع ہو گیا تھا۔ فنی و اصطلاحی پہلو سے رد کرنے کے ۲ آپ  
جو دخانے کی سی فرمائی ہے کہ یہ دیکھ لوگ ضرور ایسے رہے ہیں جو ہے  
اور علی ہیں بھی ہیں سے کم یا زیادہ پرچھی ہیں۔ ہم آپ کی اس سی کو حکم دیتے  
ہوئے بھی یہ سمجھتے تھے اس صریح کہ اس طبق اگر مصلحتہ احوال کار و ہرچی ہو جائے  
تو خلقتے راشدین کے محل، اتفاق و تعامل کے یاد ہو تو ہمیں کی رکھات تذویع  
و افضل و سخون کیے ہیں گی۔

اناک کوئی حدیث مرفوع صحیح یہ نہیں ہے جس سے جیسے رکھا ہوا کا  
شکر ہے بلکن کیا میری علیکمہ سنت و سنته المخلفاء الامشدین  
الحمدلیین کے تحت حضرت عمر کی سنت اور خلقاتے راشدین اور دیگر  
اصحاب کرام کی اس سے موافقت پہنچے خود اس لائی نہیں کیا کیونکہ کافر و  
رسے سکے۔ تھیک ہے کہ خلافت مغرب کے ابتدائی دور میں لوگ گیارہ رکھات  
(مع وتر) پڑستہ رہے ہیں۔ بلکن پھر اجتماع آراء ۲۴ ہی پر ہو گی۔ اور یہی  
صورت حال ہے جس کی روشنی میں اتفاق ۱۳ کو افضل و ادائی ساختہ نہیں  
ہو دے وہ اتنے بدماغ نہ تھے کہ جو فیض صحیح صدیوں ہی کی جیسا درپر ہے جو اس  
دھنکتے ہیں جو اس جاتے تو جن بندگوں کی رہائی یہ ہے کہ سنت کی پیری میں  
گیدہ رکھات پڑھنا آج بھی افضل ہے۔ وہ حضرت عمر اور گیارہ رکھا پکارا من  
اس الزام سکھو کر بچا سکیں گے کہ انہوں نے سنت کو چھوڑ کر اچھتا اور  
افضل کو چھوڑ کر مفضول کی پروردی کی۔ وصرف پیرودی کی بلکہ ہوا ابہت اور  
داداہمہت۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اگر گیارہ رکھات دانیٰ رسول  
کی ایسی ہی سنت ہیں جن کی عددی پیرودی ہی تھیں سنت کے ۲۶ افضل  
امن ہو سکتی تھی تو ان حضرت مکر، مثمن و علی کو اور مجید اعلیٰ صحابہ کو کیا پہنچا  
کہ انہوں نے ترک سنت پر لوگوں کو کوئی کریا۔ ہم مرتبہ ۲۶ لکھ نہیں تھیں  
کہ کسکے گز اگر گیارہ رکھات کا سنت ہونا اتنا ہی مصدقہ اور مسلم ہوتا ہے تا

الحمدلیت اور جزوی جیسا عالم الحافظ ہم ہوئے اسے حسن ملی دلائل سے  
تناقابل اعتبار استمرار سے دیا جائے یہکہ بعد کے صد محققین  
علماء نے اس کی روایت کو بھروسے کے قابل ہاتا ہے۔ ہم تاکہ آپ نے  
اس ہمارے میں نہ رہا اک کسی شخص کا حافظہ اور حدیث (پر اصطلاح فتن  
حدیث) اور اس کے ثقہ ہوئے کہ استلزم نہیں۔ بیکہ جا فرمایا یہیں  
اپنے فوجیوں کے غیر لفڑا ہوئے کی جب تک کوئی مشتبہ شہادت پیش نہ کی جائے  
اصل کی تلقین ہتھ پر ہما راحصاف سے اقرب ہے۔ یہ کہنا کہ

مولانا حافظ اخراج الدین سبکی نے طبقات الشافعیہ ۴۹

میں امام ابو بکر بن السعی کو ترجیح تعلیم سے پیش کیا ہے۔

ان کے اس امانڈہ اور تکانہ دو ٹوپی کے ناموں کی فہرست  
پیش کی ہے میکن اس سلسلہ میں اہن فتحیہ کا نام کہون ٹھوٹنے  
ہے جو نہیں ملتا۔ اس سے ماں ٹھوٹنوم ہوتا ہے کہ حلامہ  
سبکی کی گاہ میں ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ اگر  
واثقی وہ "علی شہرت" اور "مودعین میں تعلیمات" کے  
حامل ہوتے تو ملام سبکی کوئی ان کو حفظ سے اندراز  
ذکر نہ ہے۔

تو اول ڈین السنی دلائی ترجیح پر "تفصیل" کا اطلاق مہالغہ  
آئیز ہے۔ طبقات الشافعیہ میں یہ ترجیح صرف ساز سے تھا لامگوں کا ہے  
اسے تفصیل ترجیح نہیں کہا جا سکتے بلکہ کوئی دو ٹوپی کے نام سے متعدد  
مدد اس اصول پر زور دیا ہے کہ کسی چیز کے ذکر کرنے سے اس کے وجہ  
ثبوت کی لفڑی نہیں ہوتی۔ وہ صریح کوئی شہادت الگ رو جو ریو کمزور  
ہوئے کے باوجود دعید نہ سکتی ہے جیکہ حالف شہادت موجود نہ ہو۔ نیز  
یہ کی نہیں گہا جا سکتا کہ اگر ملام سبکی نے این فتحیہ کا دیگر نہیں کیا تو اور  
کسی نے بھی نہیں کیا۔ حافظہ ہمیں کے علاوہ ملام سعائی اور اہن الائیش  
نے بریان دشمنوں کے تر جھے ہیں ذکر کیا ہے کہ ان فتحیہ سے بھی ان سے  
روایت کی ہے (الساب و لمباب۔ لفظ و خری)

الن ٹھوڑے کوپائی احتیار سے گرا نے کا ایک اور گوشہ جو آپ نے  
کھلا لے دے بھی مشتہ ہے۔ آپ این فتحیہ کے شامگیر و شبی کے غیر مغلاد  
غیر ذمہ دار ہوئے گئے ٹھوٹ میں اہن اشیز کی جبارت تعلی کر کے کہے ہیں  
"کیا اس شطبی کے استاد اہن فتحیہ پر کچھ روشنی عنیر پڑے؟"

(ص ۱۶۴)

## نام شافعی کے قول

داحب الی عشرون وکن لف یقونون بسکت  
 (ا) زیست زدیک میں ہی رکھات زیادہ پسندید ہیں اور نہیں اول ہیزی  
 پڑھتے تھے)

کایہ مطلب بھی تکلف بچا ہی محسوس ہوا کا انہوں سخیانہ رکھات  
 مسنون کے مقابلہ میں نہیں کہا بلکہ میں سے زائد رکھات کے مقابلہ میں  
 کھا ہے۔ جو لاگی آپ نے دستے وفاویں کے درجے کے ہیں۔ انگریز کا  
 بھی مشارکوتاً تو بات کا انداز کچھ اس طبع ہونا چاہئے خاکہ مسنون تو  
 آٹھ ہی رکھات ہیں لیکن ان سے ناکہ میں اور جیسیں اور اتنا میں  
 پڑھتے کا جو روان لوگوں نے نکالا ہے تو ہم سے زدیک میں زیادہ  
 بہتر ہیں۔ اس انداز کی بجائے جب وہ علی الاطلاق کہتے ہیں کا غب  
 الی عشرہون تو اس سے ایک عام سامع کو بھی بھرتا ہا ہے کہ تاریخ  
 کے تمام ہی معلوم نہ اور احادیث بھی میں کا عدد پسند ہے۔ آٹھ کے  
 عدد کو اگر دہالیں ہی سنت سمجھتے ہیں آپ یہاں فرماتے ہیں تو ہمیں  
 کو احکم کرنے کی جگہ اُن کی بیوی کرتے۔ ان کا فراہما ولیس فی شی  
 من هدن کا ضيق و کحد (ترادع میں کبھی بھی عدد کی تعداد کو تسلی  
 نہیں ہے) یہ علم اور کتابت کے کچھ بے رسول اللہ نے آٹھ بھی نہیں ہوں  
 لیکن ان کے تردید یہ آٹھ کا عدد مسنون شری نہیں ہے بلکہ تاریخ فتن  
 کی حیثیت میں کسی بھی صورت مخصوص نہیں ہیں۔ جب کامیابی اور ادیکسال پر  
 قریس کی ترجیح کے نتیجے یہ بات کافی ہے کہ صحابہ کرام کی سنت ہے اور  
 صحابہ کرام ضموماً مخالفت نہ اشدیں۔ مخصوصاً حضرت موسیٰ کے  
 زیادہ اہل تخلیٰ کو حضور کی سنت میں تسلیم نہ کرتے اور اتفاقاً نہ  
 رسالت سے زیادہ قریب ہوتا۔ اہم و فتحی علی انبیاء عزم۔

پہلے ہو گا اگر کتاب الفقہ علی من اهیب الاصیلۃ  
 سے ایک اقتیاس یہاں پیش کر دیا جائے۔ یہ بات سب کو تکمیل ہے کہ  
 حضور نے جماعت سے اٹھ رکھات پڑھائی ہیں اور اہل حدیث اسی پر  
 زیادہ زور دیتے ہیں لیکن ہمارے تھے یہ بات مخصوصت سے ہیں کیونکہ  
 پڑھا ہے۔ آخر صحاپہ کراں کی طالب تین اکثریت یہ جانتے ہوئے بھی  
 کہ حضور نے آٹھ پڑھائی ہیں میں پڑھنے و مدد ہو گئی تو یہاں بات کی  
 دلیل نہیں کہ حضور ان کے پاس یہ کرنے کے معقول و وہ ہوں گے کہ

آل جناب اور دیگر اہل حدیث حضرات ثابت فرماتے ہیں کو وہ عمل ایمان  
 رسول حن سے پڑھ کر طبع و فرمائی رہا اور اسی تو پر کا اولاد مشیہ اور ایمان  
 پیغمبر کا اولاد ہے چشم فلک نے نہیں دیکھا۔ اس سنت کو لفڑا عدا کر کے اپہ ایسا  
 بیکھس کا جہاد صرف جنگ تراویح نے بلکہ اس پر تقابل بھی کرتے۔ اگر  
 ایسا ہو اسے اور ضرور ہو اسے تو کھنپا ہے کہ حضرت عمر کے زدیک بھی  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑھی ہوئی گیا رہ رکھات کا عدد کیا ہے فو راطر  
 کی سنت نہیں تھا کہ اس کی پیری ہر وہ سکرحد کے مقابلہ میں وضیعہ  
 اور جو۔ اور گیرجہ معاہدے سے بھی پورے اطہیان سے حضرت عمر کے نقطہ نظر کو  
 قبول کریا تھا۔ الاما شام العذر۔

ایک اور حیرت باعث حیرت ہے۔ اپنے پڑھی خوش انسو بی  
 کے ساتھ ہر بڑے احاف و شواف و فیرہ ہی کے فرمودات سے یہ باور  
 کرنے کی سبیلیج کی سے کہ حضور ان کے تردید اٹھ رکھات سنت ہیں بلکہ میں  
 طبع کے دلائل اپنے پیش کئے ہیں ان سے تو ایک طام قاری اسہی  
 نسبی پرسنیا ہے کہ مسلمی و فتحی احتصار سے تقریباً تمام ہی طبقے سلف  
 اور مہدیہن و محدثین کے تردید اٹھ رکھات کا سنت پر بنائے شدہ  
 ہے اور اس سے زیادہ پڑھنا مغض مباح ہے۔ اگرچہ صورت واقعہ کی  
 ایجاد نہ رکنے تصور کریں ہے تو پھر ان تمام اسلام اخلاف کو سر بھڑی  
 سمجھتا ہے جو میں پڑھتے اور سیسیں اسی پر اصرار کرنے چھے آئے ہیں۔  
 امام محمد ابن الحمام، ابن عثیمین طباطبائی، علام اقبالی اور شیخ احمد جوکی  
 اور اسی طبقہ کے دیگر اکابر اخواتے ذمہنی سنت رکن فہم اور سے جعل کیے  
 تو گئے کہ حصن سنت کو پھر رکن کیا ہے۔ عدد پر تم گئے جو صرف مباح تھا  
 سنت نہیں تھا۔ اگر واقعی حضرت عمر اور دیگر اہل صحابہ کی متفق عليه  
 سنت کے اہمیت میں وہ غیر درست کرت نہیں ہے جو آٹھ رکھت پڑھیں  
 ہے تو کم و بیش اسی فی صدق طبائے سلف دلخیل کے علم و تقدیر کا  
 حاصل کرنا ہے گا۔ ہم کمزوروں میں تو اس مائم کی تاپ نہیں۔

آخر یہ کیا مصیبت ہے کہ تمام احاف، شواف، باکریہ اور حنبل  
 بھیں ہی رکھات کے پھر میں گرفتار ہو گیا۔ اپنے کے لئے اٹھ رکھات  
 کا سنت اور امر صریح دلایت ہے اور میں کا درجہ مغض اجتہاد  
 سے زیادہ نہیں۔

تصویریں کو نکل جو اب کا پتے گھر  
میں بیشی کی تکمیل کرنا دیں ہے۔ آنے  
پر خود ہو سکے کی۔ رہا ہے کہ تراویح کا  
صحیح حد کیا ہے تو حضرت مسیح کے فعل  
و اخ کو رکھیں اور حضور مسیح کے فعل  
طے کو نہیں سمجھنے پر دوسرے کو خود  
میں سب لوگوں کو سمجھیں میں میں  
رکھاتا ہوں چنانچہ اور کوئی اور خدا یا کوئی  
سے ان کی احوالی کی اور بعد وہوں  
خلافتے راشدین دعائی علی خدا اللہ  
عنہم کے زانوں میں بھی ان بیان کی  
کتنی سے خلافت ہوں گی۔ اور تحقیق کا  
ہے خود میں اللہ طیب کلمتے و تکریر اور  
بے کوئی اہمیت ہوایا تھا اقتدار  
خلافتے راشدین کی مستحضر طیبی۔ بیری  
او رفعیتے راشدین کی منت را تو یہ  
پڑھئے کی تحقیق ہے۔ (اسے ابو داؤد  
سے روایت ہے) اور ایک بار ابو جہنم  
سے خواجہ سید جوں سی پھالیا (ابن مکہ)  
میں کام کھول بنیتھے بالیہیں) تو  
احسن کہا تھا اس سنت نو گوئہ پا جو  
حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم  
میت دعا دعا یا امر میہ  
ارامن اصل لذی و عهد  
من رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم۔

و کتاب الفرقہ بحث صلاۃ التراویح

اگر صاحب کتاب الفرقہ کا یہ بیان صحیح ہے تو مضاف ہی معلوم ہو گیا  
کہ آنحضرت کو توان براؤں میں بھی مسون نہیں سمجھا گیا جن میں چھوڑنے  
پڑھاتی تھیں۔ وہ صاحب الگ الگ مزید پڑھتے۔ اور کہیں بہت کچھ اس

مسنون حدود کو چھوڑ کر بیس کا عدد اقتیار کریں۔ صحابہ کے متعلق کون  
نہیں جانتا کہ وہ اسی وقت اجتہاد کرتے تھے جب قرآن دستست سے  
کوئی سند کافی نہ ہو۔ یہ بالکل ناقابل قیاس ہے کہ سنت تو انھیں رکھاتے  
ہوں۔ مگر خلافتے راشدین اور ویگرا جماعت میں کا اجتہاد کریں گے  
صرف کچھیں بلکہ اسی پر مل پہنچا دیں۔ یہ تو شاید کہ بھی نہ کہ کچھیں ہے  
کہ ان کا فتنہ کو عمل قابل امتیاز نہیں ہے۔ ان کی سنت کو رد کرنا تو قدر  
دلیلیم ہستی۔۔۔۔۔ کی رو سے حکم رسول ہی کو رد کرنا ہے۔  
وقوفہ باللہ من ذلک۔

### صاحب کتاب الفرقہ کی تھیں:-

فقط فی المشیخان انصاری  
بخاری مسلم سے روایت بیان کی ہے  
حضرت اللہ علیہ وسلم نے حمل کی خدمت  
راقویں میں رات کے گھر سے لٹکا دیو  
میں تفرقہ را کیا ہے۔ تیرہ پانچوں  
ادرستائیں اور عزیزی میں جوں میں  
اور لوگوں سے ان کے پیچے ناز پڑی  
او خصوصیتے جاہت سے آنکھ کھاتے  
پڑھائیں اور یا تی رکھات معاہدے سے  
اپنے گھروں جوں پروری کی رچا پناہ  
لوگوں کی آواریں شہید کی تھیوں کی  
بسختی ہتھیں سے اسے دی  
تھیں اور اس سے واٹھ ہو کر رسول اللہ  
سے ان کے تواریخ اور حجۃ امتیاز کو  
مسنون کی۔ لیکن باجماعت میں نہیں  
پڑھائیں جیسا کہ عبد صوابیں الائک  
بھروسے اُن تکمیل جاری ہے۔ اور  
اس کے بعد حضور نے اس اندیشہ سے  
تواریخ باجماعت میں پڑھانی کر  
کہیں یہ امت پر غرض نہ کر جائے میں  
کریں ایضاً اسے میں تصریح کرے اور  
یا تیکیں ایضاً ان حدودها  
تواریخ کا عدد آنھی رکھات میں  
لیں قاصریاً ملی میں میں میں

اس بیان سے مستفاد ہو سکتا ہے۔

ماں تسبیح کر تزویج کے بارے میں اہل حدیث کے ملکیت  
ہمیں آفاق ہو ہو لیکن مولانا تبریز احمد رحمانی کی "اورا صایع"  
اپنی جگہ کامیاب تالیف ہے۔ وہ اگر اگلی شاعت میں بھی بعض  
دلالت کو اور جذب فرمادیں اور ادا نما گفار کے اُن شکنون کو درکردن  
جن کی وجہ سے تغیرات اشنازی کی ہے تو کتاب میں پا یہ دید ہو جائے گا۔  
میں مسائل پر تجویزی بیش اچھا مشتمل ہے۔ بشرطیکہات جذب و خالق  
ٹک دی پہنچے۔ ہمیں رخ ہے کہ مولانا رحمانی کی تحریر میں کہیں کہیں ڈاٹی  
پر خلاش کی ہو آتی ہے۔ اس کا اندھر گزی ہے کہ مولانا متوفی سے بھی  
کسی لالہ دلیل احتیار کیا تھا تو ہماری گزارش مولانا رحمانی سے یہ ہے کہ  
آپ ان سے بلشد ہوئے کا مظاہرہ فرمائیں۔ یہاں بڑا تی کی  
علاست ہے۔

صلوات م ۲۲۳۔ کتابت متوسط، طباعت اور ادارہ آخریں  
کہ ابھی اخلاق کا طور پر صحت نامہ کا درست کے وجود کتابت کی بہت غلطیں  
اور بھی رہ گئی ہیں۔ قیمت ہلاکہ مصروف ذاکر مصالی روپے۔ ہونزیا وہ  
نہیں ہے۔ سلے کا پتہ:-

تبریز احمد رحمانی۔ دارالعلوم ۱۹۷۴۔ پانچ سو روپی۔ ہارس۔

**ریاست دو عالم** | یہ مسودہ سید ایشٹہ ملزک طبع مرتبہ۔ مخالفت  
کھانی چھائی غاصی۔ کافر فر۔ قیمت سیلہ  
دو روپے۔

اس میں اس سہارا کیستی کے حالت زندگی سارہ و میں اخلاق  
میں درج کئے گئے ہیں جس کا ذکرہ ثواب اور جس کی اطاعت سے رام  
آخرت ہے۔ یہ مسئلہ ہی ہے کہ سیرت کے جن واقعات کو متعدد کتابوں  
میں ہمارا پڑھا جا پڑتا ہے اُنہیں ہم پھر لفاظ پر لفاظ پر پڑھیں۔ جست جست  
دیکھا، طبیعت شفقت اور واقعات مستند پائے۔ کہیں کہیں لفڑانی کی بھی  
ضرورت ہے۔ قیمت اس طرح کی کتابیں تالیف کی جائے لفڑی کا درجہ  
رکھیں۔ تاہم صاحب کتاب جانب قاری احمد صاحب پر بھیت پڑھ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ص ۲۵۷ ارشاد مقدوسہ معتبر  
کتابوں سے جمع کر کے اس نقش کی اہمیت بڑھادی ہے۔ الشرعاً  
سہ کو ان ارشادات کی تعلیم کی توثیق رہے۔

ہم جانتے ہیں کہ آپ ہماری ہربات کا جواب لاستکے اہلین  
اپ ہمارے ایک صفت کے درمیں مخفی اساسی تکمیل ہے۔  
علم مطاعع، ذات، قوت استدلال اور صلاحیت ماناظرہ نہیں  
اوہاف ہیں، ہم آپ سے پچھے ہیں لیکن یقین کیجئے ہمارا مقصودہ مناظرہ ہے  
ذاؤ اپ کی کتاب کا تعلق ہے۔ آپ کی کتاب کا تعلق مولانا متوفی کے  
ذمہ ہے کہ جن کی کتاب کا آپ سے رکیا ہے۔ باہم ران ہشم والعلوم  
ویڈیو نڈ کے ذمے جو ہر سال رمضان کے موقع پر ملان کردیا کرتے ہیں کہ  
بعض لوگ اندر کوت تزویج کو سنت کتے ہیں یہ درست نہیں اور جنپیں  
آپ سے ہماری کتاب پر تبہیہ بھی فراہم ہے۔ جامیلک تو۔

شرطیکہات کی شماریں ہو۔ یہ ہے کہ مقلدین بھی جسمی اور اہل حدیث بھی  
بنتی۔ اخراج اور تقریب کرنے والے دو قوی ہیں ہیں۔ ان سے قطع تقریب  
ہم سب کا مقصد اللہ اور رسول کے احکام کی اطاعت اور رضاۓ  
اللہ کا حصول ہی ہے۔ فکر و تظریک اخلاف خدا و دکر درست پر منع نہ ہو  
تو گلہبائی رنگارنگ کی طرح مزدہ دیتا ہے۔ اس میں اگر تباہت ہو تو  
تو خطہ اکار بجهہ کو اکھڑا ثواب بھی نہ ہے۔ مقلدین میں تاریخیہ میں  
اوہابی حدیث الظہر، ایک دوسرے کوئی گمراہ نہ ہے۔ اور اپنے ہی  
جن میں حق و صداقت کے سارے ملٹے مخصوص نہ کرے۔ مختلف نیو  
مسائل ہیں بکھیں ہوں۔ خوب کھل کر ہوں۔ مگر  
مشکل ہیں جھاگ اور اس تھہ بریل کی کچھ نہ آئے۔ ایک دوسرے کو  
کاش کہانے کی کوشش کوئی ذکر نہ ہے۔ علمی مباحثہ میں تکمیل، اتعال  
غشہ، تندی، حجاہت، تبیر، تابرازا الانقاہ، تجزیل و تعمیق اور تبلیغ  
تفہیم ذہن کتاب کے مرضی بوسے کی طالبیں ہیں۔ مراہی آجائے  
اگر اہل حدیث آٹھ اور مقلدین ایس پڑھ پڑھوں سے بھیں اور ہماں  
لکھن کر پہنچتے ہوئے ٹھوڑوں کو چلے جائیں۔ پھر صحیح کوئی نہشت گاہیں  
تین صحیح ہو کر بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کی تحریر پر پوچھنے کے  
بعد مشورہ کریں کہ بربادی، نکبت، پیشی اور بدزین زوال کے  
ان پر شور طوقاں کا مخفک طبع پھر اجاتے جو یاروں طرف سے  
امتحان کو گھیرے ہوئے ہیں۔

# بگرمی تندستی سنواری کی درمانی

از حکم حکیم عظیم زبیری - امر وہ مراد آباد

بہتی ہوں کہ اگر معدہ تندست است ہے تو یہی ہے تندستی معدہ کی تندستی ہے۔ معدہ درست ہو جائے تو بگرمی صحت درست ہو جائے ایک موسم برسات ہے۔ مطوب آپ داؤ کے سبب پھر بھی درست و فتنہ کی مشکلایات پیدا ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ مطوب آپ دنہوا معدہ کا فتنہ بگار دینی ہے۔

اس موسم میں میری پیشنت مرکبات جوارش بنیل الطیب یا سفوف بارب خود بھی استعمال کیجئے اور ان کو بھی استعمال کرائیجئے جو آئے دن معدہ کی لکا بیف کے شاکی رہتے ہیں۔ الگ زیری دو اول پر اعتقاد اور اعتماد ہو تو مقامی کسی بھی دادا خانے سے کوئی مناسب دو ایک کھائی۔ بہر حال معدہ کے فعل کو درست رکھنے کے لئے کافی تقوی معدہ مرکب خرد کھائی۔ علاوه ازیں جب خوب ہی بھوک عنوس ہو تب تازہ کھانا کھائیجئے اور کچھ بھوک رہے کھانا چھوڑ دیجئے۔ یاد رکھو زاد کھانا بدن کو کوئی نامدہ نہیں پہنچا کا بلکہ اس کے تجویز ہضم نہ کرنے کی وجہ سے جسم اور اس کی قویں مکروہ ہو جاتی ہیں۔ وہی غذا جسم کو قوت دیتی ہے اور بدن کو موٹا بناتی ہے جو ثقیل نہ ہو۔ خوش ذائقہ رہ کسی دست ر بھوک رکھ کر کھاتی جائے اور معدہ اس کا چھوڑ ہضم کر دے۔

**ضروری لوث** | مراد اوزناء شخصیں امراض کے تعقق کا آذمین بخیجہ مفت میں کاکری نہیں ہوتے۔ پھر جسم کے امراض میں ہفت مشدودہ بیجی۔ ایک بارہماری داؤ کو آزمائی تو ہسی۔ کم خرچ بالاشیش جواب کر سکتے لفاف یا لٹک رکھنا نبھو لئے۔ میرا یہ پتہ کافی ہے۔

بیم حکم حمد عظیم زبیری - امر وہ مراد آباد

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی صحت برقرار رہے یا بگرمی ہوئی تندستی درست ہو جائے تو آپ سب سے پہلے اپنے معدہ کے فعل کو درست کر کے پڑھو جو ہو جائے۔ اگر آپ نے معدہ کے فعل کو درست رکھا تو پھر یا ان آپ کو بہت ہی کم مسماں ہیں۔ اگر آپ نے معدہ کو قوی خلیا تو بگرمی تندستی سنوار جائے گی۔ اور آپ کو داکڑوں پا ہمکوں کے دروازوں کوٹھکھانا غرض سے گا۔ میرا یہ بخیر ہے کہ مردانہ قصروں شکایتی بھی تب ہی بھل طور پر قائم ہوئی ہیں جب معدہ و بیگر کا فعل درست ہو کر مام صحت بجا تی ہے: میرا تو طبقہ علاج ہی ہے کہ میں مریض کے معدہ، وجھ کی خراہیوں (اگر تو نہیں) کو اول دو دل کرتی ہوں اور معدہ کو قوی بتایا کرتی ہوں۔ میرے سکراس طبقہ علاج سے مالروں اعلان مریض بھی با محل تندست ہو پچے ہیں۔ معدے کے قوی کرنے اور باصرہ کی خراہیاں دو کریئے کھلے میری پیشنت دوائیں ہیں (۱) جوارش بنیل الطیب (۲) سفوف کارب (۳) سفوف جوہر اضوم (۴) سفوف نیشن ہیں میں مریضوں نے ان کو برداشتے وہ ایک اندادی سے کہہ سکتے ہیں کہ تو انی یہ پیغیدہ مرکبات ہیں۔ پارسوسیکل کامیں نہیں کرتی ہوں ایک دیکھتے تو سہی۔ بات کھان سے کھاں جائیں گے۔ اس کہنا یہ ہے کہ جلد اعصار بدن کی فنا کا مسدہ ہی کنیل ہے۔ کیونکہ کوئی بھی عضو متروکت کے وقت برادر لاست قذار کی طلب نہیں کرتا بلکہ ہر عضو کے لئے فنا کا انتقام معدہ ہی کو کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب معدہ میں کوئی خرابی ہوئی ہے تو تمام اعصار باری باری فنا نہ ملتے کے باعث بت کر معدہ اور لاغر ہوتے چلے جاتے ہیں جب کمزوری پڑ جاتی ہے تو انتقام اپنے قابلہ آ جاتے ہیں۔ پس الگ معدہ کی خراہیوں کو ۱۳ الامارش رمضاں کی ماں اکھا جائے تو بجا نہ ہوگا۔ اچھی طرح بھی لیجئے میں بار بار یہ کہتی

علم کی طلب ہر  
مسلمان مراد و مادرت پر  
فرض ہے  
(حدیث)

طلیت اللہ علیٰ حکیم  
غیر نصیۃ علیٰ حکیم  
مسیحہ و مسلمانہ  
(الحدیث)

# تفسیر علیٰ کتابیت

## کتابیت طلب کرنے والے چند باتوں کا لحاظ ضرور تھیں

۱) تحریر اتنی صاف ہو کر آڑو کی تفصیل اور آپ کا تبدیل پڑھنے میں دشواری نہ ہو۔  
۲) مجلد یا غیر مجلد کی بھی وضاحت کیجئے  
۳) تقریباً یہیں روپے سے زائد کتابیں ملکگہ کی صورت میں رہیں ہوں گے پارلے میں اکفایت رہتی ہے۔ اگر کافیات مطلوب ہو  
تو اپنا اشتین لکھتے۔ پارسیں رہیں سے اور علمی کی دوسری دلائی کا خانہ سے وہی بھی جاتے گی۔  
۴) اگر آپ سے خریدار ہوئے تو اپنے  
تاں سے زانکے آڑو پر کچھ روپے ملکی روپا نظر لے جیسی دی دی میں کم کر دیا جاتے گا۔  
۵) ذکر کا نام سے وہی قبیلی کی اطلاع لئے  
ہی چھڑا لیجئے۔ ذیر کرنے سے والیں پڑ جاتی ہے۔  
۶) اگر آپ کو مگن ہو کر وہی بی تو قصے کچھ زائد رقم کی ہے تو اسے والیں  
کریں بلکہ وصول کر لیں۔ آپ کے اطلاع نہیں پر تکمیل یعنی اپنے کتابت کا ازالہ کرے گا۔

خادمِ مشجع مکتبہ علیٰ ویونیورسٹی سارنپور (روپے)

## قرآن کی تفسیریں

تفسیر ابن حشمت الحادیث کی درختی میں آیات کا فہرست ملک  
تفسیر ابن حیثما کرنے والی و تفسیر و دینا بھر میں ہمہ روپوں  
ہے۔ ترجمہ سلیمان الحمامی پہچانی پسندیدہ پائی جانے والیں میں مکمل۔ ۴۔ یہ  
محلہ بھیں روپے۔ کوئی بھی جلد علیحدہ نہیں میکا۔

تفسیر وضیح القرآن شاہ عبدالقدوس محدث بڑی کی تفسیر  
اور تفاسیر میں بادی اہمیت رکھتی ہے۔

کلاس سائز ہدیہ بخالد اعلیٰ بین روپے۔ غیر مجلد سول روپے۔

تفسیر سان القرآن امولانا اشرف علی کی قلم تفسیر اپنا  
کیجا سکتی ہے۔ بہت بڑا سائز بارہ حصوں میکل۔ پڑی غیر مجلد  
سائز روپے۔ دو جلدوں میں مجلد شتر روپے۔

تیس پاروں میں مکمل۔ غیر مجلد سائز تھیں باقی جلدوں میں مجلد سائز پر  
دوسری نسخہ کا ہر بارہ الگ بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ فی پاروں دو روپے۔

## قرآن ترجمہ درست

۱) شاء رفع الدین (۲) مولانا اشرف علی  
قرآن بد د ترجمہ متواتر سائزیں، مجلد کریج کا حصہ  
سائز سے بارہ روپے۔ بہت بڑے سائز میں مجلد کا ہدیہ بیکھیں روپے  
(اسکی لکھائی بہت جلی ہے)۔

۲) مولانا اشرف علی، مجلد کریج کا حصہ  
قرآن بیک ترجمہ سائز ہدیس روپے  
اچھا سیفی کا فذ۔ تخلی سائز، حصہ  
محلہ پا مشجع روپے

۳) علی قلم، روشن ہڑو علی کی جلد کا حصہ  
قرآن بلا ترجمہ آنحضرت روپے

۴) ترجمہ حضرت شیخ الہند، تفسیر مولا مسیح احمد عرشائی (۲)  
قرآن ترجمہ مطبوعہ ملکہ، ہدیہ بخالد رحماتی بین روپے (بی بی قرآن  
بڑا سائز مطبوعہ مخمور، مجلد حجی پشتہ پھیلی روپے۔

لکھاں نے اپنے کام کو پورا کیا۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ مولانا عبد الحق محدث دہلوی کی تفسیر نامہ ب

**تفسیر حرقانی** مولانا عبد الحق محدث دہلوی کی تفسیر نامہ ب  
نوجی تھی اب ہر ادیک پارہ چھپ رہا ہے،  
اب تک لکھنؤ میں یا کسی چھپنے کی طور پر نہیں۔ فی پارہ دو ٹوپیں صرف پارہ اول  
چھوڑ دیے جو تم خود تو پرسل ہے۔

**تفسیر القرآن** اول و دوم مولانا عبد الرحمن شافعی تفسیر و غیر غرضی  
تفصیلات سے بحالتہ ہوئے اب کو برداشت مذکور آن میں  
بہچا تی ہے۔ دل قیس استاد اور دہم میں اُتر جائے والی بھی ہی  
اور دوسری جلدیں فراہم کی جا سکی ہیں۔ جلد اول مجلہ ملٹھے بارہ پیسے  
جلد دوم مجلہ پڑھ رہا ہے۔

## علوم فرقہ

**البيان في علوم القرآن** مشہور تفسیر حرقانی کی مصنف

کی عظیم الشان کتاب ہی ہے جس کی توصیف میں علام ابو شبلہ مفتی  
جیسے علامہ علی بن القاطل الحنفی کا عنوان حصہ اول  
والقیس تھیں "خدا کی ذات و صفات تاسیع ملائکہ جزا و مزا، قبر،  
جنت اور رزخ، نبوت، ناسخ و نسوخ، استعارہ و لکنایا و راخلاف  
قرات کی تحقیق، صفات ملک و کاشف للحکای جھیلی معیاری  
قیمت پورہ رہے" (محلہ بخت سولہ روپے)

**قصہ صلی لقرآن** قرآن کے بیان فرمودہ تفصیل بلا جواب کیتاب  
تفصیلات کا خزانہ استاد اور حرقان  
تفصیلات سے الاماں۔ حصہ اول سات روپے حصہ دوم چار روپے  
حصہ سوم ساٹھے باخ روپے حصہ چہارم سات روپے تسلیم سیڑھ  
منگلے پر قریت تھیں روپے مجلہ مطلوب ہوں تو ایک پندرہ روپہ  
روپہ بڑھ جائے گا۔

**لغات القرآن** اور افی لغات کی تشریح آسان زبان میں جو  
شوق رکھتے ہیں اسکے لئے کتابہ ڈی مدد فراہم کرنی ہے۔ قیمت مجلہ

## علم الحدیث

**موطأ امام مالک** ترجمہ عربی مع اردو (اعادت و اثار کا  
معجم جو بخاری اور مسلم ترتیب کے ماتحت عربی میں بھی ہے۔ ہدیہ  
با رہ روپے۔ مجلہ کریم ترجمہ روپے (محلہ اعلیٰ چوڑا روپے)

**بخاری شریف** (خلال روپے) اور آن کے بعد تین سچے صحیح  
ترجمہ تین جلد وہیں کمل ہے جو میں روپے۔ مجلہ بخاری کا مطلب تین اردو  
محلہ اعلیٰ میں روپے (محلہ کا مطلب تین الگ الگ جلد ہیں)۔

**مشکوہ شریف** (خلال روپے) مشکوہ شریف کا بھی میں اردو  
ترجمہ دو جلد وہیں میں ہے۔

**ترمذی شریف** (خلال روپے) سید عمدہ کا اندر حصہ اول  
محلہ زور پیسے (دو نوں سچے بیکو قت طلب کرنے پر سولہ روپے)۔

**مشارق الانوار ترجمہ** (بخاری و سلم کی صرف قوی احادیث کا  
تفصیل تقابل۔ ترجیحی الوباب پر  
سچے جس سے یہ ٹوکون کرنا ہوتا آسان ہو جاتا ہے کہ کوئی مسئلہ حدیث  
سے نکلے ہے۔ ترجیح کیا تھے تشریح بھی ہے اور عربی میں بھی ہدیہ  
چوڑا روپے۔ مجلہ پڑھ رہا رہے (محلہ اعلیٰ سولہ روپے)۔

**بلوغ المرحم** مشہور امام شیخ حافظ ابن حجر عسکری کا کتاب بخاری،  
کئے جو ترین احکام کا لیش بہا بھو عرض ہے۔ ترجیح معجم عربی میں مجلہ اعلیٰ

**مسند امام عظیم** (معجم ترجیح و اول) ایسا ایضاً کام مرتب فری دو  
اعادت کا مجموعہ تھیں مولانا عبد الرزید نعیانی کا بہترین معلومات فرمودہ بھی ہے۔ مجلہ اعلیٰ دو روپے

**ترجمان السنۃ** احادیث کی بہترین تفسیر و تشریح پرشیل اور دو زبان  
خوبیوں کا جمالی تعارف بھی تکلیف ہے۔ بیس دیجھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

محلہ اول دش روپے (محلہ پارہ روپے) جلد دوم لا روپے (محلہ گارہ روپے)  
ر جلد سوم دش روپے آٹھ آٹھ (محلہ آڑہ روپے آٹھ آٹھ)

## حضرت امام ابوحنیفہؑ کی سیاستی نگی

گیلانی۔ ساٹھے پاچھوڑتے زامروز صفحات کی یہ کتاب پانچ مضمون  
برلا جائے۔ قسمت تجذبہ را بھر دیں۔

**حیث امام ابو جعفر عینی سیدہ النعمان** علماً مشہور کے قلم  
حضرت ابو صنفیرؑ کے مقتول حالات زندگی و تعلیم اور ایمان افروز  
قیمت تین روپیہ (محلہ دار روسی)

**تجلیات عثمانی** شیعہ اسلام علامہ تفسیر احمد عثمانیؒ کی علمی اندیشگی  
و فضل حالات آپ کے علم تفسیر، حدیث، افقر  
کلام منطق، فلسفہ، مناظر، تقریر اور دو فارسی اعرابی ادب اور سایہ  
پر تفسیر حاصل تھرہ بڑی ۱۲ حصہ مجموعات۔ جملہ چھسین سرہ نگاہر پوچش  
قیمت مجلد ساڑھے ۳۰ دلار اور

**بیت اشرف** حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ فی الفضل بیت  
صفحات، ۶۵، قبلہ بارہ روایے۔

**حیات و فی** اشادہ ولی اللہ اور ان کے آبا و اجداد اول ایادر اسنادہ کا تذکرہ۔ مجلد تھوڑے رہے۔

**حیات امام احمد بن حنبل** احمد بن حنبل مکنن البوزہرو کی معرفت الارادہ کتاب اور حنبل کا فقیس اردو ترجمہ۔ امام احمد بن حنبل اپنی نویعت کی وصالہ کرتا ہے۔  
فہیم دش رویے

**محمد بن عبد الوهاب** (ابن مولانا مسعود عالم مندوسي) پارہ خوس مهدی بھری کے مشہور مصلح تھیج الاسلام محمد بن عبد الوہاب تھی کی سیرت اور دعویٰ و تحریر علمی تحقیقی تصنیف حسیر شرق و غرب کے تمام ماتخذ و نوی طرح کنگھا الکار غلط فہریں اور غلط سانوں کی حقیقت واضح کی جائی ہے۔ دھانی نویں

رد شرک ویدعه

**تقویہ الیمان** (راہدو) شاہ اسما علی شہید کی وہ مشہور زبانگانہ جس نے اپنی بیعت میں بھل ڈال دی قیمت چار روپے۔ (مجلد پانچ روپے)

## معارف اکدیت | از مولوی منظور نعمانی.

احادیث نبوی کا ایک جدید اسکاب۔  
اُنہو ترجمہ و تشریح کیسا تھے۔ جلد اول مجلد پانچ بیشے چار آئے۔  
مجلد دوسرا مجلد پانچ روزے آٹھ آئے۔

**صحیح فہرست مامن مذکورہ** بخاری و متوطئ امام مالک سے بھی قدم وہ  
تکاپ حدیث جو شہرو صاحبی الامر برقرار  
لے نہیں کیا تھا اسی مرتباً کی۔ جویں سارے تین روپیے (محلہ سارے) ہے چاروں سو  
**بستان الحدیثین** شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی ایمان افزود  
تکاپ کا اور در ترجیح۔ بلند پایہ حدیثین کے حالت  
اور خدمات، وسائلات کا لکڑہ تذکرہ۔ محلہ سارے بخیر و نعم۔

**ابن ماجه** (ابن حمزة) صحیح شرکی کتاب ابن حمزة کا مکمل اور سلیس تحریر۔ شائعین حدیث کے لئے نادر تھے۔  
حقیقت منظہ چدی یہ مجلہ بارہ روپیے۔

## ابن باجه اور علم حدیث

**فتنہ ان کا حدیث کا نظر و میں نظر** [بہت سخت بڑی جامع اور دلچسپ]

**علم الہدیت** انسق علم الہدیت کا احمد تحقیقہ تحریت ساز ویر -  
امان افراد ماب - دو صدیں میں مل - سارے چھ درپے -

سوانح اور تذکرے

لی کی ہے۔ قیمت سات روپے۔ مجلد کرچی آٹھ روپے دو جلد اعلیٰ سائنس کے زیر پیغام  
**الفاروق** [امیر المؤمنین علیہ السلام] میں نا عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
کے حالت سوائی پر علام شبلی عجی بی کتاب دنیا بھر  
میں مشہور ہے۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

**جیسا مسلمین** مسلمانوں کی زندگی کسی ہونی چاہئے وہ کتنے چیزوں سے بچے اور کتنے چیزوں کو افتقاد کرے۔

مجلد کی قیمت ایک روپیہ بارہ آنے تک علیم الدین

[دن کی علمہ سے تعلق محدث نبیہات و معلمات علیم الدین] پر مشتمل مجلد ایک روپیہ بارہ آنے۔

**نشر الطیب** سید الانبیاء رسول اللہ علیہ وسلم کی سیرت بڑی بڑی مجلدات کا بخوبی قیمت تین روپیے۔

**دعوات عبدیت** مولانا اشرف علیؒ کے چند بڑے اعاظ کا مجموعہ جو عصر سے نایاب تھا اس کے اپنے تین حصے تک ہو چکے ہیں۔ ہر حصہ مجلد اور ہر حصہ کی قیمت پانچ روپیے۔

## عنوان و فقرہ

**ہشتی زیور** مولانا اشرف علیؒ کی دہ شہروآفاق کتاب جو

مفید مصائب پر عمل ہے۔ قسم اول کامل درکشی مجلد پندرہ روپے۔

قسم دوم غیر کامل مجلدات کا شوہر دو نوں تکمیل ہے کہ کسی اول میں تو حاشیہ پر عربی کتبے خالی رہی ہے اسی اور قسم دو میں حاشیہ نہیں ہے۔ (اصل ضخون دو نوں کا ایک ہے)

**دین کی یادیں** اسلام ایمان عمل صاحب اور کافی اسلام اخلاق

حقوق سیاست اور خدمت دین کے طبقہ پر نہایت دلنشیں اور ایمان افراد لفظوں ملک کی عمدہ چیزیں

قیمت پانچ روپیے۔

**عقائد الاسلام قائمی** اسلام کے جملہ اصولی عقائد کو ہر سلسلے میں ایک بڑوں کے لئے بھی کتاب جو رضید ہو گوئی

اگرچہ بوجوں سے ہے ایک بڑوں کے لئے بھی کتاب جو رضید ہو گوئی

تھا اصولی عقائد سے بڑے بھی کم ہی باخبر ہیں۔ ڈھانی توبیہ (محلہ تین روپیے)

## ابدیات

**شاننا اسلام** حصہ اول [جستہ] مولانا ناعم عثمانی

مبارک اور اس کے بعد پہلی خلافت راشدہ کا قیام اعلیٰ ذریعہ اول کا

**الشہاب الشاذرو** بدعات کے درمیں ایک مفید کتاب۔ قیمت پانچ روپیے

**کتاب التوحید** روشن ترجمہ حدیث محدث اسلام محمد بن علی بن ابی

محمدی کی فیض کتاب۔ قیمت مجلہ تین روپیے۔

**بدعت کیا ہے؟** مولانا امام عثمانی اور تین دیگر حضرات کے توحید و منکر اذکار پر لا جواب برداشت کرایا۔ مجلہ تین روپیے۔

**رسوی عقائد میدعیہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیر تھا یا اس مخصوص و مدلل بحث۔

قیمت ایک روپیہ۔ (محلہ دو روپیہ رہیسہ)

**شہادت شہزادہ اور معاندین** احمدیت اسکیل شہزادہ پر

اہل بدعۃت کے الزامات اہل بدعۃت کے ہوائی الزامات کا کافی شافعی

قیمت ڈھنڈو روپیے (محلہ دو روپیے)

**تصانیف شاہ ولی اللہ حنفۃ اللہ علیہ**

**حجۃ اللہ البالغ** صحیم کتاب علم و معارف کی کان ہے۔

میں نہیں۔ قیمت مجلہ میں روپیے۔

**خیرکشیر** شاہ ولی اللہ شہر کتاب الخیر الخشیر

اک اور دو ترجمہ۔ قیمت مجلہ سارٹھی تین روپیے۔

**فیوض الرحمن** شاہ ولی اللہ کے مشاہدات و تأثرات۔

قیمت مجلہ دو روپیے (مع اردو عربی)

**سیقر رسول** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح اہد ان کی

حیاتیں میں عادات میلانات اور تسبی و حسی

روشنداروں کی تھیں تفصیل ترجیح ملیں اور عالم فہر۔ دن آنے۔

**تصانیف دلنا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ**

**اصلاح الرسوم** مسلمانوں میں راجح شدہ رنگ پر تکی رنگوں

کی فرعی پوزش یا ہے؟ اس کا حقیقی جواب

قیمت مجلہ ایک روپیہ بارہ آنے۔

غواہات پر حضرت شیخ عبدالقدوس جيلانيؒ کے مشہور و معروف مقالات  
کا جو مدد حبیب مولانا عبد اللہ احمد دریابادی کا بسط مطالعہ فی مقال  
بھی شامل ہے۔ قیمت ڈھنائی روپے۔

بی سال ہے۔ بیت وحایہ پڑے۔  
**حکایاتِ صحابیہ** [صحابی محدثوں اور عورتوں دخیل کے سبق آموز]  
ادعات جن حکایتیں اعلیٰ نظر تازہ اور سینہ  
کشادہ ہوتی ہے۔ قسم اول جملہ شیخ روضے۔ قسم دوم سوا درود روضے۔  
**تحریکِ خوانِ مسلمین** [نصری کی شہزادگان اسلام پر جماعت  
”اخوانِ مسلمین“ جس کے کئی  
رہنماؤں کو بھائیار جو نبی گئیں۔ کہا ہے؟ اس سوال کا جواب اور  
معضل جواب مسائل کے سلسلے میں عمر کے محمد شرقی کی پرانی اعتماد کتاب  
ملحظہ فرمائیتے جس کا مطلب اور دو ترجیح ترتیب خوان ملی نہ کیا ہے۔  
(دیت جلد شیخ روضے)

**عبدالجوہی کے میدان جنگ** مشہور محقق داکٹر محمد حسین اللہ کی وہ تاریخ جو فوج اور دیگر راؤں پر بھی بیشتر اپنی مجسم کتاب بنتی چلی افغانستان کے اندھے شہر کوئٹہ، احمد آباد کوکاتا اور سیم ندیاں وغیرہ بھی خدا کے عین قلب پر قائم کیا گیا۔ (ترجمہ مکمل) (ترجمہ مکمل)

**اُسوہ حسنہ** نصیب کا سب سے پورا مکار اعلیٰ اور حق دعویٰ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ ایک بعنیں بعنیں ایسی خوبی ایسی تینی جو عالم طور پر کتب سیرت میں پھر پھر ملے گئے۔ مدد و مبارکباد (معاذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہزادہ امیر المؤمنین علیہ السلام اور امام اول اور امام اول اس کے دریاء میں اکتوبر ۱۹۷۳ء میں اکتوبر ۱۹۷۳ء میں

اور میعادات نخودی آشہ رکھات اور اسے اپنے کام کی شان  
چس فیضت مسادو دو رکھئے۔

**حدیث اور قرآن** اگر عوala نامیں اور محدثین کے نامیں حدیث  
کا تعلق قرآن سے کرنے پر جو حدیث میں مذکور ہے تو اس حدیث  
کو کیا حیثیت ملیں ہے۔ رسالت کی کہیں جس اپدھ اسکے لفظ میں کیا  
ہے؟ اس طرح کے سوالات کے درمیں اور مغلل حجیاب میں کتاب

**شعلہ طوون** تجسس یا پیغام برداری کا ایک اس طور پر کہ جس کے واسطے ایک شخص کو کامیابی کا سفر کرنے کے لئے مدد اور نصیحتیں دیے جائیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طور پر کامیابی کا سفر کرنے والے کو اپنے کام کے لئے مدد اور نصیحتیں دیتے جائیں۔

**کلیات اقبال** [ڈاکٹر اقبال کے آرڈ و کلام کا انتساب - قیمت مجلد پانچ روپے]

**فردوس** نامہ برانقاداری کی وجہ اگریز نظموں کا دلپذیر مجموعہ۔  
قیمت ساٹھے تین روپیے کا۔

**دلوان غالب** نفس ایڈیشن جس میں غالب کی خیریہ کا مطلب  
ان کی تصویریاً و بعض بیسے اشعار قابل ہیں  
بجود سب سے ایڈیشنوں میں ہیں پائے جاتے قیمت سائیس پانچ روپیہ  
قسم دو مطبوعہ تاج پسی کراچی۔ سالہ تھے تین روپیے۔

**آردو کے چاند رائے**  
کامیاب تذکرہ اور خوبصورت کلام۔

مختصر علوم زنی

**اصح است** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور تاریخی واقعات پر عمل بخوبی مغلظ مسئلہ اور بکتب علمی و تحقیقی کتاب سیرۃ النبیؐ کی تحریم مجدد اسکے سوا آردو میں کوئی کتاب سیرۃ نبیؐ کی نہیں۔ مجدد وہ رویے

**حصین میں (ترجمہ)** ادعاوں، مناجاتوں، نظیقوں اور جامع  
كلمات کا مشہور مجموعہ۔ مجلہ آنحضرتیہ

**مقدمہ ابن خلدون** پر شہر و آفاق کتاب اور دو ترجیح ہو گر آتھی ہے۔ مجلہ شہر پندرہ رہ بولی

**اسس عربی** عربی سکھنے کے لئے عربی صرف و نجوم کے تعلوں کی  
عہدہ کتاب۔ پاٹیخ بولی (مجلد چھ بولی)

**سیر الصحبہ** ایسٹریڈ سوچا بڑھ کے حالت جن سے عام طور پر لگ واقع ہیں۔ قیمت مجلہ پائی رہی۔

**فتوح العزباء** (ابن القوئي، صبر، فخر، خير وثر، جبر وشدر، سنت ويدعى) اذ شرعيت وطريقت دفتر کے

فائلن یعنی نقطہ نظر سے چھائی گئی ہے جیسا کہ صفحہ کا فارس کے طریقہ سے  
صفحات کی قیمت صرف بارہ آئے۔ شامں رہیں چھیس۔

**مکاتبہ مید سلیمان ندوی** مجدد سو اتنی روپے

**اسلام کی اخلاقی تعلیمات** آن اسلامی تعلیمات کی

تفصیل جو ہماری روزمرہ کی ضرورت کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قیمت سوا دو ڈالہ۔

**مصلح اللغات** عربی اور دو لغت کی عظم الشان کتاب

المخنزہ قاموس شاخ العروس، نہایہ عینی الارب اور اسی پاسے

کی دیگر لغات کا پنجم۔ قیمت مجلد سولہ روپے۔

**کریم اللغات** عربی و فارسی کے جو محاورات اور الفاظ

اردو میں راجح ہیں ان کی بہترین اور دوسری

یلغت محمد اور دلکش اور بھٹے میں بہت بڑی ہے۔ قیمت

دو روپے (مجلد ڈھانی روپے)

**کتاب الصداقة** ناز پر امام احمد ابن حنبل کی مشہور

کتاب ترجیح کے ساتھ امام صاحب کے اخراجیں حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ مجلد دو ڈالہ روپے۔

**اسلام کیا ہے؟** علوم و خواص بھی پسند کرئے ہیں۔ قیمت

قسم اول مجلد دو روپے آٹھ آنے۔

**آپسی حج کیسے کریں؟** از مرزا ناطق بن عاصی جسرا کہنا میں

ہیں۔ قیمت مجلد دو روپے۔

**سرایا پر رسول** اس قدس کتاب میں آنحضرتؐ کی ذات

دلالی سے سائنس لایا گیا ہے۔ احتماً بیختنا، لکھنا یعنی، سوانح انسانا

بوتنا مسکنا، معاشرات، اخلاق، عادات، مرغبات، غرض

آنحضرتؐ کا تمام کاتا، سرای الفاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے

پیش لفظ استاد ابوالا علی مسعودی کا ہے۔ قیمت صرف جو دو کنے

علام امیر شکیب رسلان کی تحریک الاراد

**ابواب الامت** تصنیف۔ مجلد دو ڈالہ روپے۔

اسی میں مولانا شیخ احمد کاشبور مقالہ "مولانا مسعودی اور

مسقط قم

صراط - مسعودہ کتابت طباعت۔ ڈھانی روپے دو ڈالہ میں

تعلیمِ اسلام

دیی تعلیم پر تھریں کتاب۔ چھائی علی گی قیمت

مکمل ہر چھار حصہ ایک روپے جو آئے (مجلد دو روپے)

اشتراكیت وس کی تجربہ کا میں

ناماہی پر ایک

حقائق اذکیاب۔ قیمت تین روپے۔

**حسن الصالوة** نمازوں وضوی کم اور غسل کے زانوں دو اجرات،

سنن، مستحبات اور منهيات دو کروہات کو

نہایت دقتاً حالت سے دوچار کیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۰۰ صرف پانچ آنے

رجم المدعیین اور سطوت کا ثبوت صفحہ ۱۰۷۔ تین آنے۔

**محکمات** قرآن کی بعض آیات اور انکی تفسیروں پر علماء عبد اللہ

العامدی کا عالمانہ تصریح و حکمکر، دو روپے بارہ آنے۔

اردو کا مقدمہ اردو کے بارے میں ادیبوں، شاعروں،

علم پیش کی شہادتوں پر عمل دیکھ پڑتا رہا، جو پر لطف ہونے کے

ساتھ ساتھ اردو کے حق میں دستاویزی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک روپے

حقیقت اسی عالمی پرستگی بعین اعتمادات پر

مولانا عامر عثمانی کی فضل مقید۔ قیمت دس آنے

**مولانا مسعودی اور اقواف** مولانا شیخ

احمد کا ایک

معروک ازالہ اہم بہر طبقاتی شکل میں پیش کیے تعارف تاہفاً کی ذات

کے پیش لفظ اور مولانا عامر عثمانی کے مقدمے سے مرتیز ہے

قیمت دو ڈالہ روپے۔

**بھلی کا خاص** بیس ۱۹۵۴ء اب بھی مل سکتا ہے

پروفیسیلی تحقیقات سمجھتے تو نیاز، فاتح و عرس اور سماج موثق و عیروں

کا جائزہ وغیرہ۔

اسی میں مولانا شیخ احمد کاشبور مقالہ "مولانا مسعودی اور

تصویف "بھی شال ہے۔ قیمت ڈالر ہر دوپتہ۔

**نورٹ:** تھاہی ملکا نا ہو تو منی آرڈر سے ایک روپیہ بارہ لئے  
بیس جدید کئے۔ دی پی طلب کریں گے تو دو رупے دو آئندے خرچ  
پورا چاہیں گے۔

## عرب کی گذشتہ تجارت انگلستان کی صنعت و حرفت

اس کے پڑھنے سے پرچلتی ہے کہ ان دونوں ملکوں نے تجارت کی بدولت مس طرح اور کم ترقی کی۔ قیمت صرف آٹھ آنے۔

**اشاعت اسلام** [دنیا میں آئی جلد اسلام کس طرح پھیلا؟]  
خالقہ اسلام پرستی کا کامکٹ

۷۰) **اردو ہندی لغت** اس سلسلہ میں لیا گیا ہے۔  
 ہیں ۱۹ اور اس کا جواب کیا ہے؟ یہ سب کچھ ٹھوس دلائل کی صاف اخلاقی اس میں ملے گا۔ کاغذ، طباعت، کتابت سب عمدہ۔ قیمت چھ روپے جس سے بخشنے والے کو پیش نہ رکھنے کی احتیاطی معاشرتی، صفتی اور تجارتی، اخباری، عدالتی اور فنری غرضی کا ہر قسم کے مفرد الفاظوں کے ساتھ ساتھ مرکب لفظوں کی بھی ہندی دیدی کی گئی ہے۔ ہندی سیکھنا لوں کے لئے ایک اچھی چیز ہے۔ صفحات علا ۲۷۔  
 قیمت مجلد مع گردلوش ساٹھ ھمیں روپے۔

**وزیر و شریعت** مولانا مظہور عثمانی کی تازہ تصنیف جو

بہت مصید و جبوط مبارحت پر کل  
قیمت مجلد تین دوریے (۱) اپ کی تین اور کتابیں بھی ہم سے  
لے سکتے ہیں (۲) اسلام کیا ہے اضافہ شدہ ایڈشنس۔ دھلی یونیورسٹی<sup>۳</sup>  
۴ آپ تجھ کیسے کریں۔ مجلد دو روزیے (۳) معارف الحدیث  
حضرت اول مجلد سوایا پنج روپے۔ حضرت دوم مجلد سانچھے پانچ روپے  
ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک شہر عقون

عاصم جوہری

سعود عالم ندوی می ہمروں افاق کتاب حضرت یہود ہبیری ملکی جلائی  
جوئی تحریک اور ان کے کارناموں پر بصیرت و ترقید اور غیر وہ کی  
لطیفون کی نشاندہی اور تروید و خبرہ۔ مٹھائی اور میے۔

رسخ طم احضرت آدم سے لیکر رسول اللہ کے تام اندام

**مات عالم** کے حالات مع تاریخ پیدائش و وفات اور مسئلہ تاریخ اسلام و دیگر اقوام عالم کی تاریخ کے علاوہ دنیا کے شہر، مالک اور بیستون کی تاریخ۔ مجلہ سارٹھی چار روپے۔

**بتدیوں کی تجوید** افغان پڑھنے اور پڑھنے والوں کے طریقہ آسان رہا میں جیسی کئے گئے ہیں۔ تجوید کے آخرین درس کا رسولؐ کے دو طالب علم یہ دونوں کو کہا؟  
صحابی حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ۔

ان دلوں کے خصر مگر سند حالات اندیسا ہی طرز تحریر  
بے حد لکھ ہے۔ کتابت و طباعت اچھی قیمت ایک روپیہ  
روپا فضل (اردو) ایک دلچسپ مناظراۃ  
کیا راضی کافرین ہی اور افکاروں  
کا کیا ذہب ہے، اس پر حضرت مجید الدلتانی مکا خود نوشتہ  
رسالہ عرب آخ رثابت ہوا۔ جواب اردو میں ترجمہ ہو گر  
چھا ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

**حکم الفار** ابھی تجویز کی تعریف، اسکے اقسام اور

**سید حکیم حدیث و قرآن سے پیش کئے گئے ہیں**  
**سید عالم مفتی محمد تفعیل صاحبؒ کے علماء۔ قیمت صرف چار آنے**  
**انجی ہنزہ شریخ عبدالقدار جيلانيؒ کے فقرہ مالا**  
**زندگی۔ قیمت صرف چار آنے۔**

محل الملايصر اردو ترجمہ نور النوار

شوجہ الہمنس

سوندھن کی تیزی سے اور جملوں کی تکمیل رہی۔

لقاءاتِ راشدن (طہران) ادائزہ نا عبد الشکر صاحب

سیکرت پر بنے نظر کتابیں ہے۔ قیمت ڈھنی روپیے۔

## اصحول تفسیر

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ایک فہمی رسالہ کا ملیس اور در ترجیح  
مع حاشی مفیدہ۔ قیمت ایک روپیہ۔

## تلش راہ حق

ایک طالب حق کے جواب میں مولانا اثر غزالی  
تھا نوی مولانا مناظر احسن گیلانی مولانا محمد سعید و علی  
مولانا ابوالعلاء مودودی اور میان طفیل احمد کے خطوط  
قیمت مجلد پونے دو روپے۔

## اسلام کی اخلاقی تعلیمات

ارجع کی شستہ اور  
تعلیمات اسلامی کی تفصیل جن کی ہر سلسلہ کو ہر وقت ضرور تھے  
قیمت سوار روپیہ۔

## دین کی باتیں

از مولانا عبدالحق صاحب جہیں  
اسلامی عادات، بنیادی عقائد، اخلاق،  
سیاسیات، حقوق اور دکر اللہ وغیرہ کو ایمان انسروز  
اندازیں بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل لکھائی چھپائی۔  
قیمت پونے دو روپے۔

## رسول اللہ کے ارشادات و خطبات

اور حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری ارشادات و تعلیمات  
کا خلاصہ۔

احادیث کی ایمان افراد و شریعت  
ہر یہ مجلد دو روپے آٹھ آنے

## آپ کے تعاون کا مستحق

میجر مکتبہ بخاری دیوبند ضلع سہارنپور

## الغیر ملی

اشہد افاق عالم امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر مولانا  
ابن تیمیہ کی تحقیقات تصنیف نایاب ہے ہر دو پیپے  
از علامہ عبد القادر عودہ

## اسلام اور انسانی قانون

شیریڈ کی ایک تھیں کتاب  
ترجمہ ملیں ہے۔ قیمت صرف پندرہ آنے۔

## سدی باب ذرعی

علام ابن تیمیہ کا ایک عجیب مصنفوں میں  
مولانا ابوالعلاء مودودی اور میان طفیل احمد کے خطوط  
تعلیم جب کیا تھے کوہراں کرتا ہے تو اس نک پہنچنے والے تمام  
وسائل و درائع کو بھی منزوع کر دیتا ہے۔ قیمت دس آنے۔

## تفہیم الرحمن

ابسم الشاہکھا و رحوزتین کی تفسیر  
کی آراء کا خلاصہ بھی دیا گیا ہے۔ ہر یہ دو روپے۔

## تحفہ الشاہ عشرہ

از حضرت شاہ عبدالعزیز شاہ طہی  
درود، مولانا عبدالحق جامی و سعی  
پیدائش و تاریخ نویس شیعہ۔ ان کی مختلف شاخیں۔ ان کے  
اسلاف علماء اور کتب کامیابی۔ الہمیت، نبوت، امامت اور  
معاد کے بلے میں ان کے عقائد۔ ان کے صحیح مسائل فہرست۔

## صحابہ کرام ازواج مطہرات اور اہل بیت کے حق میں ائمہ

اوائل و افعال اور مطاعن۔ مکاہد شیعہ کی تفصیل، انتکاہاں اور  
تعجبات اور محفوظات کا بیان۔ قیمت مجلد مع حسین ڈیٹکلوب ایک روپے۔

## تحفہ نبوت کامل

محی شفیع صاحب  
مسنون، حضرت مولانا مفتی

## رسول

صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے حادیث  
رسول اور اجماع امت اور سیکڑوں اوائل صحابہ و تابعین و

آخر دین سے مسئلہ تحفہ نبوت کے ہر ہلکو کو وہیج کیا گیا ہے اور  
شہادت کے شافعی جوابات دیئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد مع حسین ڈیٹکلوب چھ

## سیرۃ عمران عبد العزیز

اس میں المقدہستی کی  
تفسیل اور سند مولانا مفتی

حسین کی خلانت کوہیت سے علمائے پانچوں خطافت راشد  
سی محیر کیا ہے۔

قیمت مجلد شیعہ دو روپے

تہجیانی  
افسری

دَعْوَاتُ  
عَبْدِ اللّٰهِ

تہجیانی  
افسری

# آپ شاید ہیں جاتے

ادارہ ہادی دیوبند نے تبلیغ دین اور ارشادت قرآن پاک کا کام استطاعت حضرات کیلئے کیا طریقہ جاری کر رکھا،

ادارہ ہادی بیان القرآن جیسی عظیم تفسیر جدید پاروں کی شکل میں ماں ایک پارہ بیش کر کے عام مسلمانوں سے خراج تحسین حاصل رکھتا ہو جائیں جیسی مکمل میٹ یا ایک دوپاروں کی شکل میں بھیجے جاتے ہیں

حضرت حکیم الامت کی یادگاری میں مرکز اشرف العلوم کا قیام ادارہ کی دش سالہ خدمات کا بخوبی ہے بدیہی فی پارہ ایک پارہ چار آنے۔ بدیہی فی مجبوہ مواعظ ایک پارہ چار آنے۔ بقدر لالات علویہ مصوّلہ ان عزیزہ

یہ رعایت صرف میران کی خصوصی ہے، عام لوگوں کے لئے ہر پارے اور "مجبوہ مواعظ" کی قیمت دو روپیے ہے فیس میری نامہ، نہ ششماہی اور نہ سالانہ۔ بلکہ اس سالانے کی ایسی شرکت کے لئے صرف آٹھ آنے

تفسیر حقائق شعاع الفقیر و امام عبدالحق و بلوی۔ دعویٰت عین حجۃ الامامت یہ اولی دو سال اوتیری پیش کش شیء جمیوہ مواعظ حکیم الامت (سلسلہ دعوات عبادت کے پانچ مواعظ کو جمع) اور تفہیمانی اپنی بیٹھال خوبیوں کی وجہ سے تجویل عامہ طرز بیان عام فہم زبان سادہ متنایں وقت کے مناسب

آپ بھی اتنی بیکاری میں اپنی خدمات پیش کریں، اور ان یمنوں سلسلوں کو مسلمانوں کے گھر مکھ پہنچانے میں ادارہ کی مدد فراہم کرو۔ مدارس میں تعلیم مسابقات قرآنی درس کا انتظام فرمائیں، فائمہ محترمہ ملکائیں، پوسٹرچسیان کریں، خود میری قبول فرمائیں، دوستوں کو مشورہ دیں۔ مگن ہے کہ اپنے حضرات کی امن معمولی توکش اور مخلصانہ و متن جذبہ عمل سے یہ بیڑا خرق ہو کر کیا عجب ہے پھر ابھر آئے کہ ہم نے انقلاب پرخ گردان یوں بھی دیکھے ہیں

مفصل معلومات اس مختتم مرکز اشرف العلوم ادارہ ہادی دیوبند یوپی

# دُرَرِ نَجَفٍ مشہورہ مکر رفی سرہ جو تقریباً سو لے سال اپنی خدمت آنجام دے رہا

ایک قلم پر اندر پڑے آوھا تو لمبے تین پیپریں  
اکٹھے میں نہیں سچے موئی اور دیسیں  
تیار کیا ہوا جس میں  
مخصوص طشتی  
عات کے پاندار  
وقل بیس

بھی عجیش سے استعمال کرتے ہیں  
کیونکہ یہ خرچی عمر تک ہو قائم رکھتا اور  
مرض کے حموں کے بچاتا ہے

دال خیز  
دال خیز  
دال خیز

## DURR-E-NAJAF

- و صند جلا رتو ندا پر بال صرفی اور سمجھیں دکھنے میں ضریبہ ہے۔

- آنکھوں کے آگے تائے اڑتے ہوں یا بیانی مژوہ ہوتی جا رہی ہو، یا سمجھیں تکادٹھ محسوس کری ہوں تو اسے استعمال فرمائیے۔

- ضوری ہو ایات ساتھ سمجھی جاتی ہیں

### جن حضرات نے تحریر کے بعد تعریف تحریریں مرحمت فرمائیں ان میں سے چند کے ایسا گرامی

حضرت مولانا سید حسینی احمد صاحب مدفی رح حضرت مولانا شیر احمد صاحب عثمانی رح - مولانا قاری محمد طیب صاحب تتمہ دار العلوم دیوبند - مولانا اشتیاق احمد صاحب اسٹاؤ دارالعلوم دیوبند - حضرت مولانا مطلوب رحمن صاحب عثمانی مولانا عفتی عقیق الرحمن صاحب (ندوۃ الصنفین میں) - داکٹر ظفر یار خاں صداسیق مشری مسجد - حکیم نبیا لال صاحب دیوبند پور - داکٹر انعام الحق، صاحب ایل، ایم، ڈیمیٹیک - ساہبو جو الارسن صاحب نیس اعظم مراد آباد جناب میا زمی ایمیٹر اسلامی جیسا دیوبند

ہندستان کا پتہ دار لفیض رسمانی - دیوبند - صنیل عہدہ سہار پور - (یو - پی) انڈیا  
پاکستان کا پتہ عثمان غنی - کراں مریٹ ۲۲۸۰ مینا بازار پیراہنی بخش کالونی - کراچی پاکستان